بہارِ شریعت
حصہ 16
مفتی محمد امجد علی اعظمی
مجلس المدینۃ العلمیۃ
Web: www.dawateislami.net, Email: maktaba@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”عالِم بنانے والی کتاب“ کے 17 حروف کی نسبت سے
”بہارِ شریعت“ کو پڑھنے کی 17 نیّتیں

از: شیخ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی

حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: نِیَّۃُ الْمُؤمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ.

ترجمہ: ”مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“

(المعجم الکبیر للطبراني، الحدیث:۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیّتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

1...... اِخلاص کے ساتھ مسائل سیکھ کر رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا حقدار بنوں گا۔

2...... حتَّی الوسع اِس کا باوُضو اور

3...... قبلہ رُو مطالعہ کروں گا۔

4...... اِس کے مطالعے کے ذریعے فرض علوم سیکھوں گا۔

5...... اپنی نماز وغیرہ دُرست کروں گا۔

6...... جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیتِ کریمہ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
ترجمۂ کنزالایمان: ”تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں“ (پ۱۴، النحل:۴۳) پرعمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا۔

7...... (اپنے ذاتی نسخے پر) عندالضرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔

8...... (ذاتی نسخے کے) یادداشت والے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گا۔

9...... جس مسئلے میں دشواری ہوگی اُس کو بار بار پڑھوں گا۔

10...... زندگی بھر عمل کرتا رہوں گا۔ 11...... جو نہیں جانتے انھیں سکھاؤں گا۔

12...... جو علم میں برابر ہوگا اس سے مسائل میں تکرار کروں گا۔

13...... یہ پڑھ کر عُلمائے حقّہ سے نہیں اُلجھوں گا۔ 14...... دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔

15...... (کم از کم ۱۲ عدد یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔

16...... اس کتاب کے مُطالعہ کا ثواب ساری امّت کو اِیصال کروں گا۔

17...... کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو مطلع کروں گا۔

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

المدینة العلمیة

از: بانیٔ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علاّمہ

مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدینة العلمیة**'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

1...... شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
2...... شعبۂ درسی کُتُب
3...... شعبۂ اصلاحی کُتُب
4...... شعبۂ تراجم کُتُب
5...... شعبۂ تفتیشِ کُتُب
6...... شعبۂ تخریج

''**المدینة العلمیة**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولانا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینة العلمیة**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

www.dawateislami.net

پیش لفظ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بہارِشریعت صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ایسی مفید تصنیف ہے جسے ہر مسلمان کو پڑھنا چاہیئے کہ اس کتاب میں کہیں تو ایمان واعتقاد کو مستحکم کرنے کے اصول بتائے جارہے ہیں اور کہیں بد مذہبوں کے مذموم اثرات سے عوام کے شجرِ ایمان کو بچانے کے لیے پیش بندیاں کی جارہی ہیں، کبھی فرائض وواجبات کی اہمیت دلوں میں راسخ کی جارہی ہے تو کبھی سنن وآداب اور مستحبات کو اپنانے کی شفقت آمیز تلقین ہورہی ہے، کہیں مسلمانوں کی زبوں حالی کے اسباب کا تذکرہ ہے تو کہیں بدعات کا قلع قمع کیا جارہا ہے۔

اس عظیم تصنیف کی افادیت واہمیت کے پیشِ نظر تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **"دعوتِ اسلامی"** کی مجلس **"المدینۃ العلمیۃ"** نے بہارِ شریعت کو تخریج کے ساتھ پوری آن بان سے شائع کرنے کا جو عزم کیا تھا، اس میں کامیابیوں کا سفر جاری ہے۔ اس سلسلے میں **"بہارِ شریعت"** کے پانچ حصے (حصہ اوّل تا پنجم) **"مکتبۃ المدینہ"** سے شائع ہوکر علماء کرام و عوام دونوں سے دادِ تحسین پا چکے ہیں۔ الحمد للہ علی ذٰلک۔

دعوتِ اسلامی کی ترکیب میں پاکستان بھر میں اسلامی بھائیوں کے لئے تادمِ تحریر 66 اور اسلامی بہنوں کے لئے 43 جامعات المدینہ علم دین عام کررہے ہیں۔ اس کے انتظام وانصرام کو چلانے والی مجلس جامعات المدینہ (دعوتِ اسلامی) کے نگران صاحب کے اصرار پر پانچویں حصہ کے بعد **"بہارِ شریعت"** کا سولھواں حصہ منظر عام پر لایا جارہا ہے، جو کہ جامعات المدینہ للبنات کے نصاب میں بھی شامل ہے۔ اس حصے میں متعدد آدابِ زندگی مثلاً: کھانے پینے کے آداب، آدابِ لباس، آدابِ سلام، آدابِ سفر وغیرہ اور حقوق العباد میں والدین کی خدمت اور صلۂ رحمی وغیرہ اور فضائل میں تلاوتِ قرآن، علم کی اہمیت وغیرہ کا بیان ہے نیز ان امور کا بھی تذکرہ ہے، جن سے ایک مسلمان کو اجتناب کرنا چاہیئے، مثلاً: جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ، کینہ اور حسد وغیرہ۔ غرضیکہ اصلاحِ معاشرہ اور تہذیبِ اخلاق پر بہارِ شریعت کے اس حصے میں کثیر مواد موجود ہے۔ اس حصے میں تقریباً 64 آیاتِ قرآنیہ، 814 احادیثِ کریمہ اور 528 مسائل کا ذخیرہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عوام وخواص کے لیے نفع بخش بنائے! اور ہمیں اس کے بقیہ تمام حصوں کو بھی مزید بہتر انداز میں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس حصے پر بھی مجلس **"المدینۃ العلمیۃ"** کے **"شعبۂ تخریج"** کے مَدَنی علماء نے انتھک کوششیں کی ہیں، جس کا اندازہ ذیل میں دی گئی کام کی تفصیل سے لگایا جاسکتا ہے:

1...... احادیث اور مسائل فقہیّہ کے حوالہ جات کی اصل عربی کتب سے مقدور بھر تخریج کی گئی ہے۔

2...... آیاتِ قرآنیہ کو منقش بریکٹ ﴿ ﴾، کتابوں کے نام اور دیگر اہم عبارات کو Inverted Commas " " سے واضح کیا گیا ہے۔

3...... مصنف علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رسم الخط کو حتی الامکان برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

4...... جہاں جہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے ساتھ "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" اور اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ "عزوجل" لکھا ہوا نہیں تھا وہاں بریکٹ میں اس انداز میں لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ (عزوجل)، (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

5...... ہر حدیث ومسئلہ نئی سطر سے شروع کرنے کا التزام کیا گیا ہے اور عوام وخواص کی سہولت کے لئے ہر مسئلے پر نمبر لگانے کا بھی

اہتمام کیا گیا ہے۔

6...... اکابر مفتیانِ کرام سے مشورے کے بعد صفحہ نمبر 18، 226، 233، 242، 246، 294 پر مسائل کی ترجیح، توضیح وتطبیق کی غرض سے حاشیہ بھی دیا گیا ہے۔

7...... مشکل الفاظ کے معانی حاشیے میں لکھ دیئے گئے ہیں۔

8...... مصنف کے حواشی وغیرہ کو اسی صفحہ ہی پر نقل کردیا اور حسبِ سابق ۱۲ منہ بھی لکھ دیا ہے۔

9...... مکرر پروف ریڈنگ کی گئی ہے، مکتبہ رضویہ آرام باغ، باب المدینہ کراچی کے مطبوعہ نسخہ کو معیار بنا کر مذکورہ خدمات سرانجام دی گئی ہیں، جو درحقیقت ہندوستان سے طبع شدہ قدیم نسخہ کا عکس ہے لیکن صرف اسی پر انحصار نہیں کیا گیا بلکہ دیگر شائع کردہ نسخوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔

10...... آخر میں مآخذ ومراجع کی فہرست، مصنفین ومؤلفین کے ناموں، ان کی سنِ وفات اور مطابع کے ساتھ ذکر کردی گئی ہے۔

اس کام میں آپ کو جو خوبیاں دکھائی دیں وہ اللہ عزوجل کی عطا، اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نظرِ کرم، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بالخصوص شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے فیض سے ہیں اور جو خامیاں نظر آئیں ان میں یقیناً ہماری کوتاہی کو دخل ہے۔ قارئین خصوصاً علماء کرام دامت فیوضہم سے گزارش ہے کہ اس کتاب کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے بارے میں ہمیں اپنی قیمتی آراء اور تجاویز سے تحریری طور پر مطلع فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی اصلاح کے لئے شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے 3 دن، 12 دن، 30 دن اور 12 ماہ کے لئے عاشقانِ رسول کے سفر کرنے والے مدنی قافلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس "**المدينة العلمية**" کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم!

شعبۂ تخریج (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

بہارِ شریعت
حصہ 16
مفتی محمد امجد علی اعظمی
4921389-93/4126999
4125858
Web:www.dawateislami.net, Email:maktaba@dawateislami.net

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

حظر و اباحت کا بیان

یعنی ممنوع اور مباح چیزوں کا بیان۔

اس کتاب میں ان چیزوں کا بیان ہے جو شرعاً ممنوع یا مباح ہیں۔ اصطلاح شرع میں مباح اس کو کہتے ہیں، جس کے کرنے اور چھوڑنے دونوں کی اجازت ہو، نہ اس میں ثواب ہے نہ اس میں عذاب ہے۔ مکروہ کی دونوں قسموں کی تعریفیں حصۂ دوم میں ذکر کردی گئیں وہاں سے معلوم کریں۔

اس کتاب کے مسائل چند ابواب پر منقسم ہیں۔ سب سے پہلے کھانے پینے سے جن مسائل کا تعلق ہے، وہ بیان کیے جاتے ہیں کہ انسانی زندگی کا تعلق کھانے پینے سے ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحَرِّمُوۡا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمۡ وَ لَا تَعۡتَدُوۡا ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ o وَ کُلُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا ص وَّ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡۤ اَنۡتُمۡ بِہٖ مُؤۡمِنُوۡنَ o ﴾ (پ۷، المآئدۃ: ۸۷ ۔ ۸۸)

''اے ایمان والو! اللہ (عزوجل) نے جو تمھارے لیے حلال کیا ہے اسے حرام نہ کرو اور حد سے نہ گزرو، بے شک اللہ (عزوجل) حد سے گزرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور اللہ (عزوجل) نے جو تمھیں حلال پاکیزہ رزق دیا ہے، اس میں سے کھاؤ اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔''

www.dawateislami.net

اور فرماتا ہے:

﴿ کُلُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ وَ لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ط اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ لا o ﴾

(پ۸، الانعام: ۱۴۲)

''کھاؤ اس میں سے جو اللہ (عزوجل) نے تمھیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ وَّ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا وَ لَا تُسۡرِفُوۡا ج اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ o ع قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِہٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ط قُلۡ ہِیَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا خَالِصَۃً یَّوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ط کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ o قُلۡ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَ مَا بَطَنَ وَ الۡاِثۡمَ وَ الۡبَغۡیَ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَ اَنۡ تُشۡرِکُوۡا بِاللّٰہِ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِہٖ سُلۡطٰنًا وَّ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ o ﴾ (پ۸، الاعراف: ۳۱ ۔ ۳۳)

''اے بنی آدم! اپنی زینت لو، جب مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور اسراف (زیادتی) نہ کرو، بے شک وہ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اے محبوب! تم فرمادو، کس نے حرام کی اللہ (عزوجل) کی زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور ستھرا رزق، تم فرمادو کہ وہ ایمان والوں کے لیے ہے، دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن تو خاص انھیں کے لیے ہے، اسی طرح ہم تفصیل کے ساتھ اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے۔ تم فرمادو کہ میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں ظاہر ہیں اور جو

چھپی ہیں اور گناہ اور ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ (عزوجل) کا شریک کرو، جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ اللہ (عزوجل) پر وہ بات کہو جس کا تمھیں علم نہیں۔"

اور فرماتا ہے:

﴿ لَيۡسَ عَلَى الۡاَعۡمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الۡمَرِيۡضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ اَنۡ تَاۡكُلُوۡا مِنۡۢ بُيُوۡتِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اٰبَآئِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اُمَّهٰتِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اِخۡوَانِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اَخَوٰتِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اَعۡمَامِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ عَمّٰتِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اَخۡوَالِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ خٰلٰتِكُمۡ اَوۡ مَا مَلَكۡتُمۡ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوۡ صَدِيۡقِكُمۡ ؕ لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَاۡكُلُوۡا جَمِيۡعًا اَوۡ اَشۡتَاتًا ؕ ﴾ (پ۱۸، النور: ٦١.)

"نہ اندھے پر تنگی ہے اور نہ لنگڑے پر مضایقہ اور نہ بیمار پر حرج اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر یا اپنی ماں کے گھر یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے یہاں یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھپیوں کے گھر یا اپنی خالاؤں کے گھر یا جہاں کی کنجیاں تمھارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں، تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ مجتمع ہو کر کھاؤ یا الگ الگ۔"

پہلے کھانے کے متعلق چند حدیثیں بیان کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے، شیطان کے لیے وہ کھانا حلال ہو جاتا ہے۔"

("صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب آداب الطعام و الشرب... إلخ، الحديث: ٥٢٥٩، ص١٠٣٨.)

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔

حدیث ۲: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی شخص مکان میں آیا اور داخل ہوتے وقت اور کھانے کے وقت اس نے بسم اللہ پڑھ لی تو شیطان اپنی ذریّت سے کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تمھیں رہنا ملے گا نہ کھانا اور اگر داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے، اب تمھیں رہنے کی جگہ مل گئی اور کھانے کے وقت بھی بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے کہ رہنے کی جگہ بھی ملی اور کھانا بھی ملا۔"

("صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب آداب الطعام و الشرب... إلخ، الحديث: ٥٢٦٢، ص١٠٣٨.)

حدیث ۳: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا (یعنی یہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ربیب اور اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند ہیں) کھاتے وقت برتن میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "بسم اللہ پڑھو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور برتن کی اس جانب سے کھاؤ، جو تمھارے قریب ہے۔"

("صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب آداب الطعام و الشرب... إلخ، الحديث: ٥٢٦٩، ص١٠٣٩.)

حدیث ٤: ابوداود و ترمذی و حاکم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کرے یعنی بسم اللہ پڑھے اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یوں کہے۔ بِسۡمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ۔" ("جامع الترمذي"، ابواب الاطعمة، باب ماجاء في التسمية على الطعام، الحديث: ١٨٥٨، ص ١٨٤٠.) اور امام احمد و ابن

ماجہ وابن حبان وبیہقی کی روایت میں یوں ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ . ("سنن ابن ماجه"، ابواب الاطعمة، باب التسمية عند الطعام، الحديث: ٣٢٦٤، ص٢٦٧٤)

حدیث ۵: امام احمد وابوداود وابن ماجہ وحاکم وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ارشاد فرمایا: ''مجتمع ہوکر کھانا کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو، تمھارے لیے اس میں برکت ہوگی۔'' ("سنن أبي داود"، كتاب الاطعمة، باب في الاجتماع على الطعام، الحديث: ٣٧٦٤، ص١٥٠١.) ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم کھاتے ہیں اور پیٹ نہیں بھرتا۔ ارشاد فرمایا: کہ ''شاید تم الگ الگ کھاتے ہوگے۔ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: اکٹھے ہوکر کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو، برکت ہوگی۔''

("سنن ابن ماجه"، ابواب الاطعمة، باب الاجتماع على الطعام، الحديث: ٣٢٨٦، ص٢٦٧٦)

حدیث ٦: شرح سنہ میں ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، کھانا پیش کیا گیا ابتدا میں اتنی برکت ہم نے کسی کھانے میں نہیں دیکھی، مگر آخر میں بڑی بے برکتی دیکھی، ہم نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ایسا کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا: ''ہم سب نے کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھی تھی، پھر ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانے کو بیٹھ گیا، اس کے ساتھ شیطان نے کھانا کھالیا۔'' ("شرح السنة"، كتاب الاطعمة، باب التسمية على الاكل ... إلخ، الحديث: ٢٨١٨، ج٦، ص٦١ ـ ٦٢.)

حدیث ۷: ابوداود نے امیہ بن مخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا کھارہا تھا، جب کھا چکا صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا، یہ لقمہ اٹھایا اور یہ کہا: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور یہ فرمایا: کہ ''شیطان اس کے ساتھ کھارہا تھا، جب اس نے اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کیا جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا اُگل دیا۔'' ("سنن أبي داود"، كتاب الاطعمة، باب التسمية على الطعام، الحديث: ٣٧٦٨، ص١٥٠١.)

اس کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ بسم اللہ نہ کہنے سے کھانے کی برکت جو چلی گئی تھی واپس آگئی۔

حدیث ۸: صحیح مسلم میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: جب ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں حاضر ہوتے تو جب تک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) شروع نہ کرتے، کھانے میں ہم ہاتھ نہیں ڈالتے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس حاضر تھے، ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی، جیسے اسے کوئی ڈھکیل رہا ہے، اس نے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک اعرابی دوڑتا ہوا آیا جیسے اسے کوئی ڈھکیل رہا ہے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔

اور یہ فرمایا: کہ ''جب کھانے پر اللہ (عزوجل) کا نام نہیں لیا جاتا تو وہ کھانا شیطان کے لیے حلال ہوجاتا ہے۔ شیطان اس لڑکی کے ساتھ آیا کہ اس کے ساتھ کھائے، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس اعرابی کے ساتھ آیا کہ اس کے ساتھ کھائے، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اس کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے، اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کیا یعنی بسم اللہ کہی اور کھانا کھایا۔ ("صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشرب... إلخ، الحديث: ٥٢٥٩، ٥٢٦٠، ص١٠٣٨.)

اسی کے مثل امام احمد وابوداود ونسائی وحاکم نے بھی روایت کی ہے۔

حدیث ۹: ابن عساکر نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''جس کھانے پر اللہ (عزوجل) کا نام ذکر نہ کیا ہو، وہ بیماری ہے اور اس میں برکت نہیں ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اگر ابھی دسترخوان نہ اٹھایا گیا ہو تو بسم اللہ پڑھ کر کچھ کھالے اور دسترخوان اٹھایا گیا ہو تو بسم اللہ پڑھ کر انگلیاں چاٹ لے۔'' ("تاریخ دمشق" لابن عساکر، رقم: ١٢٤٧٤، ج٦٠، ص٣٢٥.)

حدیث ۱۰: دیلمی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کھائے یا پیے تو یہ کہہ لے: بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ . (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، جس کے نام کی برکت سے زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، اے ہمیشہ زندہ وقائم رہنے والے!) پھر اس سے کوئی بیماری نہ ہوگی، اگرچہ اس میں زہر ہو۔'' (3) ("الفردوس بمأ ثور الخطاب"، الحديث: ١١١٣، ج١، ص١٦٨)

حدیث ۱۱: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کھانا کھائے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور پانی پیے تو داہنے ہاتھ سے پیے۔''

("صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشرب... إلخ، الحديث: ٥٢٦٥، ص١٠٣٩)

حدیث ۱۲: صحیح مسلم میں انھیں سے مروی ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے، نہ پانی پیے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔''

("صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشرب... إلخ، الحديث: ٥٢٦٧، ص١٠٣٩.)

حدیث ۱۳: ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''دہنے ہاتھ سے کھائے اور دہنے ہاتھ سے پیے اور دہنے ہاتھ سے لے اور دہنے ہاتھ سے دے، کیونکہ شیطان بائیں سے کھاتا ہے، بائیں سے پیتا ہے اور بائیں سے لیتا ہے اور بائیں سے دیتا ہے۔'' ("سنن ابن ماجه"، ابواب الاطعمة، باب الاكل باليمين، الحديث: ٣٢٦٦، ص٢٦٧٥)

حدیث ۱۴: ابن النجار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''تین انگلیوں سے کھانا انبیا علیہم السلام کا طریقہ ہے۔'' ("الجامع الصغير" للسيوطي، الحديث: ٣٠٧٤، ص١٨٤.)

اور حکیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''تین انگلیوں سے کھاؤ کہ یہ سنت ہے اور پانچوں انگلیوں سے نہ کھاؤ کہ یہ اعراب (گنواروں) کا طریقہ ہے۔''

("كنز العمال"، كتاب المعيشة... إلخ، رقم: ٤٠٨٧٢، ج١٥، ص١١٥)

حدیث ۱۵: صحیح مسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے اور پونچھنے سے پہلے ہاتھ چاٹ لیتے۔

("صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب استحباب لعق الاصابع... إلخ، الحديث: ٥٢٩٧، ص١٠٤٠.)

حدیث ۱۶: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگلیوں اور برتن کے چاٹنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا: کہ ''تمھیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔''

("صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب استحباب لعق الاصابع... إلخ، الحديث: ٥٣٠٠، ص١٠٤٠.)

حدیث ۱۷: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''کھانے کے بعد ہاتھ کو نہ پونچھے، جب تک چاٹ نہ لے یا دوسرے کو چٹا نہ دے۔'' (''صحيح البخاري''، كتاب الاطعمة، باب لعق الاصابع... إلخ، الحديث: ٥٤٥٦، ص ٤٧٠)

یعنی ایسے شخص کو چٹادے جو کراہت و نفرت نہ کرتا ہو، مثلاً تلامذہ و مریدین کہ یہ استاد و شیخ کے جھوٹے کو تبرک جانتے ہیں اور بڑی خوشی سے استعمال کرتے ہیں۔

حدیث ۱۸: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے نبیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کھانے کے بعد برتن کو چاٹ لے گا وہ برتن اس کے لیے استغفار کرے گا۔'' (''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند البصريين، حديث نبيشة الهذلي، الحديث: ٢٠٧٥٠، ج٧، ص ٣٨٢.)

رزین کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ وہ برتن یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو جہنم سے آزاد کرے، جس طرح تو نے مجھے شیطان سے نجات دی۔ (''مشكاة المصابيح''، كتاب الاطعمة، الفصل الثالث، الحديث: ٤٢٤٢، ج٢، ص ٤٥٥.)

حدیث ۱۹: طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کھانے اور پانی میں پھونکنے سے ممانعت فرمائی۔ (''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن العباس، الحديث: ٢٨١٨، ج١، ص ٦٦٢. و ''المعجم الأوسط'' باب الميم، الحديث: ٥١٣٨، ج٤، ص ٤٠.)

حدیث ۲۰: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان تمھارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے۔ کھانے کے وقت بھی حاضر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر لقمہ گر جائے اور اس میں کچھ لگ جائے تو صاف کر کے کھا لے اسے شیطان کے لیے چھوڑ نہ دے اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو انگلیاں چاٹ لے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصّے میں برکت ہے۔'' (''صحيح مسلم''، كتاب الاشربة، باب استحباب لعق الاصابع... إلخ، الحديث: ٥٣٠٣، ص ١٠٤١)

حدیث ۲۱: ابن ماجہ نے حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانا کھا رہے تھے، ان کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا، انہوں نے اٹھا لیا اور صاف کر کے کھا لیا۔ یہ دیکھ کر گنواروں نے آنکھوں سے اشارہ کیا (کہ یہ کتنی حقیر و ذلیل بات ہے کہ گرے ہوئے لقمہ کو انھوں نے کھا لیا) کسی نے ان سے کہا، خدا امیر کا بھلا کرے (معقل بن یسار وہاں امیر و سردار کی حیثیت سے تھے) یہ گنوار کنکھیوں سے اشارہ کرتے ہیں کہ آپ نے گرا ہوا لقمہ کھا لیا اور آپ کے سامنے یہ کھانا موجود ہے۔ انھوں نے فرمایا ان عجمیوں کی وجہ سے میں اس چیز کو نہیں چھوڑ سکتا ہوں، جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے، ہم کو حکم تھا کہ جب لقمہ گر جائے، اسے صاف کر کے کھا جائے، شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے۔ (''سنن ابن ماجه''، ابواب الاطعمة، باب اللقمة اذا سقطت، الحديث: ٣٢٧٨، ص ٢٦٧٥.)

حدیث ۲۲: ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان میں تشریف لائے، روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا، اس کو لے کر پونچھا پھر کھا لیا اور فرمایا: ''عائشہ! اچھی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (یعنی روٹی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے تو لوٹ کر نہیں آئی۔'' (''سنن ابن ماجه''، ابواب الاطعمة، باب النهي عن إلقاء الطعام، الحديث: ٣٣٥٣، ص ٢٦٧٩.)

یعنی اگر ناشکری کی وجہ سے کسی قوم سے رزق چلا جاتا ہے تو پھر واپس نہیں آتا۔

www.dawateislami.net

حدیث ۲۳: طبرانی نے عبداللہ ابن اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان وزمین کی برکات سے ہے، جو شخص دسترخوان سے گری ہوئی روٹی کو کھالے گا، اس کی مغفرت ہوجائے گی۔''

("الجامع الصغير" للسيوطي، الحديث: ١٤٢٦، ص٨٨.)

حدیث ۲۴: دارمی نے اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ جب ان کے پاس ثرید لایا جاتا تو حکم کرتیں کہ چھپا دیا جائے کہ اس کی بھاپ کا جوش ختم ہوجائے اور فرماتیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس سے برکت زیادہ ہوتی ہے۔

("سنن الدارمي"، كتاب الاطعمة، باب النهى عن اكل الطعام الحار، الحديث: ٢٠٤٧، ج٢، ص١٣٧)

حدیث ۲۵: حاکم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابوداود اسما رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں، کہ ارشاد فرمایا: ''کھانے کو ٹھنڈا کرلیا کرو کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہے۔''

("المستدرك"، للحاكم كتاب الاطعمة، باب ابردوا الطعام الحار، الحديث: ٧٢٠٧، ج٥، ص١٦٢.)

حدیث ۲۶: صحیح بخاری شریف میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ جب دسترخوان اٹھایا جاتا، اُس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّباً مُّبَارَكاً فِيهِ غَيرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا .

("صحيح البخاري"، كتاب الاطعمة، باب ما يقول اذا فرغ من طعامه، الحديث: ٥٤٥٨، ص٤٧٠۔ و "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، باب ما يقول اذا فرغ من الطعام، الحديث: ٣٤٥٦، ص٢٠٠٨.)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے لیے بے شمار تعریفیں، نہایت پاکیزہ اور بابرکت نہ کفایت کی گئی نہ چھوڑی گئی اور نہ اس سے لاپرواہی برتی گئی۔ اے ہمارے رب! (قبول فرما)

www.dawateislami.net

حدیث ۲۷: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بندہ سے راضی ہوتا ہے کہ جب لقمہ کھاتا ہے تو اس پر اللہ (عزوجل) کی حمد کرتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اس پر اس کی حمد کرتا ہے۔'' ("صحيح مسلم"، كتاب الذكر و الدعاء... إلخ، باب استحباب حمد الله تعالى... إلخ، الحديث: ٦٩٣٢، ص١١٥٢.)

حدیث ۲۸: ترمذی وابوداود وابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوکر یہ پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ . ("سنن أبي داود"، كتاب الاطعمة، باب ما يقول الرجل إذا طعم، الحديث: ٣٨٥٠، ص١٥٠٦.) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

نوٹ: بہارِ شریعت کے بعض نسخوں میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَامِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لکھا ہے۔ جب کہ بہارِ شریعت مطبوعہ مکتبہ رضویہ، باب المدینہ کراچی، ابوداود (الحدیث:3850)، ترمذی (الحدیث:3457) اور ابن ماجہ (الحدیث:3283) میں یہ دعا ان الفاظ کے ساتھ ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ .

حدیث ۲۹: ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کھانے والا شکر گزار ویسا ہی ہے جیسا روزہ دار صبر کرنے والا۔''

("مشكاة المصابيح"، كتاب الاطعمة، الفصل الثاني، الحديث: ٤٢٠٥، ج٢، ص٤٤٩.)

حدیث ۳۰: ابوداود نے ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کھاتے یا پیتے، یہ پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَ وَسَقٰى وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا . ("سنن أبي داود"، كتاب الاطعمة، باب ما يقول الرجل اذا طعم، الحديث: ٣٨٥١، ص١٥٠٦.) ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے کھلایا، پلایا اور اسے بآسانی اتارا اور اس کے نکلنے کا راستہ بنایا۔

حدیث ۳۱: ضیانے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ارشاد فرمایا: ''آدمی کے سامنے کھانا رکھا جاتا ہے اوراٹھانے سے پہلے اس کی مغفرت ہوجاتی ہے۔'' ("الاحادیث المختارہ"، مسند انس بن مالك، الحدیث: ۲۳۰۰، ج۶، ص۲۸۶.) اس کی صورت یہ ہے کہ جب رکھا جائے بسم اللہ کہے اور جب اٹھایا جانے لگے الحمدللہ کہے۔

حدیث ۳۲: نسائی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ کھانے کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ وَمَنَّ عَلَیْنَا فَهَدَانَا وَاَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ اَبْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَیْرَ مُوَدَّعٍ رَّبِّیْ وَلَا مُكَافِیْ وَّلَا مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا مِنَ الطَّعَامِ وَسَقَانَا مِنَ الشَّرَابِ وَكَسَانَا مِنَ الْعُرٰی وَهَدَانَا مِنَ الضَّلَالِ وَبَصَّرَنَا مِنَ الْعَمٰی وَفَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِهٖ تَفْضِیْلًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. ("كنزالعمال"، كتاب المعيشة، رقم: ۴۰۸۴۳، ج۱۵، ص۱۱۳. ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جوکھلاتا ہے اورخودنہیں کھاتا، اس نے ہم پراحسان فرمایا کہ ہمیں ہدایت دی اور ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں ہرنعمت خوب عطا کی۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اس حال میں کہ نہ تو وہ نعمت چھوڑی گئی نہ اس کا بدلہ دیا گیا اور نہ ناشکری کی گئی اور نہ اس سے لاپرواہی برتی گئی۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور برہنگی میں کپڑا پہنایا اور گمراہی سے ہدایت دی اور اندھے پن سے بینا کیا اوراپنی بہت سی مخلوق پر ہمیں فضیلت دی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جوتمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔)

حدیث ۳۳: امام احمد وابوداود وترمذی وابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کھانا کھائے تو یہ کہے۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَاَبْدِلْنَا خَیْرًا مِّنْهُ. (ترجمہ: اے اللہ! عزوجل ہمارے لیے اس (کھانے) میں برکت عطا فرما اور ہمیں اس سے بہتر بدل عطا فرما۔) اور جب دودھ پیے تو یہ کہے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ. (ترجمہ: اے اللہ! عزوجل ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں مزید عطا فرما۔) کیونکہ دودھ کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جو کھانے اور پانی دونوں کی قائم مقام ہو۔'' ("شعب الایمان"، باب في المطاعم والمشارب، الحديث: ۵۹۵۷، ج ۵ ص ۱۰۴.)

حدیث ۳۴: ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانے پر سے اُٹھنے کی ممانعت کی، جب تک کھانا اٹھا نہ لیا جائے۔ "سنن ابن ماجه"، ابواب الاطعمة، باب النهي ان يقام عن الطعام حتى يرفع... إلخ، الحديث: ۳۲۹۴، ص۲۶۷۶.

حدیث ۳۵: ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جب دسترخوان چنا جائے تو کوئی شخص دسترخوان سے نہ اٹھے، جب تک دسترخوان نہ اٹھا لیا جائے اور کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے اگرچہ کھا چکا ہو، جب تک سب لوگ فارغ نہ ہوجائیں اور اگر ہاتھ روکنا ہی چاہتا ہے تو معذرت پیش کرے کیونکہ اگر بغیر معذرت کیے ہاتھ روک لے گا تو اس کے ساتھ دوسرا شخص جو کھانا کھا رہا ہے شرمندہ ہوگا، وہ بھی ہاتھ کھینچ لے گا اور شاید ابھی اس کو کھانے کی حاجت باقی ہو۔''

"سنن ابن ماجه"، ابواب الاطعمة، باب النهي ان يقام عن الطعام حتى يرفع... إلخ، الحديث: ۳۲۹۵، ص۲۶۷۶.

اسی حدیث کی بناء پر علما یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کم خوراک ہو تو آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا کھائے اور اس کے باوجود بھی اگر جماعت کا ساتھ نہ دے سکے تو معذرت پیش کرے تاکہ دوسروں کو شرمندگی نہ ہو۔

حدیث ۳۶: ترمذی وابوداود نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد وضو کرنا یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا برکت ہے۔ اس کو میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''کھانے کی برکت اس کے پہلے وضو کرنا اور اس کے بعد وضو کرنا ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الاطعمة، باب ماجاء في الوضوء قبل الطعام وبعده، الحديث: ١٨٤٦، ص١٨٣٩.

(اس حدیث میں وضو سے مراد ہاتھ دھونا ہے)۔

حدیث ۳۷: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ارشاد فرمایا: ''کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا (ہاتھ مونھ دھونا) محتاجی کو دور کرتا ہے اور یہ مرسلین کی سنتوں میں سے ہے۔'' "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٧١٦٦، ج٥، ص ٢٣١.

حدیث ۳۸: ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا: ''جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے، وضو کرے اور جب اٹھایا جائے اس وقت وضو کرے۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب الاطعمة، باب الوضوء عند الطعام، الحديث: ٣٢٦٠، ص ٢٦٧٤. یعنی ہاتھ مونھ دھولے۔

حدیث ۳۹: ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''اکٹھے ہو کر کھاؤ، الگ الگ نہ کھاؤ کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔''

"سنن ابن ماجه"، ابواب الاطعمة، باب الاجتماع على الطعام، الحديث: ٣٢٨٧، ص٢٦٧٦.

حدیث ۴۰: ترمذی نے عکراش بن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ہمارے پاس ایک برتن میں بہت سی ثرید اور بوٹیاں لائیں گئیں۔ میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف پڑنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سامنے سے تناول فرمایا۔ پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا داہنا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: کہ عکراش ایک جگہ سے کھاؤ کہ یہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے۔ اسکے بعد طبق میں طرح طرح کی کھجوریں لائیں گئیں، میں نے اپنے سامنے سے کھانی شروع کیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ مختلف جگہ طباق میں پڑتا۔

پھر فرمایا: کہ عکراش جہاں سے چاہو کھاؤ، کہ یہ ایک قسم کی چیز نہیں۔ پھر پانی لایا گیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہاتھ دھوئے اور ہاتھوں کی تری سے مونھ اور کلائیوں اور سر پر مسح کر لیا اور فرمایا: کہ ''عکراش جس چیز کو آگ نے چھوا یعنی جو آگ سے پکائی گئی ہو، اس کے کھانے کے بعد یہ وضو ہے۔'' ("جامع الترمذي"، ابواب الاطعمة، باب ماجاء في التسمية في الطعام، الحديث: ١٨٤٨، ص١٨٣٩.)

حدیث ۴۱: ترمذی و ابوداود و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کے ہاتھ میں چکنائی کی بُو ہو اور بغیر ہاتھ دھوئے سو جائے اور اس کو کچھ تکلیف پہنچ جائے تو وہ خود اپنے ہی کو ملامت کرے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الاطعمة، باب في غسل اليد من الطعام، الحديث: ٣٨٥٢، ص١٥٠٦. اسی کی مثل حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۴۲: حاکم نے ابو عبس بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ارشاد فرمایا: ''کھانے کے وقت جوتے اتار لو کہ یہ سنتِ جمیلہ (اچھا طریقہ) ہے۔'' "المستدرك" للحاكم، كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم، باب دعا النبي... إلخ، الحديث: ٥٥٥٠، ج٤، ص٤٢٣.

اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے، کہ ''کھانا رکھا جائے تو جوتے اتار لو، کہ اس سے تمھارے پاؤں کے لیے راحت ہے۔''

"سنن الدارمي"، كتاب الاطعمة، باب في خلع النعال عند الاكل، الحديث: ٢٠٨٠، ج٢، ص١٤٨.

www.dawateislami.net

حدیث ۴۳: ابوداود عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ (کھاتے وقت) گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے، اس کو دانت سے نوچ کر کھاؤ کہ یہ خوش گوار اور زود ہضم ہے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الاطعمة، باب في الاكل اللحم، الحديث: ۳۷۷۸، ص۱۵۰۲.

یہ اس وقت ہے کہ گوشت اچھی طرح پک گیا ہو۔ ہاتھ یا دانت سے نوچ کر کھایا جاسکتا ہو۔ آج کل یورپ کی تقلید میں بہت سے مسلمان بھی چھری کانٹے سے کھاتے ہیں، یہ مذموم طریقہ ہے اور اگر بوجہ ضرورت چھری سے گوشت کاٹ کر کھایا جائے کہ گوشت اتنا گلا ہوا نہیں ہے کہ ہاتھ سے توڑا جاسکے یا دانتوں سے نوچا جاسکے یا مثلاً مسلّم ران بھنی ہوئی ہے کہ دانتوں سے نوچنے میں دقت ہوگی تو چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں، اسی قسم کے بعض مواقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چھری سے گوشت کاٹ کر تناول فرمانا آیا ہے، اس سے آج کل کے چھری کانٹے سے کھانے کی دلیل لانا صحیح نہیں۔

حدیث ۴۴: صحیح بخاری میں ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الاطعمة، باب الاكل متكئا، الحديث: ۵۳۹۸، ص۴٦٦.

حدیث ۴۵: صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوان پر کھانا نہیں تناول فرمایا، نہ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھایا اور نہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے پتلی چپاتیاں پکائی گئیں۔
دوسری روایت میں یہ ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے پتلی چپاتی دیکھی بھی نہیں۔ قتادہ سے پوچھا گیا کہ کس چیز پر وہ لوگ کھانا کھایا کرتے تھے؟ کہا کہ دسترخوان پر۔ "صحيح البخاري"، كتاب الاطعمة، باب ما كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم و اصحابه يأ كلون، باب شاة مسموطة... إلخ، الحديث: ۵۴۱۵، ۵۴۲۱، ص۴٦۷.

www.dawateislami.net

خوان تپائی کی طرح اونچی چیز ہوتی ہے، جس پر امراء کے یہاں کھانا چنا جاتا ہے تاکہ کھاتے وقت جھکنا نہ پڑے، اس پر کھانا کھانا متکبرین کا طریقہ تھا۔ جس طرح بعض لوگ اس زمانہ میں میز پر کھاتے ہیں، چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھانا کھانا بھی امراء کا طریقہ ہے کہ ان کے یہاں مختلف قسم کے کھانے ہوتے ہیں، چھوٹے چھوٹے برتنوں میں رکھے جاتے ہیں۔

حدیث ۴۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانے کو کبھی عیب نہیں لگایا (یعنی بُرا نہیں کہا)، اگر خواہش ہوئی کھالیا ورنہ چھوڑ دیا۔

"صحيح البخاري"، كتاب الاطعمة، باب ما عاب النبي صلى الله عليه وسلم طعاما، الحديث: ۵۴۰۹، ص۴٦۷.

حدیث ۴۷: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''ایک شخص کا کھانا، دو۲ کے لیے کفایت کرتا ہے اور دو۲ کا کھانا، چار کے لیے کفایت کرتا ہے اور چار کا کھانا، آٹھ کو کفایت کرتا ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب فضيلة المواساة... إلخ، الحديث: ۵۳٦۸، ص۱۰۴٦.

حدیث ۴۸: صحیح بخاری میں مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اپنے اپنے کھانے کو ناپ لیا کرو، تمھارے لیے اس میں برکت ہوگی۔'' "صحيح البخاري"، كتاب البيوع، باب ما يستحب من الكيل، الحديث: ۲۱۲۸، ص۱٦٦. و "مشكاة المصابيح"، كتاب الاطعمة، الفصل الاول، الحديث: ۴۱۹۸، ج۲، ص۴۴۸.

حدیث ۴۹: ابن ماجہ وترمذی ودارمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں ایک برتن میں ثرید پیش کیا گیا۔ ارشاد فرمایا: کہ ''کناروں سے کھاؤ، بیچ میں سے نہ کھاؤ کہ بیچ میں برکت اترتی ہے۔'' "سنن الدارمي"، كتاب الاطعمة، باب النهي عن اكل وسط الثريد... إلخ، الحديث: ٢٠٤٦، ج٢، ص١٣٧. و "مشكاة المصابيح"، كتاب الاطعمة، الفصل الثاني، الحديث: ٤٢١١، ج٢، ص٤٤٩. ثرید ایک قسم کا کھانا ہے، روٹی توڑ کر شوربے میں مَل دیتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ کھانا پسند تھا۔

حدیث ۵۰: طبرانی نے عبدالرحمٰن بن موقع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی ظرف (برتن۔) جو بھرا جائے، پیٹ سے زیادہ برا نہیں اگر تمھیں پیٹ میں کچھ ڈالنا ہی ہے تو ایک تہائی میں کھانا ڈالو اور ایک تہائی میں پانی اور ایک تہائی ہوا اور سانس کے لیے رکھو۔'' "كنزالعمال"، كتاب المعيشة... إلخ، رقم: ٤٠٨١٣، ج١٥، ص١١٠.

حدیث ۵۱: ترمذی وابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ''آدمی نے پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں بھرا۔ ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں، جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔ اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ کھانے کے لیے اور تہائی پانی کے لیے اور تہائی سانس کے لیے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الزهد، باب ماجاء في كراهية كثرة الاكل، الحديث: ٢٣٨٠، ص١٨٩٠.

حدیث ۵۲: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک شخص کی ڈکار کی آواز سنی، فرمایا: ''اپنی ڈکار کم کر، اس لیے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ پیٹ بھرتا ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب صفة القيامة... إلخ، باب حديث اكثرهم شبعا في الدنيا... إلخ، الحديث: ٢٤٧٨، ص١٩٠١.

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

حدیث ۵۳: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کھجور کھاتے دیکھا اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سرین پر اس طرح بیٹھے تھے کہ دونوں گھٹنے کھڑے تھے۔ "صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب استحباب تواضع الاكل... إلخ، الحديث: ٥٣٣١، ص١٠٤٣.

حدیث ۵۴: صحیح بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا، جب تک ساتھ والے سے اجازت نہ لے لے۔

"صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب نهى الآكل مع جماعة عن قران تمرتين... إلخ، الحديث: ٥٣٣٥، ص١٠٤٣.

حدیث ۵۵: صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جن کے یہاں کھجوریں ہیں، اس گھر والے بھوکے نہیں۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب في ادخال التمر و نحوه من الاقوات للعيال، الحديث: ٥٣٣٦، ص١٠٤٣. دوسری روایت میں یہ ہے، کہ ''جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں، اس گھر والے بھوکے ہیں۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب في ادخال التمر و نحوه من الاقوات للعيال، الحديث: ٥٣٣٧، ص١٠٤٣.

یہ اس زمانے اور اس ملک کے لحاظ سے ہے کہ وہاں کھجوریں بکثرت ہوتی ہیں اور جب گھر میں کھجوریں ہیں تو بال بچوں اور گھر والوں کے لیے اطمینان کی صورت ہے کہ بھوک لگے گی تو انھیں کھالیں گے، بھوکے نہیں رہیں گے۔

حدیث ۵۶: صحیح مسلم میں ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جب کھانا حاضر کیا جاتا تو تناول فرمانے کے بعد اس کا بقیہ (اوش) میرے پاس بھیج دیتے۔ ایک دن کھانے کا برتن میرے پاس بھیج دیا، اس میں سے کچھ نہیں تناول فرمایا تھا کیونکہ اس میں لہسن پڑا ہوا تھا۔ میں نے دریافت کیا، کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: ''نہیں، مگر میں بُو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔'' میں نے عرض کی، جس کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ناپسند فرماتے ہیں، میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔

"صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب اباحة اكل الثوم... إلخ، الحديث: ٥٣٥٦، ص ١٠٤٤

حدیث ۵۷: صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے علیحدہ رہے یا فرمایا: وہ ہماری مسجد سے علیحدہ رہے یا اپنے گھر میں بیٹھ جائے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں ایک ہانڈی پیش کی گئی، جس میں سبز ترکاریاں تھیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ بعض صحابہ کو پیش کردو اور ان سے فرمایا: کہ تم کھالو، اس لیے کہ میں ان سے باتیں کرتا ہوں کہ تم ان سے باتیں نہیں کرتے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الاذان، باب ماجاء في الثوم... إلخ، الحديث: ٨٥٥، ص٦٧. یعنی ملائکہ سے۔

حدیث ۵۸: ترمذی و ابوداود نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لہسن کھانے سے منع فرمایا، مگر یہ کہ پکا ہوا ہو۔ "سنن أبي داود"، كتاب الاطعمة، باب في اكل الثوم، الحديث: ٣٨٢٨، ص١٥٠٥.

حدیث ۵۹: ترمذی نے اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: کہ میرے یہاں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لائے، فرمایا: ''کچھ تمھارے یہاں ہے۔ میں نے عرض کی، سوکھی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ نہیں، فرمایا: لاؤ، جس گھر میں سرکہ ہے، اس گھر والے سالن سے محتاج نہیں۔'' "الشمائل المحمدية"، باب ماجاء في ادام رسول الله صلى الله عليه وسلم، الحديث: ١٦٤، ص١٠٩. و "جامع الترمذي"، ابواب الاطعمة، باب ماجاء في الخل، الحديث: ١٨٤١، ص١٨٣٨.

حدیث ۶۰: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھر والوں سے سالن کو دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا، ہمارے یہاں سرکہ کے سوا کچھ نہیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اسے طلب فرمایا اور اس سے کھانا شروع کیا اور بار بار فرمایا: کہ ''سرکہ اچھا سالن ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب فضيلة الخل... إلخ، الحديث: ٥٣٥٢، ص١٠٤٤.

حدیث ۶۱: ابن ماجہ نے اسما بنتِ یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا حاضر لایا گیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہم پر پیش فرمایا، ہم نے کہا ہمیں خواہش نہیں ہے۔ فرمایا: ''بھوک اور جھوٹ دونوں چیزوں کو اکٹھا مت کرو۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب الاطعمة، باب عرض الطعام، الحديث: ٣٢٩٨، ص٢٦٧٦.

یعنی بھوک کے وقت کوئی کھانا کھلائے تو کھالے یہ نہ کہے کہ بھوک نہیں ہے کہ کھانا بھی نہ کھانا اور جھوٹ بھی بولنا دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہے۔ بعض تکلف کرنے والے ایسا کیا کرتے ہیں اور بہت سے دیہاتی اس قسم کی عادت رکھتے ہیں کہ جب تک ان سے بار بار نہ کہا جائے، کھانے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خواہش نہیں ہے، جھوٹ بولنے سے بچنا ضروری ہے۔

حدیث ۶۲: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملے، ارشاد فرمایا: کیا چیز تمھیں اس وقت گھر سے باہر لائی؟ عرض کی، بھوک۔ فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو چیز تمھیں گھر سے باہر لائی، وہی مجھے بھی لائی۔ ارشاد فرمایا: اُٹھو! وہ لوگ حضور (صلی

www.dawateislami.net

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور ایک انصاری کے یہاں تشریف لے گئے، دیکھا تو وہ گھر میں نہیں ہیں، انصاری کی بی بی نے جُو ہیں ان حضرات کو دیکھا مرحبا و اہلاً کہا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے دریافت فرمایا: کہ فلاں شخص کہاں ہے؟ کہا کہ میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔

اتنے میں انصاری آگئے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اور شیخین کو دیکھ کر کہا، الحمدللہ آج مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں، جس کے یہاں ایسے معزز مہمان آئے ہوں پھر وہ کھجور کا ایک خوشہ لائے، جس میں ادھ پکی اور خشک کھجوریں بھی تھیں اور رطب بھی تھے اور ان حضرات سے کہا، کہ کھایئے اور خود چھری نکالی (یعنی بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: دودھ والی کو نہ ذبح کرنا۔ انصاری نے بکری ذبح کی، ان حضرات نے بکری کا گوشت کھایا اور کھجوریں کھائیں، پانی پیا۔ جب کھا پی کر فارغ ہوئے، ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: کہ ''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت کے دن اس نعمت کا سوال ہوگا، تمھیں بھوک گھر سے لائی اور واپس ہونے سے پہلے یہ نعمت تم کو ملی۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب جواز استتباعه غيره... إلخ، الحديث: ٥٣١٣، ص١٠٤١.

حدیث ٦٣: مسلم و ابوداود نے اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ اُتارتا ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب اللباس... إلخ، باب تحريم استعمال اوانى الذهب... إلخ، الحديث: ٥٣٨٦، ٥٣٨٥، ص١٠٤٧.

حدیث ٦٤: ابوداود وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے دو (اور پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں شِفا ہے اور اسی بازو سے اپنے کو بچاتی ہے جس میں بیماری ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الاطعمة، باب في الذباب يقع في الطعام، الحديث: ٣٨٤٤، ص١٥٠٦. یعنی وہی بازو کھانے میں پہلے ڈالتی ہے جس میں بیماری ہے، لہٰذا پوری کو غوطہ دیدو۔

حدیث ٦٥: ابوداود و ابن ماجہ و دارمی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کھانا کھائے (اور دانتوں میں کچھ رہ جائے) اسے اگر خلال سے نکالے تو تھوک دے اور زبان سے نکالے تو نگل جائے ،جس نے ایسا کیا اچھا کیا اور نہ کیا تو بھی حرج نہیں۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب الاستتار في الخلاء، الحديث: ٣٥، ص١٢٢٥.

مسائل فقہیہ

بعض صورت میں کھانا فرض ہے کہ کھانے پر ثواب ہے اور نہ کھانے میں عذاب۔ اگر بھوک کا اتنا غلبہ ہو کہ جانتا ہو کہ نہ کھانے سے مرجائے گا تو اتنا کھالینا جس سے جان بچ جائے فرض ہے اور اس صورت میں اگر نہیں کھایا یہاں تک کہ مرگیا تو گنہگار رہوا۔ اتنا کھالینا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت آجائے اور روزہ رکھ سکے یعنی نہ کھانے سے اتنا کمزور ہو جائے گا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا اور روزہ نہ رکھ سکے گا تو اس مقدار سے کھالینا ضروری ہے اور اس میں بھی ثواب ہے۔ (درمختار)

"الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٩، ص٥٥٩.

مسئلہ ۱: اضطرار کی حالت میں یعنی جبکہ جان جانے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لیے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مردار یا دوسرے کی چیز کھا کر اپنی جان بچائے اور ان چیزوں کے کھالینے پر اس صورت میں مؤاخذہ نہیں، بلکہ نہ کھا کر مرجانے میں مؤاخذہ ہے اگرچہ پرائی چیز کھانے میں تاوان (یعنی جو کچھ نقصان ہوا، وہ ادا کرے۔) دینا ہوگا۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص۵۵۹.

مسئلہ ۲: پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے، تو کسی چیز کو پی کر اپنے کو ہلاکت سے بچانا فرض ہے۔ پانی نہیں ہے اور شراب موجود ہے اور معلوم ہے کہ اس کے پی لینے میں جان بچ جائے گی، تو اتنی پی لے جس سے یہ اندیشہ جاتا رہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص۵۵۹

مسئلہ ۳: دوسرے کے پاس کھانے پینے کی چیز ہے، تو قیمت سے خرید کر کھا پی لے وہ قیمت سے بھی نہیں دیتا اور اس کی جان پر بنی ہے، تو اس سے زبردستی چھین لے اور اگر اس کے لیے بھی یہی اندیشہ ہے تو کچھ لے لے اور کچھ اس کے لیے چھوڑ دے۔ (ردالمحتار)

"ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص۵۵۹.

مسئلہ ٤: ایک شخص اضطرار کی حالت میں ہے دوسرا شخص اس سے یہ کہتا ہے کہ تم میرا ہاتھ کاٹ کر اس کا گوشت کھالو۔ اس کے لیے اس گوشت کے کھانے کی اجازت نہیں ہے، یعنی انسان کا گوشت کھانا اس حالت میں بھی مباح نہیں۔ (ردالمحتار) المرجع السابق

مسئلہ ٥: کھانے پینے پر دوا اور علاج کو قیاس نہ کیا جائے، یعنی حالتِ اضطرار میں مردار اور شراب کو کھانے پینے کا حکم ہے، مگر دوا کے طور پر شراب جائز نہیں کیونکہ مردار کا گوشت اور شراب یقینی طور پر بھوک اور پیاس کا دفعیہ ہے اور دوا کے طور پر شراب پینے میں یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ مرض کا ازالہ ہی ہوجائے گا۔ (ردالمحتار) المرجع السابق

مسئلہ ٦: بھوک سے کم کھانا چاہیے اور پوری بھوک بھر کر کھانا کھالینا مباح ہے یعنی نہ ثواب ہے نہ گناہ، کیونکہ اس کا بھی صحیح مقصد ہوسکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہوگی اور بھوک سے زیادہ کھالینا حرام ہے۔ زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ اتنا کھالینا جس سے پیٹ خراب ہونے کا گمان ہے، مثلاً دست آئیں گے اور طبیعت بدمزہ ہوجائے گی۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص۵٦۰.

مسئلہ ۷: اگر بھوک سے کچھ زیادہ اس لیے کھالیا کہ کل کا روزہ اچھی طرح رکھ سکے گا روزہ میں کمزوری نہیں پیدا ہوگی تو حرج نہیں، جبکہ اتنی ہی زیادتی ہو جس سے معدہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور معلوم ہے کہ زیادہ نہ کھایا تو کمزوری ہوگی، دوسرے کاموں میں دقت ہوگی۔ یوہیں اگر مہمان کے ساتھ کھا رہا ہے اور معلوم ہے کہ یہ ہاتھ روک دے گا تو مہمان شرما جائے گا اور سیر ہو کر نہ کھائے گا تو اس صورت میں بھی کچھ زیادہ کھالینے کی اجازت ہے۔ (درمختار) المرجع السابق، ص۵٦۱.

مسئلہ ۸: سیر ہو کر کھانا اس لیے کہ نوافل کثرت سے پڑھ سکے گا اور پڑھنے پڑھانے میں کمزوری پیدا نہ ہوگی، اچھی طرح اس کام کو انجام دے سکے گا یہ مندوب ہے اور سیری سے زیادہ کھایا مگر اتنا زیادہ نہیں کہ شکم خراب ہوجائے یہ مکروہ ہے۔ عبادت گزار شخص کو یہ اختیار ہے کہ بقدرِ مباح تناول کرے یا بقدرِ مندوب، مگر اسے یہ نیت کرنی چاہیے کہ اس کے لیے کھاتا ہوں کہ عبادت کی قوت پیدا ہو

(مزید نیتوں کے لیے امیرِ اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی مدظلہ العالی کی طرف سے **فیضانِ سنت** (تخریج شدہ) میں بیان کردہ کھانے کی **7 نیتیں** پیش خدمت ہیں:

﴿۱﴾ تِلاوت۔ ﴿۲﴾ والدین کی خدمت۔ ﴿۳﴾ تحصیلِ علمِ دین۔ ﴿٤﴾ سنّتوں کی تربیّت کی خاطر مَدَنی قافِلے میں سفر۔ ﴿۵﴾ عَلاقائی دَورہ برائے نیکی کی دعوت میں شرکت۔ ﴿٦﴾ اُمورِ آخرت اور ﴿۷﴾ حسبِ ضَرورت کسبِ حلال کیلئے بھاگ دوڑ

پر قوّت حاصِل کروں گا (یہ یقیناً اُسی صورت میں مُفید ہوں گی جبکہ بھوک سے کم کھائے، خوب ڈٹ کر کھانے سے اُلٹا عبادت میں سُستی پیدا ہوتی، گناہوں کی طرف رُجحان بڑھتا اور پیٹ کی خرابیاں جَنم لیتی ہیں) (ماخوذ از: فیضانِ سنت (تخریج شدہ) ج ۱ ص ۱۸۲)) کہ اس نیت سے کھانا ایک قسم کی طاعت ہے۔ کھانے سے اس کا مقصود تلذذ و تنعم نہ ہو (یعنی صرف حصول لذت اور خواہش کی تکمیل کے لیے نہ ہو۔) کہ یہ بری صفت ہے۔

قرآن مجید میں کفار کی صفت یہ بیان کی گئی، کہ کھانے سے ان کا مقصود تمتع و تنعم (یعنی صرف لطف و لذت اٹھانا۔) ہوتا ہے اور حدیث میں کثرت خوری کفار کی صفت بتائی گئی۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ٥٦٠.

مسئلہ ۹: ریاضت و مجاہدہ میں ایسی تقلیل غذا (یعنی کھانے میں کمی کرنا۔) کہ عبادت مفروضہ (یعنی فرض کی ہوئی عبادت۔) کی ادا میں ضعف پیدا ہو جائے، مثلاً اتنا کمزور ہو گیا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا یہ ناجائز ہے اور اگر اس حد کی کمزوری نہ پیدا ہو تو حرج نہیں۔ (درمختار)

"الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ٥٦١.

مسئلہ ۱۰: زیادہ کھالیا اس لیے کہ قے کر ڈالے گا اور یہ صورت اس کے لیے مفید ہو تو حرج نہیں کیونکہ بعض لوگوں کے لیے یہ طریقہ نافع ہوتا ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ٥٦١.

مسئلہ ۱۱: طرح طرح کے میوے کھانے میں حرج نہیں، اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایسا نہ کرے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ٥٦١.

مسئلہ ۱۲: جوان آدمی کو یہ اندیشہ ہے کہ سیر ہو کر کھائے گا تو غلبۂ شہوت ہو گا تو کھانے میں کمی کرے کہ غلبۂ شہوت نہ ہو، مگر اتنی کمی نہ کرے کہ عبادت میں قصور پیدا ہو۔ "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهة، ج٥، ص ٣٣٦. (عالمگیری) اسی طرح بعض لوگوں کو گوشت کھانے سے غلبۂ شہوت ہوتا ہے، وہ بھی گوشت میں کمی کر دیں۔

مسئلہ ۱۳: ایک قسم کا کھانا ہو گا تو بقدر حاجت نہ کھا سکے گا طبیعت گھبرا جائے گی، لہٰذا کئی قسم کے کھانے طیار کراتا ہے کہ سب میں سے کچھ کچھ کھا کر ضرورت پوری کر لے گا اس مقصد کے لیے متعدد قسم کے کھانے میں حرج نہیں یا اس لیے بہت سے کھانے پکواتا ہے کہ لوگوں کی ضیافت کرنی ہے، وہ سب کھانے صرف ہو جائیں گے تو اس میں بھی حرج نہیں اور یہ مقصود نہ ہو تو اسراف ہے۔ المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۱٤: کھانے کے آداب و سنن یہ ہیں۔

(۱) کھانے سے پہلے اور

(۲) بعد میں ہاتھ دھونا

(۳) کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھے نہ جائیں اور

(۴) کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا تولیا سے پونچھ لیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔

المرجع السابق، ص ٣٣٧.

مسئلہ ۱۵: سنت یہ ہے کہ قبل طعام اور بعد طعام دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے جائیں، بعض لوگ صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں دھو لیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۶: مستحب یہ ہے کہ ہاتھ دھوتے وقت خود اپنے ہاتھ سے پانی ڈالے، دوسرے سے اس میں مدد نہ لے یعنی اس کا وہی حکم ہے جو وضو کا ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهة، ج٥، ص٣٣٧.

(۵) کھانے کے بعد اچھی طرح ہاتھ دھوئیں، کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے، بھوسی یا آٹے یا بیسن سے ہاتھ دھونے میں حرج نہیں۔ اس زمانے میں صابون سے ہاتھ دھونے کا رواج ہے اس میں بھی حرج نہیں، کھانے کے لیے مونھ دھونا سنت نہیں یعنی اگر کسی نے نہ دھویا تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے سنت ترک کردی، ہاں جنب نے اگر مونھ نہ دھویا تو مکروہ ہے اور حیض والی کا بغیر دھوئے کھانا مکروہ نہیں۔

(۶) کھانے سے قبل جوانوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد پہلے بوڑھوں کے ہاتھ دھلائے جائیں، اس کے بعد جوانوں کے۔

(۷) یہی حکم علما و مشائخ کا ہے کہ کھانے سے قبل ان کے ہاتھ آخر میں دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد ان کے پہلے دھلائے جائیں۔

(۸) کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اور

(۹) ختم کرکے الحمدللہ پڑھیں اگر بسم اللہ کہنا بھول گیا ہے تو جب یاد آجائے یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ.

(۱۰) بسم اللہ بلند آواز سے کہے کہ ساتھ والوں کو اگر یاد نہ ہو تو اس سے سن کر انھیں یاد آجائے اور الحمدللہ آہستہ کہے۔ مگر جب سب لوگ فارغ ہو چکے ہوں تو الحمدللہ بھی زور سے کہے کہ دوسرے لوگ سن کر شکر خدا بجالائیں۔

(۱۱) روٹی پر کوئی چیز نہ رکھی جائے، بعض لوگ سالن کا پیالہ یا چٹنی کی پیالی یا نمک دانی رکھ دیتے ہیں، ایسا نہ کرنا چاہیے نمک اگر کاغذ میں ہے تو اسے روٹی پر رکھ سکتے ہیں۔

(۱۲) ہاتھ یا چھری کو روٹی سے نہ پونچھیں۔

(۱۳) تکیہ لگا کر یا

(۱۴) ننگے سر کھانا ادب کے خلاف ہے۔

(۱۵) بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دے کر کھانا بھی مکروہ ہے۔

(۱۶) روٹی کا کنارہ توڑ کر ڈال دینا اور بیچ کی کھالینا اسراف ہے، بلکہ پوری روٹی کھائے، ہاں اگر کنارے کچے رہ گئے ہیں، اس کے کھانے سے ضرر ہوگا تو توڑ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر معلوم ہے کہ یہ ٹوٹے ہوئے دوسرے لوگ کھالیں گے، ضائع نہ ہوں گے تو توڑنے میں حرج نہیں۔ یہی حکم اس کا بھی ہے کہ روٹی میں جو حصہ پھولا ہوا ہے اسے کھالیتا ہے، باقی کو چھوڑ دیتا ہے۔

(۱۷) روٹی جب دسترخوان پر آگئی تو کھانا شروع کردے سالن کا انتظار نہ کرے، اسی لیے عموماً دسترخوان پر روٹی سب سے آخر میں لاتے ہیں تاکہ روٹی کے بعد انتظار نہ کرنا پڑے۔

(۱۸) دہنے ہاتھ سے کھانا کھائے۔

(۱۹) ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر دسترخوان پر گر گیا، اسے چھوڑ دینا اسراف ہے بلکہ پہلے اس کو اٹھا کر کھائے۔

(۲۰) رکابی یا پیالے کے بیچ میں سے ابتداءً نہ کھائے، بلکہ ایک کنارہ سے کھائے اور

(۲۱) جوکنارہ اس کے قریب ہے، وہاں سے کھائے۔

(۲۲) جب کھانا ایک قسم کا ہو تو ایک جگہ سے کھائے ہر طرف ہاتھ نہ مارے۔ ہاں اگر طباق میں مختلف قسم کی چیزیں لاکر رکھی گئیں، اِدھر اُدھر سے کھانے کی اجازت ہے کہ یہ ایک چیز نہیں۔

(۲۳) کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھا دے اور داہنا کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے۔

(۲۴) گرم کھانا نہ کھائے اور

(۲۵) نہ کھانے پر پھونکے۔

(۲۶) نہ کھانے کو سونگھے۔

(۲۷) کھانے کے وقت باتیں کرتا جائے، بالکل چپ رہنا مجوسیوں (یعنی آگ کی پوجا کرنے والوں۔) کا طریقہ ہے، مگر بیہودہ باتیں نہ بکے بلکہ اچھی باتیں کرے۔

(۲۸) کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے، ان میں جھوٹا نہ لگا رہنے دے اور

(۲۹) برتن کو اونگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔ حدیث میں ہے، ''کھانے کے بعد جو شخص برتن چاٹتا ہے تو وہ برتن اس کے لیے دعا کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ اللہ (عزوجل) تجھے جہنم کی آگ سے آزاد کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے آزاد کیا۔'' (''کنزالعمال''، کتاب المعیشة... إلخ، رقم: ۴۰۸۲۲، ج۱۵، ص۱۱۱.) اور ایک روایت میں ہے، ''برتن اس کے لیے استغفار کرتا ہے۔'' ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۲۰۷۵۰، ج۷، ص۳۸۲

(۳۰) کھانے کی ابتدا نمک سے کی جائے اور

(۳۱) ختم بھی اسی پر کریں، اس سے ستر بیماریاں دفع ہوجاتی ہیں۔ (4) (بزازیہ، ردالمحتار) ''ردالمحتار''، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص۵۶۱. و''البزازیة''، کتاب الکراهیة، الفصل الخامس في الأکل، ج۶، ص۳۶۵. وغیرهما (هامش ''الفتاوی الهندیة'').

مسئلہ ۱۷: راستہ اور بازار میں کھانا مکروہ ہے۔ ''الفتاوی الهندیة''، کتاب الکراهیة، الباب الحادي عشر في الکراهة، ج۵، ص۳۳۷. وغیرہ

مسئلہ ۱۸: دسترخوان پر روٹی کے ٹکڑے جمع ہوگئے اگر کھانا ہے تو کھالے ورنہ مرغی، گائے، بکری وغیرہ کو کھلا دے یا کہیں احتیاط کی جگہ پر رکھ دے، کہ چیونٹیاں یا چڑیاں کھالیں گی راستہ پر نہ پھینکے۔ (بزازیہ) ''البزازیة''، کتاب الکراهیة، الفصل الخامس في الأکل، ج۶، ص۳۶۵ ـ ۳۶۶. (هامش ''الفتاوی الهندیة'').

مسئلہ ۱۹: کھانے میں عیب نہ بتانا چاہیے نہ یہ کہنا چاہیے کہ برا ہے۔ ''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کھانے کو عیب نہ لگایا، اگر پسند آیا تناول فرمایا، ورنہ نہ کھایا۔''

انظر: ''صحیح البخاري''، کتاب الاطعمة، باب ما عاب النبی صلی اللہ علیه وسلم طعاما، الحدیث: ۵۴۰۹، ص۴۶۷.

مسئلہ ۲۰: کھانا کھاتے وقت جب کوئی آجاتا ہے تو ہندوستان کا عرف یہ ہے کہ اسے کھانے کو پوچھتے ہیں، کہتے ہیں آؤ کھانا کھاؤ، اگر نہ پوچھیں تو طعن کرتے ہیں کہ انھوں نے پوچھا تک نہیں۔ یہ بات یعنی دوسرے مسلمان کو کھانے کے لیے بلانا اچھی بات ہے، مگر بلانے والے کو یہ چاہیے، کہ یہ پوچھنا محض نمائش کے لیے نہ ہو بلکہ دل سے پوچھے۔

یہ بھی رواج ہے کہ جب پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے بسم اللہ، یہ نہ کہنا چاہیے۔ کہ یہاں بسم اللہ کہنے کے کوئی معنی نہیں، اس موقع پر بسم اللہ

دعوتِ اسلامی www.dawateislami.net

کہنے کوعلمانے بہت سخت ممنوع فرمایا بلکہ ایسے موقع پر دعائیہ الفاظ کہنا بہتر ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ برکت دے، زیادہ دے۔

مسئلہ ۲۱: باپ کو بیٹے کے مال کی حاجت ہے، اگر احتیاج (یعنی ضرورت۔) اس وجہ سے ہے کہ اس کے پاس دام نہیں ہیں کہ اس چیز کو خرید سکے تو بیٹے کی چیز بلا کسی معاوضہ کے استعمال کرنا جائز ہے اور اگر دام ہیں مگر چیز نہیں ملتی تو معاوضہ دے کر لے، یہ اس وقت ہے کہ بیٹا نالائق ہے اور اگر لائق ہے تو بغیر حاجت بھی اس کی چیز لے سکتا ہے۔ (عالمگیری) ''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادي عشر في الکراھۃ، ج۵، ص۳۳۸.

مسئلہ ۲۲: ایک شخص بھوک سے اتنا کمزور ہوگیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جاسکتا، کہ لوگوں سے اپنی حالت بیان کرے تو جس کو اس کی یہ حالت معلوم ہے، اُس پر فرض ہے کہ اسے کھانے کو دے تاکہ گھر سے نکلنے کے قابل ہوجائے، اگر ایسا نہیں کیا اور وہ بھوک سے مرگیا تو جن لوگوں کو اس کا یہ حال معلوم تھا سب گنہگار ہوئے اور اگر یہ شخص جس کو اس کا حال معلوم تھا اس کے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ اسے کھلائے تو اس پر یہ فرض ہے کہ دوسروں سے کہے اور لوگوں سے کچھ مانگ لائے اور ایسا نہ ہوا اور وہ مرگیا تو یہ سب لوگ جن کو اس کے حال کی خبر تھی گنہگار ہوئے۔

اور اگر یہ شخص گھر سے باہر جاسکتا ہے مگر کمانے پر قادر نہیں تو جاکر لوگوں سے مانگے اور جس کے پاس صدقے کی قسم سے کوئی چیز ہو، اس پر دینا واجب ہے اور اگر وہ محتاج شخص کماسکتا ہے تو کام کرکے پیسے حاصل کرے، اس کے لیے مانگنا حلال نہیں، محتاج شخص اگر کمانے پر قادر نہیں ہے مگر یہ کرسکتا ہے کہ دروازوں پر جاکر سوال کرے تو اس پر ایسا کرنا فرض ہے، ایسا نہ کیا اور بھوک سے مرگیا تو گنہگار ہوگا۔

(عالمگیری) ''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادي عشر في الکراھۃ، ج۵، ص۳۳۸.

مسئلہ ۲۳: کھانے میں پسینہ ٹپک گیا یا رال ٹپک پڑی یا آنسو گرگیا وہ کھانا حرام نہیں ہے، کھایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل گئی اور اس سے طبیعت کو نفرت پیدا ہوگئی وہ پیا جاسکتا ہے۔

(عالمگیری) ''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الکراھیۃ، الباب الحادي عشر في الکراھۃ، ج۵، ص۳۳۹.

مسئلہ ۲۴: روٹی میں اگر اپلے کا ٹکڑا ملا اور وہ سخت ہے تو اتنا حصہ توڑ کر پھینک دے، پوری روٹی کو نجس نہیں کہا جائے گا اور اگر اس میں نرمی آگئی ہے تو بالکل نہ کھائے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۵: نالی وغیرہ کسی ناپاک جگہ میں روٹی کا ٹکڑا دیکھا تو اس پر یہ لازم نہیں کہ اسے نکال کر دھوئے اور کسی دوسری جگہ ڈال دے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۶: گیہوں کے ساتھ آدمی کا دانت بھی چکی میں پس گیا، اس آٹے کو نہ خود کھاسکتا ہے نہ جانوروں کو کھلاسکتا ہے۔

(عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۷: گوشت سڑ گیا تو اس کا کھانا حرام ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۸: باغ میں پہنچا وہاں پھل گرے ہوئے ہیں، تو جب تک مالک باغ کی اجازت نہ ہو پھل نہیں کھاسکتا اور اجازت دونوں طرح ہوسکتی ہے۔ صراحۃً اجازت ہو، مثلاً مالک نے کہہ دیا ہو کہ گرے ہوئے پھلوں کو کھاسکتے ہو یا دلالۃً اجازت ہو یعنی وہاں ایسا عرف وعادت ہے کہ باغ والے گرے ہوئے پھلوں سے لوگوں کو منع نہیں کرتے۔

درختوں سے پھل توڑ کر کھانے کی اجازت نہیں، مگر جبکہ پھلوں کی کثرت ہو معلوم ہو کہ توڑ کر کھانے میں بھی مالک کو ناگوار نہیں ہوگی تو

توڑ کر بھی کھاسکتا ہے، مگر کسی صورت میں یہ اجازت نہیں کہ وہاں سے پھل اٹھالائے۔ (عالمگیری) المرجع السابق. ان سب صورتوں میں عرف وعادت کالحاظ ہے اور اگر عرف وعادت نہ ہو یا معلوم ہو کہ مالک کو ناگواری ہوگی تو کھانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۹: خریف (یعنی خزاں۔) کے موسم میں درختوں کے پتے گرجاتے ہیں، اگر وہ پتے کام کے ہوں تو اٹھالانا ناجائز ہے اور مالک کے لیے بیکار ہوں جیسا کہ ہمارے ملک میں باغات میں پتے گرجاتے ہیں اور مالک ان کو کام میں نہیں لاتا، بھاڑ (بھٹی۔ تنور۔) جلانے والے اٹھالاتے ہیں ایسے پتوں کو اٹھالانے میں حرج نہیں۔

(عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهة، ج٥، ص٣٤٠.

مسئلہ ۳۰: دوست کے گھر گیا جو چیز پکی ہوئی ملی، خود لے کر کھالی یا اس کے باغ میں گیا اور پھل توڑ کر کھالیے، اگر معلوم ہے کہ اسے ناگوار نہ ہوگا تو کھانا جائز ہے، مگر یہاں اچھی طرح غور کرلینے کی ضرورت ہے بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے ناگوار نہ ہوگا حالانکہ اسے ناگوار ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق

مسئلہ ۳۱: روٹی کو چھری سے کاٹنا نصاریٰ کا طریقہ ہے، مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔ ہاں اگر ضرورت ہو، مثلاً ڈبل روٹی کہ چھری سے کاٹ کر اس کے ٹکڑے کرلیے جاتے ہیں تو حرج نہیں یا دعوتوں میں بعض مرتبہ ہر شخص کو نصف نصف شیرمال دی جاتی ہے، ایسے موقع پر چھری سے کاٹ کر ٹکڑے بنانے میں حرج نہیں کہ یہاں مقصود دوسرا ہے۔ اسی طرح اگر مُسلّم ران بھنی ہوئی ہو اور چھری سے کاٹ کر کھائی جائے تو حرج نہیں۔

مسئلہ ۳۲: مسلمانوں کے کھانے کا طریقہ یہ ہے کہ فرش وغیرہ پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں، میز کرسی پر کھانا نصاریٰ کا طریقہ ہے، اس سے اجتناب چاہیے بلکہ مسلمانوں کو ہر کام سلف صالحین کے طریقہ پر کرنا چاہیے، غیروں کے طریقہ کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳۳: خمیری روٹی پکوانے میں نانبائی (یعنی روٹی پکانے والا۔) سے خمیر لے لیتے ہیں پھر ان کے آٹے میں سے اسی انداز سے نانبائی لے لیتا ہے اس میں حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: بہت سے لوگوں نے چندہ کرکے کھانے کی چیز طیار کی اور سب مل کر اسے کھائیں گے، چندہ سب نے برابر دیا ہے اور کھانا کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ اس میں حرج نہیں۔ اسی طرح مسافروں نے اپنے توشے اور کھانے کی چیزیں ایک ساتھ مل کر کھائیں اس میں بھی حرج نہیں، اگرچہ کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ یا بعض کی چیزیں اچھی ہیں اور بعض کی ویسی نہیں۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهة، ج٥، ص٣٤١

مسئلہ ۳۵: کھانا کھانے کے بعد خلال کرنے میں جو کچھ دانتوں میں سے ریشہ وغیرہ نکلا بہتر ہے کہ اسے پھینک دے اور نگل گیا تو اس میں بھی حرج نہیں اور خلال کا تنکا یا جو کچھ خلال سے نکلا اس کو لوگوں کے سامنے نہ پھینکے، بلکہ اسے لیے رہے جب اس کے سامنے طشت (یعنی ہاتھ دھونے کا برتن۔ تھال۔) آئے، اس میں ڈال دے پھول اور میوہ کے تنکے سے خلال نہ کرے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ج٥، ص٣٤٥.

خلال کے لیے نیم کی سینک بہت بہتر ہے کہ اس کی تلخی سے مونھ کی صفائی ہوتی ہے اور یہ مسوڑوں کے لیے بھی مفید ہے جھاڑو کی سینکیں (یعنی جھاڑو کی تیلیاں۔) بھی اس کام میں لاسکتے ہیں جبکہ وہ کوری ہوں مستعمل نہ ہوں۔

پانی پینے کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانی پینے میں تین بار سانس لیتے تھے۔'' "صحیح مسلم"، کتاب الاشربة، باب کراهة التنفس في نفس الاناء... إلخ، الحديث: ٥٢٨٧، ص ١٠٤٠.

اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ فرماتے تھے: کہ ''اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لیے مفید اور خوشگوار ہے۔''

"صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب كراهة التنفس في نفس الاناء... إلخ، الحديث: ٥٢٨٧، ص ١٠٤٠.

حدیث ۲: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''ایک سانس میں پانی نہ پیو جیسے اونٹ پیتا ہے، بلکہ دو اور تین مرتبہ میں پیو اور جب پیو تو بسم اللہ کہہ لو اور جب برتن کو مونھ سے ہٹاؤ تو اللہ (عزوجل) کی حمد کرو۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الاشربة، باب ماجاء في التنفس في الاناء، الحديث: ١٨٨٥، ص ١٨٤٢.

حدیث ۳: ابوداود و ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا۔ "سنن أبي داود"، كتاب الاشربة، باب في النفخ في الشراب... إلخ، الحديث: ٣٧٢٨، ص ١٤٩٩.

حدیث ٤: ترمذی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کی، کہ برتن میں کبھی کوڑا دکھائی دیتا ہے، فرمایا: ''اسے گرا دو۔'' اس نے عرض کی، کہ ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا ہوں، فرمایا: ''برتن کو مونھ سے جدا کر کے سانس لو۔''

"جامع الترمذي"، ابواب الاشربة، باب ماجاء في كراهية النفخ في الشراب، الحديث: ١٨٨٧، ص ١٨٤٢.

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

حدیث ٥: ابوداود نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیالے میں جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے، وہاں سے پینے کی اور پینے کی چیز میں پھونکنے کی ممانعت فرمائی۔ "سنن أبي داود"، كتاب الاشربة، باب في الشرب من ثلمة القدح، الحديث: ٣٧٢٢، ص ١٤٩٨. و "سنن الدارمي"، كتاب الاشربة، باب من شرب بنفس واحد، الحديث: ٢١٢١، ج ٢، ص ١٦١.

حدیث ٦: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشک کے دہانے سے پینے کو منع فرمایا۔ "صحيح البخاري"، كتاب الاشربة، باب الشرب من فم السقاء، الحديث: ٥٦٢٩، ص ٤٨٢.

حدیث ۷: صحیح بخاری و مسلم و سنن ترمذی میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشک کے دہانے کو موڑ کر اس سے پانی پینے کو منع فرمایا۔ "صحيح البخاري"، كتاب الاشربة، باب اختناث الاسقية، الحديث: ٥٦٢٦، ص ٤٨٢.

ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت کیا ہے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے منع فرمانے کے بعد ایک شخص رات میں اُٹھا اور مشک کا دہانہ پانی پینے کے لیے موڑا، اس میں سے سانپ نکلا۔ "سنن ابن ماجه"، ابواب الاشربة، باب اختناث الاسقية، الحديث: ٣٤١٩، ص ٢٦٨٣.

حدیث ۸: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ "صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب في الشرب قائما... إلخ، الحديث: ٥٢٧٥، ص ١٠٣٩.

حدیث ۹: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کھڑے ہو کر ہرگز کوئی شخص پانی نہ پیے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے، وہ قے کر دے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب في الشرب قائما... إلخ، الحديث: ٥٢٧٩،

ص ۱۰۳۹.

حدیث ۱۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: میں آبِ زم زم کا ایک ڈول نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لایا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کھڑے کھڑے اسے پیا۔

"صحیح مسلم"، کتاب الاشربة، باب في الشرب من زمزم قائما، الحديث: ۵۲۸۰، ۵۲۸٤، ص ۱۰۳۹.

حدیث ۱۱: صحیح بخاری میں ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی اور لوگوں کی حاجات پوری کرنے کے لیے رحبۂ کوفہ (رحبۂ کوفہ: یعنی کوفہ کی جامع مسجد کے صحن۔) میں بیٹھ گئے، جب عصر کا وقت آیا ان کے پاس پانی لایا گیا۔ انھوں نے پیا اور وضو کیا پھر وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا اور یہ فرمایا: کہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ بتاتے ہیں اور جس طرح میں نے کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ویسا ہی کیا تھا۔ "صحیح البخاري"، کتاب الاشربة، باب الشرب قائما، الحديث: ۵٦۱٦، ص ٤۸۱.

اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ مطلقاً کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ بتاتے ہیں حالانکہ وضو کے پانی کا یہ حکم نہیں بلکہ اس کو کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ اسی طرح آبِ زم زم کو بھی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ یہ دونوں پانی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ کھڑے ہو کر جب پانی پیا جاتا ہے وہ فوراً تمام اعضا کی طرف سرایت کر جاتا ہے اور یہ مضر ہے، مگر یہ دونوں برکت والے ہیں اور ان سے مقصود ہی تبرک ہے، لہٰذا ان کا تمام اعضاء میں پہنچ جانا فائدہ مند ہے۔

بعض لوگوں سے سنا گیا ہے کہ مسلم کا جھوٹا پانی بھی کھڑے ہو کر پینا چاہیے، مگر میں نے کسی کتاب میں اس کو نہیں دیکھا، صرف دو ہی پانیوں کا کتابوں میں استثناء مذکور پایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ۱۲: ترمذی نے کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: میرے یہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، مشک لٹکی ہوئی تھی، اس کے دہانے سے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ (حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اس فعل کو علما نے بیان جواز پر محمول کیا ہے)، میں نے مشک کے دہانے کو کاٹ کر رکھ لیا۔ "جامع الترمذي"، ابواب الاشربة، باب ماجاء في الرخصة... إلخ، الحديث: ۱۸۹۲، ص ۱۸٤۳. ان کا کاٹ کر رکھ لینا بغرض تبرک تھا، کہ چونکہ اس سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا دہن اقدس لگا ہے، یہ برکت کی چیز ہے اور اس سے بیماروں کو شفا ہوگی۔

حدیث ۱۳: صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک انصاری کے پاس تشریف لے گئے وہ اپنے باغ میں پیڑوں کو پانی دے رہے تھے ارشاد فرمایا: ''کیا تمھارے یہاں باسی پانی پرانی مشک میں ہے؟ (اگر ہو تو لاؤ) ورنہ ہم مونھ لگا کر پانی پی لیں۔'' انھوں نے کہا، میرے یہاں باسی پانی پرانی مشک میں ہے، اپنی جھونپڑی میں گئے اور برتن میں پانی انڈیل کر اس میں بکری کا دودھ دوہا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے پیا پھر دوبارہ انھوں نے پانی لے کر دودھ دوہا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھی نے پیا۔ "صحیح البخاري"، کتاب الاشربة، باب الكرع في الحوض، الحديث: ۵٦۲۱،

باب شرب اللبن بالماء، الحديث: ۵٦۱۳، ص ٤۸۲ ـ ٤۸۱.

حدیث ۱٤: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بکری کا دودھ دوہا گیا اور انس کے گھر میں جو کنواں تھا، اس کا پانی اس میں ملایا گیا یعنی لسی بنائی گئی پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نوش فرمایا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بائیں طرف ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور

دہنی طرف ایک اعرابی تھے، حضرت عمر نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابوبکر کو دیجیے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اعرابی کو دیا کیونکہ یہ دہنی جانب تھے اور ارشاد فرمایا: ''دہنا مستحق ہے پھر اسکے بعد جو دہنے ہو، دہنے کو مقدم رکھا کرو۔''

"صحيح البخاري"، كتاب المساقاة، باب من رأى صدقة الماء... إلخ، الحديث: ٢٣٥٢، ص١٨٤. و "مشكاة المصابيح"، كتاب الاطعمة، باب الاشربة، الحديث: ٤٢٧٣، ج٢، ص٤٦٢.

حدیث ۱۵: بخاری ومسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیالہ پیش کیا گیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نوش فرمایا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی دہنی جانب سب سے چھوٹے ایک شخص تھے (عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور بڑے بڑے اصحاب بائیں جانب تھے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''لڑکے اگر تم اجازت دو تو بڑوں کو دے دوں۔'' انہوں نے عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اولش (یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرک۔) میں دوسروں کو اپنے پر ترجیح نہیں دوں گا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ان کو دے دیا۔

"صحيح البخاري"، كتاب المساقاة، باب من رأى صدقة الماء... إلخ، الحديث: ٢٣٥١، ص١٨٤.

حدیث ۱۶: صحیح بخاری ومسلم میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''حریر اور دیباج نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پیو اور نہ ان کے برتنوں میں کھانا کھاؤ کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور تمھارے لیے آخرت میں ہیں۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الاطعمة، باب الاكل في اناء... إلخ، الحديث: ٥٤٢٦، كتاب الأشربة، باب الشرب في آنية الذهب، الحديث: ٥٦٣٢، ص٤٦٨، ٤٨٢.

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

حدیث ۱۷: ترمذی نے زہری سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پینے کی وہ چیز زیادہ پسند تھی جو شیریں اور ٹھنڈی ہو۔ "جامع الترمذي"، ابواب الاشربة، باب ماجاء اى الشراب كان احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم، الحديث: ١٨٩٥، ص١٨٤٣.

حدیث ۱۸: ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیٹ کے بل جھک کر پانی میں مونھ ڈال کر پینے سے منع فرمایا اور نہ ایک ہاتھ سے چلو لے کر پیے جیسے وہ لوگ پیتے ہیں، جن پر خدا ناراض ہے اور رات میں جب کسی برتن میں پانی پیے تو اسے ہلا لے، مگر جبکہ وہ برتن ڈھکا ہو تو ہلانے کی ضرورت نہیں اور جو شخص برتن سے پینے پر قادر ہے اور تواضع کے طور پر ہاتھ سے پیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے نیکیاں لکھتا ہے، جتنی اس کے ہاتھ میں انگلیاں ہیں۔ ہاتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا برتن تھا کہ انھوں نے اپنا پیالہ بھی پھینک دیا اور یہ کہا کہ یہ بھی دنیا کی چیز ہے۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب الاشربة، باب الشرب بالاكف والكرع، الحديث: ٣٤٣١، ص٢٦٨٣.

حدیث ۱۹: ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاتھوں کو دھوؤ اور ان میں پانی پیو کہ ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب الاشربة، باب الشرب بالاكف والكرع، الحديث: ٣٤٣٣، ص٢٦٨٣.

حدیث ۲۰: مسلم واحمد وترمذی نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''ساقی (جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہے) وہ سب کے آخر میں پیے گا۔'' "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب قضاء الصلاة الفائتة... إلخ، الحديث: ١٥٦٢، ص٧٨٤. و "جامع الترمذي"، ابواب الاشربة، باب ماجاء ان ساقى القوم... إلخ، الحديث: ١٨٩٤، ص١٨٤٣.

حدیث ۲۱: دیلمی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''پانی کو چوس کر پیو کہ یہ خوش گوار اور زود ہضم ہے اور بیماری سے بچاؤ ہے۔'' "كنز العمال"، كتاب المعيشة... إلخ، رقم: ٤١٠٤٢، ج١٥، ص١٢٦

حدیث ۲۲: ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، انھوں نے کہا یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس چیز کا منع کرنا حلال نہیں؟ فرمایا: ''پانی اور نمک اور آگ۔'' کہتی ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پانی کو تو ہم نے سمجھ لیا، مگر نمک اور آگ کا منع کرنا کیوں حلال نہیں؟ فرمایا: ''اے حمیراء! جس نے آگ دے دی گویا اس نے اُس پورے کو صدقہ کیا جو آگ سے پکایا گیا اور جس نے نمک دیدیا گویا اُس نے تمام اُس کھانے کو صدقہ کیا جو اس نمک سے درست کیا گیا اور جس نے مسلمان کو اُس جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی ملتا ہے تو گویا گردن کو آزاد کیا (یعنی غلام آزاد کیا۔) اور جس نے مسلم کو ایسی جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں ملتا ہے تو گویا اُسے زندہ کردیا۔''

"سنن ابن ماجه"، ابواب الرهون، باب المسلمون شركاء في ثلاث، الحديث: ٢٤٧٤، ص٢٦٢٥.

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: پانی بسم اللہ کہہ کر دہنے ہاتھ سے پیے اور تین سانس میں پیے، ہر مرتبہ برتن کو مونھ سے ہٹا کر سانس لے۔ پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پیے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی ڈالے۔ اس طرح پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے اور پانی کو چوس کر پیے، غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیے، جب پی چکے الحمد للہ کہے۔

اس زمانہ میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کٹورا یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں خصوصاً کھانے کے وقت دہنے ہاتھ سے پینے کو خلافِ تہذیب جانتے ہیں ان کی یہ تہذیب تہذیبِ نصاریٰ ہے۔ اسلامی تہذیب دہنے ہاتھ سے پینا ہے۔

آجکل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اسے پھینک دیتے ہیں کہ اب وہ پانی جھوٹا ہو گیا جو دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا، یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے اسلام میں چھوت چھات نہیں، مسلمان کے جھوٹے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت سے پانی کو پھینکنا اسراف ہے۔

مسئلہ ۲: مشک کے دہانے میں مونھ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے۔ کیا معلوم کوئی مضر (نقصان دہ۔) چیز اس کے حلق میں چلی جائے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهة، ج٥، ص٣٤١. اسی طرح لوٹے کی ٹونٹی سے پانی پینا مگر جبکہ لوٹے کو دیکھ لیا ہو کہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے۔ صراحی میں مونھ لگا کر پانی پینے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۳: سبیل کا پانی مالدار شخص بھی پی سکتا ہے مگر وہاں سے پانی کوئی شخص گھر نہیں لے جاسکتا۔ کیونکہ وہاں پینے کے لیے پانی رکھا گیا ہے نہ کہ گھر لے جانے کے لیے۔ ہاں اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو لے جاسکتا ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق. جاڑوں (سردیوں۔) میں اکثر جگہ مسجد کے سقایہ میں پانی گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسجد میں جو نمازی آئیں، اس سے وضو و غسل کریں، یہ پانی بھی وہیں استعمال کیا جاسکتا ہے گھر لے جانے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح مسجد کے لوٹوں کو بھی وہیں استعمال کرسکتے ہیں گھر نہیں لے جاسکتے بعض لوگ تازہ پانی بھر کر مسجد کے لوٹوں میں گھر لے جاتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ۴: لوٹوں میں وضو کا پانی بچا ہوا ہوتا ہے اسے بعض لوگ پھینک دیتے ہیں، یہ ناجائز و اسراف ہے۔

مسئلہ ۵: وضو کا پانی اور آبِ زم زم کو کھڑے ہو کر پیا جائے، باقی دوسرے پانی کو بیٹھ کر۔

ولیمہ اور ضیافت کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا (یعنی خلوق کا رنگ ان کے بدن یا کپڑوں پر لگا ہوا دیکھا) فرمایا: یہ کیا ہے؟ (یعنی مرد کے بدن پر اس رنگ کو نہ ہونا چاہیے یہ کیونکر لگا) عرض کی، میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے (اس کے بدن سے یہ زردی چھوٹ کر لگ گئی)، فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھارے لیے مبارک کرے، تم ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے یا ایک ہی بکری سے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب كيف يدعى للمتزوج، الحديث: ٥١٥٥، ص٤٤٦.

حدیث ۲: بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جتنا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا، ایسا ولیمہ ازواجِ مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ایک بکری سے ولیمہ کیا۔ "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب الوليمة ولو بشاة، الحديث: ٥١٦٨، ٥١٧١، ص٤٤٧. یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا۔

صحیح بخاری شریف کی دوسری روایت انھیں سے ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا، لوگوں کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا۔

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب قوله ﴿لا تدخلوا بيوت النبى الا ان يؤذن... إلخ﴾، الحديث: ٤٧٩٤، ص٤٠٧.

حدیث ۳: صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: خیبر سے واپسی میں خیبر و مدینہ کے مابین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زفاف کی وجہ سے تین راتوں تک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے قیام فرمایا، میں مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت میں بُلا لایا، ولیمہ میں نہ گوشت تھا، نہ روٹی تھی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم دیا، دسترخوان بچھا دیے گئے، اُس پر کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔ "صحيح البخاري"، كتاب المغازى، باب غزوة خيبر، الحديث: ٤٢١٣، ص٣٤٦.

امام احمد و ترمذی و ابوداود و ابن ماجہ کی روایت میں ہے، کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ میں ستو اور کھجوریں تھیں۔ "جامع الترمذي"، ابواب النكاح، باب ماجاء في الوليمة، الحديث: ١٠٩٥، ص١٧٥٧.

حدیث ٤: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی شخص کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے آنا چاہیے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب حق اجابة الوليمة... إلخ، الحديث: ٥١٧٣، ص٤٤٧.

حدیث ۵: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرنی چاہیے پھر اگر چاہے کھائے، چاہے نہ کھائے۔''

"صحيح مسلم"، كتاب النكاح، باب الامر بإجابة الداعى... إلخ، الحديث: ٣٥١٨، ص٩١٨.

حدیث ٦: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''بُرا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے، جس میں مالدار لوگ بلائے جاتے ہیں اور فقرا چھوڑ دیے جاتے ہیں اور جس نے دعوت کو ترک کیا (یعنی بلا سبب انکار کردیا) اس نے اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی۔''

"صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب من ترك الدعوة... إلخ، الحديث: ٥١٧٧، ص٤٤٧.

مسلم کی ایک روایت میں ہے، ولیمہ کا کھانا برا کھانا ہے کہ جو اس میں آتا ہے اسے منع کرتا ہے۔ اور اس کو بلایا جاتا ہے جو انکار کرتا ہے اور جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی نافرمانی کی۔

"صحيح مسلم"، كتاب النكاح، باب الامر بإجابة الداعي... إلخ، الحديث: ٣٥٢٥، ص٩١٨.

حدیث ۷: ابوداود نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کو دعوت دی گئی اور اس نے قبول نہ کی اس نے اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی نافرمانی کی اور جو بغیر بلائے گیا وہ چور ہو کر گھسا اور غارت گری کرکے نکلا۔" "سنن أبي داود"، كتاب الاطعمة، باب ماجاء في اجابة الدعوة، الحديث: ٣٧٤١، ص١٤٩٩.

حدیث ۸: ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "(شادیوں میں) پہلے دن کا کھانا حق ہے یعنی ثابت ہے، اسے کرنا ہی چاہیے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا سمعہ ہے (یعنی سنانے اور شہرت کے لیے ہے)۔ جو سنانے کے لیے کوئی کام کرے گا، اللہ تعالٰی اس کو سنائے گا۔" "جامع الترمذي"، ابواب النكاح، باب ماجاء في الوليمة، الحديث: ١٠٩٧، ص١٧٥٧. یعنی اس کی سزا دے گا۔

حدیث ۹: ابوداود نے عکرمہ سے روایت کی، کہ ایسے دو شخص جو مقابلہ اور تفاخر کے طور پر دعوت کریں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے یہاں کھانے سے منع فرمایا۔ "سنن أبي داود"، كتاب الاطعمة، باب في طعام المتبار يين، الحديث: ٣٧٥٤، ص١٥٠٠.

حدیث ۱۰: امام احمد و ابوداود نے ایک صحابی سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "جب دو شخص دعوت دینے بیک وقت آئیں تو جس کا دروازہ تمھارے دروازہ سے قریب ہو اس کی دعوت قبول کرو اور اگر ایک پہلے آیا تو جو پہلے آیا اس کی قبول کرو۔" "سنن أبي داود"، كتاب الاطعمة، باب اذا اجتمع داعيان... إلخ، الحديث: ٣٧٥٦، ص١٥٠٠. و "المسند"، حديث رجل من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٢٣٥٢٦، ج٩، ص١٢٢

www.dawateislami.net

حدیث ۱۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ ایک انصاری جن کی کنیت ابوشعیب تھی، انھوں نے اپنے غلام سے کہا، کہ اتنا کھانا پکاؤ جو پانچ شخصوں کے لیے کفایت کرے۔ میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مع چار اصحاب کے دعوت کروں گا۔ تھوڑا سا کھانا طیار کیا اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو بلانے آئے، ایک شخص حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے ساتھ ہولیے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "ابوشعیب ہمارے ساتھ یہ شخص چلا آیا، اگر تم چاہو اسے اجازت دو اور چاہو تو نہ اجازت دو، انھوں نے عرض کی، میں نے ان کو اجازت دی۔" "صحيح البخاري"، كتاب الاطعمة، باب الرجل يدعى الى الطعام... إلخ، الحديث: ٥٤٦١، ص٤٧٠

یعنی اگر کسی کی دعوت ہو اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص بغیر بلائے چلا آئے تو ظاہر کردے کہ میں نہیں لایا ہوں اور صاحب خانہ کو اختیار ہے، اسے کھانے کی اجازت دے یا نہ دے، کیونکہ ظاہر نہ کرے گا تو صاحبِ خانہ کو یہ ناگوار ہوگا کہ اپنے ساتھ دوسروں کو کیوں لایا۔

حدیث ۱۲: بیہقی نے شعب الایمان میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا۔

"شعب الإيمان"، باب في المطاعم والمشارب، فصل في طيب المطعم... إلخ، الحديث: ٥٨٠٣، ج٥، ص٦٨.

حدیث ۱۳: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے اور جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ بھلی بات بولے یا چپ رہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب الحث على اكرام الجار... إلخ، الحديث: ۱۷۳، ۱۷٤، ص٦٨٨. "مشكاة المصابيح"، كتاب الاطعمة، باب الضيافة، الحديث: ٤٢٤٣، ج٢، ص٤٥٦.

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ''جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔''

"صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب اكرام الضيف... إلخ، الحديث: ٦١٣٨، ص٥١٧.

حدیث ۱٤: صحیح بخاری و مسلم میں ابو شریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جو شخص اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ مہمان کا اکرام کرے، ایک دن رات اُس کا جائزہ ہے (یعنی ایک دن اس کی پوری خاطرداری کرے، اپنے مقدور بھر اس کے لیے تکلف کا کھانا طیار کرائے) اور ضیافت تین دن ہے (یعنی ایک دن کے بعد ماحضر پیش کرے) اور تین دن کے بعد صدقہ ہے، مہمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے کہ اسے حرج میں ڈال دے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب اكرام الضيف... إلخ، الحديث: ٦١٣٥، ص٥١٧.

حدیث ۱۵: ترمذی ابی الاحوص جشمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ فرمایئے کہ میں ایک شخص کے یہاں گیا، اس نے میری مہمانی نہیں کی، اب وہ میرے یہاں آئے تو اس کی مہمانی کروں یا بدلا دوں۔ ارشاد فرمایا: ''بلکہ تم اس کی مہمانی کرو۔''

"جامع الترمذي"، ابواب البر والصلة، باب ماجاء في الإحسان والعفو، الحديث: ٢٠٠٦، ص١٨٥٢.

حدیث ۱٦: ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''سنت یہ ہے کہ مہمان کو دروازہ تک رخصت کرنے جائے۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب الاطعمة، باب الضيافة، الحديث: ٣٣٥٨، ص٢٦٧٩.

مسائل فقہیہ

دعوتِ ولیمہ سنت ہے۔ ولیمہ یہ ہے کہ شبِ زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز و اقارب اور محلّہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے اور اس کے لیے جانور ذبح کرنا اور کھانا طیار کرانا جائز ہے اور جو لوگ بلائے جائیں ان کو جانا چاہیے کہ ان کا جانا اس کے لیے مسرت کا باعث ہوگا۔ ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اس کو جانا سنت ہے یا واجب۔ علما کے دونوں قول ہیں، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجابت سنت مؤکدہ ہے۔

ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں میں بھی جانا افضل ہے اور یہ شخص اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا افضل ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی خوشی میں شرکت اور اس کا دل خوش کرنا ہے اور روزہ دار ہو جب بھی جائے اور صاحب خانہ کے لیے دعا کرے اور ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ روزہ دار نہ ہو تو کھائے، ورنہ اس کے لیے دعا کرے۔ (عالمگیری، ردالمحتار) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج٥، ص٣٤٣. و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٩، ص٥٧٤

مسئلہ ۱: دعوتِ ولیمہ کا یہ حکم جو بیان کیا گیا ہے، اس وقت ہے کہ دعوت کرنے والوں کا مقصود ادائے سنت ہو اور اگر مقصود تفاخر ہو یا یہ کہ میری واہ واہ ہوگی جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر یہی دیکھا جاتا ہے، تو ایسی دعوتوں میں نہ شریک ہونا بہتر ہے خصوصاً اہلِ علم کو ایسی جگہ

نہ جانا چاہیے۔(ردالمحتار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ۵۷٤.

مسئلہ ۲: دعوت میں جانا اس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا، لہو ولعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے۔ جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں، اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے اور اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اگر اس کی قدرت اسے نہ ہو تو صبر کرے۔

یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو اور اگر مقتدیٰ و پیشوا ہو، مثلاً علما و مشائخ، یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں نہ وہاں بیٹھیں نہ کھانا کھائیں اور پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدیٰ ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں اگرچہ خاص اُس حصۂ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصہ میں ہوں۔(ہدایہ، درمختار) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الأكل و الشرب، ج۲، ص۳٦٥. و "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص۵۷٤.

مسئلہ ۳: اگر وہاں لہو ولعب ہو اور یہ شخص جانتا ہے کہ میرے جانے سے یہ چیزیں بند ہو جائیں گی تو اس کو اس نیت سے جانا چاہیے کہ اس کے جانے سے منکراتِ شرعیہ روک دیے جائیں گے اور اگر معلوم ہے کہ وہاں نہ جانے سے ان لوگوں کو نصیحت ہوگی اور ایسے موقع پر یہ حرکتیں نہ کریں گے، کیونکہ وہ لوگ اس کی شرکت کو ضروری جانتے ہیں اور جب یہ معلوم ہوگا کہ اگر شادیوں اور تقریبوں میں یہ چیزیں ہوں گی تو وہ شخص شریک نہ ہوگا تو اس پر لازم ہے کہ وہاں نہ جائے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور ایسی حرکتیں نہ کریں۔

(عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج۵، ص۳٤۳.

مسئلہ ٤: دعوتِ ولیمہ صرف پہلے دن ہے یا اس کے بعد دوسرے دن بھی یعنی دو ہی دن تک یہ دعوت ہو سکتی ہے، اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم۔(عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج۵، ص۳٤۳. ہندوستان میں شادیوں کا سلسلہ کئی دن تک قائم رہتا ہے۔ سنت سے آگے بڑھنا ریا وسمعہ (ریا یعنی دکھاوے کے لیے کام کرنا اور سمعہ یعنی اس لیے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے۔) ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۵: ایک دسترخوان پر جو لوگ کھانا تناول کرتے ہیں، ان میں سے ایک شخص کوئی چیز اٹھا کر دوسرے کو دیدے یہ جائز ہے، جبکہ معلوم ہو کہ صاحبِ خانہ کو یہ دینا ناگوار نہ ہوگا اور اگر معلوم ہے کہ اسے ناگوار ہوگا تو دینا جائز نہیں، بلکہ اگر مشتبہ حال ہو معلوم نہ ہو کہ ناگوار ہوگا یا نہیں جب بھی نہ دے۔(عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج۵، ص۳٤٤.

بعض لوگ ایک ہی دسترخوان پر معززین کے سامنے عمدہ کھانے چنتے ہیں اور غریبوں کے لیے معمولی چیزیں رکھ دیتے ہیں۔ اگرچہ ایسا نہ کرنا چاہیے کہ غریبوں کی اس میں دل شکنی ہوتی ہے۔ مگر اس صورت میں جس کے پاس کوئی اچھی چیز ہے، اس نے ایسے کو دے دی جس کے پاس نہیں ہے تو ظاہر یہی ہے کہ صاحبِ خانہ کو ناگوار ہوگا کیونکہ اگر دینا ہوتا تو وہ خود ہی اس کے سامنے بھی یہ چیز رکھتا یا کم از کم یہ صورت اشتباہ کی ہے، لہٰذا ایسی حالت میں چیز دینا ناجائز ہے اور اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہے، مثلاً روٹی، گوشت اور ایک کے پاس روٹی ختم ہو گئی، دوسرے نے اپنے پاس سے اٹھا کر دے دی تو ظاہر یہی ہے کہ صاحبِ خانہ کو ناگوار نہ ہوگا۔

مسئلہ ٦: دوسرے کے یہاں کھانا کھا رہا ہے، سائل نے مانگا اس کو یہ جائز نہیں کہ سائل کو روٹی کا ٹکڑا دیدے کیونکہ اس نے اس کے کھانے کے لیے رکھا ہے، اس کو مالک نہیں کر دیا کہ جس کو چاہے دیدے۔(عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۷: دو دسترخوان پر کھانا کھایا جارہا ہے تو ایک دسترخوان والا دوسرے دسترخوان والے کو کوئی چیز اس پر سے اٹھا کر نہ دے۔ مگر جبکہ یقین ہو کہ صاحبِ خانہ کو ایسا کرنا ناگوار نہ ہوگا۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۸: کھاتے وقت صاحبِ خانہ کا بچہ آ گیا تو اس کو یا صاحبِ خانہ کے خادم کو اس کھانے میں سے نہیں دے سکتا۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۹: کھانا ناپاک ہو گیا تو یہ جائز نہیں کہ کسی پاگل یا بچہ کو کھلائے یا کسی ایسے جانور کو کھلائے جس کا کھانا حلال ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۰: مہمان کو چار باتیں ضروری ہیں۔

(۱) جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے۔

(۲) جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خوش ہو، یہ نہ ہو کہ کہنے لگے اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ جیسا کہ آج کل اکثر دعوتوں میں لوگ آپس میں کہا کرتے ہیں۔

(۳) بغیر اجازت صاحبِ خانہ وہاں سے نہ اٹھے۔

(۴) اور جب وہاں سے جائے تو اس کے لیے دعا کرے۔ میزبان کو چاہیے کہ مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ اور کھاؤ مگر اس پر اصرار نہ کرے، کہ کہیں اصرار کی وجہ سے زیادہ نہ کھا جائے اور یہ اس کے لیے مضر ہو، میزبان کو بالکل خاموش نہ رہنا چاہیے اور یہ بھی نہ کرنا چاہیے کہ کھانا رکھ کر غائب ہو جائے، بلکہ وہاں حاضر رہے اور مہمانوں کے سامنے خادم وغیرہ پر ناراض نہ ہو اور اگر صاحبِ وسعت ہو تو مہمان کی وجہ سے گھر والوں پر کھانے میں کمی نہ کرے۔

www.dawateislami.net

میزبان کو چاہیے کہ مہمان کی خاطر داری میں خود مشغول ہو، خادموں کے ذمہ اس کو نہ چھوڑے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی سنت ہے اگر مہمان تھوڑے ہوں تو میزبان ان کے ساتھ کھانے پر بیٹھ جائے کہ یہی تقاضائے مُروت ہے اور بہت سے مہمان ہوں تو ان کے ساتھ نہ بیٹھے بلکہ ان کی خدمت اور کھلانے میں مشغول ہو۔ مہمانوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائے جس کا بیٹھنا ان پر گراں ہو۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج٥، ص٣٤٤ ـ ٣٤٥.

مسئلہ ۱۱: جب کھا کر فارغ ہوں ان کے ہاتھ دھلائے جائیں اور یہ نہ کرے کہ ہر شخص کے ہاتھ دھونے کے بعد پانی پھینک کر دوسرے کے سامنے ہاتھ دھونے کے لیے طشت پیش کرے۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٤٥.

مسئلہ ۱۲: جس نے ہدیہ بھیجا اگر اس کے پاس حلال و حرام دونوں قسم کے اموال ہوں مگر غالب مال حلال ہے تو اس کے قبول کرنے میں حرج نہیں۔ یہی حکم اس کے یہاں دعوت کھانے کا ہے اور اگر اس کا غالب مال حرام ہے تو نہ ہدیہ قبول کرے اور نہ اس کی دعوت کھائے، جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چیز جو اُسے پیش کی گئی ہے حلال ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٤٢.

مسئلہ ۱۳: جس شخص پر اس کا دَین (یعنی قرض۔) ہے، اگر اس نے دعوت کی اور قرض سے پہلے بھی وہ اسی طرح دعوت کرتا تھا تو قبول کرنے میں حرج نہیں اور اگر پہلے بیس دن میں دعوت کرتا تھا اور اب دس دن میں کرتا ہے یا اب اُس نے کھانے میں تکلّفات بڑھا دیے، تو قبول نہ کرے کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج٥، ص٣٤٢.

ظروف کا بیان

مسئلہ ۱: سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اوران کی پیالیوں سے تیل لگانا یاان کے عطردان سے عطر لگانا یاان کی انگیٹھی سے بخور کرنا (یعنی دھونی لینا۔) منع ہے اور یہ ممانعت مردوعورت دونوں کے لیے ہے۔عورتوں کوان کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مردوعورت دونوں کے لیے ناجائز ہے۔

(درمختار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ٥٦٤

مسئلہ ۲: سونے چاندی کے چمچے سے کھانا،ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا،ان کے آئینہ میں مونھ دیکھنا،ان کی قلم دوات سے لکھنا،ان کے لوٹے یا طشت سے وضوکرنا یاان کی کرسی پر بیٹھنا،مردعورت دونوں کے لیے ممنوع ہے۔(درمختار،ردالمحتار)

مسئلہ ۳: سونے چاندی کی آرسی (ایک زیور جوعورتیں ہاتھ کے انگوٹھے میں پہنتی ہیں،اس میں شیشہ جڑا ہوتا ہے۔) پہننا عورت کے لیے جائز ہے،مگر اُس آرسی میں مونھ دیکھنا عورت کے لیے بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ٤: سونے چاندی کی چیزوں کے استعمال کی ممانعت اس صورت میں ہے کہ ان کواستعمال کرنا ہی مقصود ہواور اگر یہ مقصود نہ ہوتو ممانعت نہیں،مثلاً سونے چاندی کی پلیٹ یا کٹورے میں کھانا رکھا ہواہے اگر یہ کھانا اسی میں چھوڑ دیا جائے تو اضاعتِ مال ہے اُس کواُس میں سے نکال کر دوسرے برتن میں لے کر کھائے یا اُس میں سے پانی چلّو میں لے کر پیا یا پیالی میں تیل تھا،سر پر پیالی سے تیل نہیں ڈالا بلکہ کسی برتن میں یا ہاتھ پر تیل اس غرض سے لیا کہ اُس سے استعمال ناجائز ہے،لہٰذا تیل کواُس میں سے لے لیا جائے اوراب استعمال کیا جائے یہ جائز ہےاوراگر ہاتھ میں تیل کا لینا بغرض استعمال ہو جس طرح پیالی سے تیل لے کر سر یا داڑھی میں لگاتے ہیں،اس طرح کرنے سے ناجائز استعمال سے بچنا نہیں ہے کہ یہ بھی استعمال ہی ہے۔(درمختار،ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ٥٦٤

مسئلہ ۵: چائے کے برتن سونے چاندی کے استعمال کرنا ناجائز ہے۔اسی طرح سونے چاندی کی گھڑی ہاتھ میں باندھنا بلکہ اس میں وقت دیکھنا بھی ناجائز ہے،کہ گھڑی کا استعمال یہی ہے کہ اس میں وقت دیکھا جائے۔(ردالمحتار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ٥٦٥.

مسئلہ ٦: سونے چاندی کی چیزیں محض مکان کی آرائش وزینت کے لیے ہوں،مثلاً قرینہ سے (یعنی خوش اسلوبی سے رکھنا۔ ترتیب سے رکھنا۔) یہ برتن وقلم ودوات لگا دیے،کہ مکان آراستہ ہوجائے اس میں حرج نہیں۔یوہیں سونے چاندی کی کرسیاں یا میز یا تخت وغیرہ سے مکان سجا رکھا ہے،ان پر بیٹھتا نہیں ہے تو حرج نہیں۔(درمختار،ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ٥٦٦.

مسئلہ ۷: بچوں کو بسم اللہ پڑھانے کے موقع پر چاندی کی دوات قلم تختی لاکر رکھتے ہیں،یہ چیزیں استعمال میں نہیں آتیں،بلکہ پڑھانے والے کو دے دیتے ہیں،اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۸: سونے چاندی کے سواہر قسم کے برتن کا استعمال جائز ہے،مثلاً تانبے،پیتل،سیسہ،بلور وغیرہا۔مگر مٹی کے برتنوں کا استعمال سب سے بہتر کہ حدیث میں ہے کہ ''جس نے اپنے گھر کے برتن مٹی کے بنوائے،فرشتے اُس کی زیارت کو آئیں گے۔'' تانبے اور پیتل کے برتنوں پر قلعی ہونی چاہیے،بغیر قلعی ان کے برتن استعمال کرنا مکروہ ہے۔(درمختار،ردالمحتار) "الدرالمختار" و

"ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٩، ص٥٦٦.

مسئلہ ۹: جس برتن میں سونے چاندی کا کام بنا ہوا ہے اس کا استعمال جائز ہے، جبکہ موضع استعمال (استعمال کی جگہ۔) میں سونا چاندی نہ ہو، مثلاً کٹورے یا گلاس میں چاندی کا کام ہو تو پانی پینے میں اس جگہ مونھ نہ لگے جہاں سونا یا چاندی ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہاں ہاتھ بھی نہ لگے، اور قول اول اصح ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٩، ص٥٦٧

مسئلہ ۱۰: چھڑی کی موٹھ (یعنی چھڑی کا دستہ۔) سونے چاندی کی ہو تو اس کا استعمال ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ موٹھ پر ہاتھ رکھا جاتا ہے، لہٰذا موضع استعمال میں سونا چاندی ہوئی اور اگر اُس کی شام (یعنی چھڑی کے سروں پر چڑھایا جانے والا کسی دھات کا چھلے کی طرح کا خول۔) سونے چاندی کی ہو، دستہ سونے چاندی کا نہ ہو تو استعمال میں حرج نہیں، کیونکہ ہاتھ رکھنے کی جگہ پر سونا چاندی نہیں ہے۔ اسی طرح قلم کی نب اگر سونے چاندی کی ہو تو اس سے لکھنا ناجائز ہے کہ وہی موضع استعمال ہے اور اگر قلم کے بالائی حصہ میں ہو تو ناجائز نہیں۔

مسئلہ ۱۱: چاندی سونے کا کرسی یا تخت میں کام بنا ہوا ہے یا زین میں کام بنا ہوا ہے تو اس پر بیٹھنا جائز ہے، جبکہ سونے چاندی کی جگہ سے بچ کر بیٹھے۔ محصل (خلاصہ۔) یہ ہے کہ جو چیز خالص سونے چاندی کی ہے، اُس کا استعمال مطلقاً ناجائز ہے اور اگر اس میں جگہ جگہ سونا چاندی ہے تو اگر موضع استعمال میں ہے تو ناجائز، ورنہ جائز۔ مثلاً چاندی کی انگیٹھی سے بخور کرنا مطلقاً ناجائز ہے، اگرچہ دھونی لیتے وقت اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے۔ اسی طرح اگر حقہ کی فرشی چاندی کی ہے تو اس سے حقہ پینا ناجائز ہے، اگرچہ یہ شخص فرشی پر ہاتھ نہ لگائے۔

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

اسی طرح حقہ کی مونھ نال سونے چاندی کی ہے تو اس سے حقہ پینا ناجائز ہے اور اگر نیچہ (حقہ کی نلیاں۔) پر جگہ جگہ چاندی سونے کا تار ہو تو اس سے حقہ پی سکتا ہے، جبکہ استعمال کی جگہ پر تار نہ ہو۔ کرسی میں استعمال کی جگہ بیٹھنے کی جگہ ہے اور اس کا تکیہ ہے جس سے پیٹھ لگاتے ہیں اور اس کے دستے ہیں جن پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ تخت میں موضع استعمال بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اسی طرح زین میں اور رکاب بھی سونے چاندی کی ناجائز ہے اور اس میں کام بنا ہوا ہو تو موضع استعمال میں نہ ہو۔ یہی حکم لگام اور دُمچی (دُمچی: یعنی تسمہ جو زین کے پچھلے حصے سے جڑا ہوتا ہے، دُم کے نیچے سے گزرتا اور زین کو آگے کی طرف سے جانے سے روکتا ہے۔) کا ہے۔ (ہدایہ، درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٩، ص٥٦٧. و "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الأكل و الشرب، ج٢، ص٣٦٣.

مسئلہ ۱۲: برتن پر سونے چاندی کا مُلمّع ہو (یعنی برتن پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھایا ہوا ہو۔) تو اس کے استعمال میں حرج نہیں۔ (ہدایہ)

"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الأكل و الشرب، ج٢، ص٣٦٤.

مسئلہ ۱۳: آئینہ کا حلقہ جو بوقتِ استعمال پکڑنے میں نہ آتا ہو اس میں سونے چاندی کا کام ہو، اس کا بھی وہی حکم ہے۔ (ہدایہ، درمختار) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: تلوار کے قبضے میں اور چھری یا پیش قبض (یعنی خنجر۔) کے دستے میں چاندی یا سونے کا کام ہے تو ان کا بھی وہی حکم ہے۔

(ہدایہ، درمختار) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الأكل و الشرب، ج٢، ص٣٦٤. و "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٩، ص٥٦٨.

مسئلہ ۱۵: کپڑے میں سونے چاندی کے حروف بنائے گئے، اس کے استعمال کا بھی وہی حکم ہے۔ (1) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٩، ص٥٦٨ (درمختار) اس میں تفصیل ہے جو لباس کے بیان میں آئے گی۔

مسئلہ ۱۶: ٹوٹے ہوئے برتن کو چاندی یا سونے کے تار سے جوڑنا، جائز ہے اور اُس کا استعمال بھی جائز ہے، جبکہ اُس جگہ سے استعمال نہ کرے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لکڑی کا پیالہ تھا، وہ ٹوٹ گیا تو چاندی کے تار سے جوڑا گیا۔ "صحيح البخاري"، كتاب فرض الخمس، باب ما ذكر... إلخ، الحديث: ٣١٠٩، ص ٢٥٠. اور یہ پیالہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ "صحيح البخاري"، كتاب الاشربة، باب الشرب... إلخ، الحديث: ٥٦٣٨، ص ٤٨٣.

خبر کہاں معتبر ہے؟

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ ﴾

پ٢٦، الحجرٰت: ٦.

''اے ایمان والو! اگر فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو اُسے خوب جانچ لو، کہیں ایسا نہ ہو کہ ناواقفی میں کسی قوم کو تکلیف پہنچا دو پھر تمھیں اپنے کیے پر شرمندہ ہونا پڑے۔''

مسئلہ ۱: اپنے نوکر یا غلام کو گوشت لانے کے لیے بھیجا، اگرچہ یہ مجوسی یا ہندو ہو وہ گوشت لایا اور کہتا ہے کہ مسلمان یا کتابی سے خرید کر لایا ہوں تو یہ گوشت کھایا جاسکتا ہے اور اگر اس نے آکر یہ کہا کہ مشرک مثلاً مجوسی یا ہندو سے خرید کر لایا ہوں تو اس گوشت کا کھانا حرام ہے کہ خریدنا بیچنا معاملات میں ہے اور معاملات میں کافر کی خبر معتبر ہے، اگرچہ حلت وحرمت (یعنی حلال وحرام ہونا۔) دیانات (اس کی وضاحت صفحہ 43 پر آرہی ہے۔) میں سے ہیں اور دیانات میں کافر کی خبر نامقبول ہے، مگر چونکہ اصل خبر خریدنے کی ہے اور حلت وحرمت اس مقام پر ضمنی چیز ہے، لہٰذا جب وہ خبر معتبر ہوئی تو ضمناً یہ بھی ثابت ہوجائے گی اور اصل خبر حلت وحرمت کی ہوتی تو نامعتبر ہوتی۔

(ہدایہ، درمختار) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الأكل و الشرب، ج٢، ص ٣٦٤ و "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٩، ص٥٦٩

مسئلہ ۲: معاملات میں کافر کی خبر معتبر ہونا اس وقت ہے، جب غالب گمان یہ ہو کہ سچ کہتا ہے اور اگر غالب گمان اس کا جھوٹا ہونا ہو تو اس پر عمل نہ کرے۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۳: گوشت خریدا پھر یہ معلوم ہوا کہ جس سے خریدا ہے وہ مشرک ہے، پھیرنے (واپس کرنے۔) کو لے گیا، اس نے کہا کہ اس جانور کو مسلم نے ذبح کیا ہے، اب بھی اس گوشت کو کھانا ممنوع ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٩، ص٥٦٩

مسئلہ ٤: لونڈی غلام اور بچے کی ہدیہ کے متعلق خبر معتبر ہے، مثلاً بچے نے کسی کے پاس کوئی چیز لاکر یہ کہا کہ میرے والد نے آپ کے پاس یہ ہدیہ بھیجا ہے، وہ شخص چیز کو لے سکتا ہے اور اس میں تصرف کرسکتا ہے، کھانے کی چیز ہو تو کھا سکتا ہے۔ اسی طرح لونڈی غلام نے کوئی چیز دی اور یہ کہا کہ میرے مولیٰ نے یہ چیز ہدیہ بھیجی ہے، بلکہ یہ دونوں خود اپنے متعلق اس کی خبر دیں کہ ہمارے مولیٰ نے خود ہمیں ہدیہ کیا ہے یہ خبر بھی مقبول ہے۔ فرض کرو لونڈی نے یہ خبر دی تو اس سے یہ شخص وطی بھی کرسکتا ہے۔ (4) (زیلعی) "تبيين الحقائق"، كتاب الكراهية، ج٧، ص٢٨.

مسئلہ ٥: ان لوگوں نے یہ خبر دی کہ ہمارے ولی یا مولیٰ نے ہمیں خریدنے کی اجازت دی ہے یہ خبر بھی معتبر ہے، جبکہ غالب گمان ان کی سچائی ہو، لہٰذا بچہ نے کوئی چیز خریدی مثلاً نمک، مرچ، ہلدی، دھنیا اور کہتا ہے ہم کو اس کی اجازت ہے تو اس کے ہاتھ اس چیز کو بیچ سکتے ہیں اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے۔ مثلاً اسے چند پیسوں کی مٹھائی یا پھل وغیرہ خریدنا

ہے اور یہ بتاتا ہے کہ مجھے اجازت ہے اس کا اعتبار نہ کیا جائے، جبکہ اس صورت میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ اُس کو پیسے اس لیے نہیں ملے ہیں کہ مٹھائی وغیرہ خرید کر کھالے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ۵۷۰. یعنی جبکہ گمان غالب یہ ہو کہ اسے خریدنے کی اجازت نہیں ہے، مثلاً یہ گمان ہے کہ چھپا کر لایا ہے، مٹھائی خرید رہا ہے، اس کے گھر والے ایسے کہاں ہیں کہ مٹھائی کھانے کو پیسے دے دیں اس صورت میں اس کے ہاتھ مٹھائی کا بیچنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ٦: کافر یا فاسق نے یہ خبر دی کہ میں فلاں شخص کا اس چیز کے بیچنے میں وکیل ہوں، اس کی خبر اعتبار کی جاسکتی ہے اور اُس چیز کو خرید سکتے ہیں۔ اسی طرح دیگر معاملات میں بھی ان کی خبریں مقبول ہیں، جبکہ ظن غالب یہ ہو کہ سچ کہتا ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ۵۷۰

مسئلہ ۷: دیانات میں مخبر (خبر دینے والا۔) کا عادل ہونا ضروری ہے۔ دیانات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق بندہ اور رب کے مابین ہے۔ مثلاً حلت، حرمت، نجاست، طہارت اور اگر دیانت کے ساتھ زوال ملک بھی ہو مثلاً میاں بی بی کے متعلق کسی نے یہ خبر دی کہ یہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں تو اس کے ثبوت کے لیے فقط عدالت کافی نہیں، بلکہ عدد اور عدالت دونوں چیزیں درکار ہیں یعنی خبر دینے والے ۲ دومرد یا ایک مرد ۲ دوعورتیں ہوں اور یہ سب عادل ہوں۔

(درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ۵۷۱

مسئلہ ۸: پانی کے متعلق کسی مسلم عادل نے یہ خبر دی کہ یہ نجس ہے تو اس سے وضو نہ کرے، بلکہ اگر دوسرا پانی نہ ہو تو تیمّم کرے اور اگر فاسق یا مستور (مستور: یعنی وہ شخص جس کا عادل یا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو۔) نے خبر دی کہ پانی نجس ہے تو تحری (غور) کرے اگر دل پر یہ بات جمتی ہے کہ سچ کہتا ہے تو پانی کو پھینک دے اور تیمّم کرے وضو نہ کرے اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ جھوٹ کہتا ہے تو وضو کرے اور احتیاط یہ ہے کہ وضو کے بعد تیمّم بھی کرلے اور اگر کافر نے نجاست کی خبر دی اور غالب گمان یہ ہے کہ سچ کہتا ہے جب بھی بہتر یہ ہے کہ اسے پھینک دے پھر تیمّم کرے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ۵۷۱

مسئلہ ۹: ایک عادل نے یہ خبر دی کہ پاک ہے اور دوسرے عادل نے نجاست کی خبر دی یا ایک نے خبر دی کہ یہ مسلم کا ذبیحہ ہے اور دوسرے نے یہ کہ مشرک کا ذبیحہ ہے، اس میں بھی تحری کرے، جدھر غالب گمان ہو اُس پر عمل کرے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص ۵۷۳.

بہارِ شریعت
حصہ 16
مفتی محمد امجد علی اعظمی
Web: www.dawateislami.net, Email: maktaba@dawateislami.net

لباس کا بیان

حدیث ۱: امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''تُو جو چاہے کھا اور تو جو چاہے پہن، جب تک دو باتیں نہ ہوں، اسراف وتکبر۔'' "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب قول اللّٰه تعالىٰ: ﴿قل من حرم زينة اللّٰه التي اخرج لعباده﴾، ص٤٩٤.

حدیث ۲: امام احمد ونسائی وابن ماجہ بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو اور پہنو، جب تک اسراف وتکبر کی آمیزش نہ ہو۔'' "سنن ابن ماجه"، كتاب اللباس، باب البس ما شئت... إلخ، الحديث: ٣٦٠٥، ص٢٦٩٣. و "سنن النسائي"، كتاب الزكاة، باب الاختيال في الصدقة، الحديث: ٢٥٦٠، ص٢٢٥٣.

حدیث ۳: صحیح بخاری ومسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حِبرہ بہت پسند تھا۔ یہ ایک قسم کی دھاری دار چادر ہوتی تھی جو یمن میں بنتی تھی۔ "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب البرود والحبر... إلخ، الحديث: ٥٨١٣، ص٤٩٦.

حدیث ٤: ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے چاندنی رات میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سرخ حُلّہ (حُلّہ: چادر وتہبند کے مجموعہ کو کہتے ہیں یعنی جوڑا۔) پہنے ہوئے تھے یعنی اس میں سرخ دھاریاں تھیں، میں کبھی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دیکھتا اور کبھی چاند کو، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھے۔ "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء في الرخصة في لبس الحمرة للرجال، الحديث: ٢٨١١، ص١٩٣٤

حدیث ۵: صحیح بخاری ومسلم میں ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیوند لگی ہوئی کملی اور موٹا تہبند نکالا اور یہ کہا، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی وفات انھیں میں ہوئی۔ "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب الاكسية... إلخ، الحديث: ٥٨١٨، ص٤٩٦. (یعنی بوقت وفات اسی قسم کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔)

حدیث ٦: صحیح بخاری ومسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جو شخص تکبر کے طور پر تہبند گھسیٹے (یعنی اتنا نیچا کرلے کہ زمین سے لگ جائے) اُس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، الحديث: ٥٧٨٨، ص٤٩٤. ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے، ''جو اِترانے کے طور پر کپڑا گھسیٹے گا، اس کی طرف اللہ (عزوجل) نظرِ رحمت نہیں کرے گا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، الحديث: ٥٧٩١، ص٤٩٤. صحیح بخاری کی انھیں سے روایت ہے، کہ ''ایک شخص اترانے کے طور پر تہبند گھسیٹ رہا تھا، زمین میں دھنسا دیا گیا، اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، الحديث: ٥٧٩٠، ص٤٩٤.

حدیث ۷: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''ٹخنوں سے نیچے تہبند کا جو حصہ ہے، وہ آگ میں ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب ما اسفل من الكعبين فهو في النار، الحديث: ٥٧٨٧، ص٤٩٤.

حدیث ۸: ابوداود وابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہے اور اس کے اور ٹخنوں کے درمیان میں ہو، اس میں بھی حرج نہیں اور اس سے جو نیچے ہو آگ میں ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا، جو تہبند کو ازراہِ تکبر گھسیٹے۔'' "سنن ابن ماجه"، كتاب اللباس، باب موضع الازار

اين هو، الحديث: ٣٥٧٣، ص٢٦٩٢ و "مشكاة المصابيح"، كتاب اللباس، الحديث: ٤٣٣١، ج٢، ص٤٧٢.

حدیث ۹: ابوداود ونسائی وابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسبال یعنی کپڑے کے نیچا کرنے کی ممانعت تہبند و قمیص و عمامہ سب میں ہے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، عورتوں کے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: ایک بالشت لٹکا لیں (یعنی آدھی پنڈلی کے نیچے ایک بالشت لٹکائیں) عرض کی، اب تو عورتوں کے قدم کھل جائیں گے، ارشاد فرمایا: ایک ہاتھ لٹکا لیں اس سے زیادہ نہیں۔'' "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في قدر موضع الازار، الحديث: ٤٠٩٤، ص١٥٢٢. و باب في قدر الذيل، الحديث: ٤١١٧، ص١٥٢٣.

حدیث ۱۰: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور میرا تہبند کچھ لٹک رہا تھا، ارشاد فرمایا: ''عبداللہ! اپنے تہبند کو اونچا کرو۔'' میں نے اونچا کر لیا پھر فرمایا: ''زیادہ اونچا کرو۔'' میں نے زیادہ کر لیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ کوشش کرتا رہا۔ کسی نے عبداللہ سے پوچھا، کہاں تک اونچا کیا جائے؟ کہا، نصف پنڈلی تک۔

"صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب تحريم جر الثوب خيلاء.. الخ، الحديث: ٥٤٦٢، ص١٠٥١.

حدیث ۱۱: صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنا کپڑا تکبر سے نیچا کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرا تہبند لٹک جاتا ہے، مگر اس وقت کہ میں پورا خیال رکھوں (یعنی ان کے شکم پر تہبند رکتا نہیں تھا، سرک جاتا تھا)۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''تم ان میں سے نہیں جو براہِ تکبر لٹکاتے ہیں۔'' "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب من جر ازاره من غير خيلاء، الحديث: ٥٧٨٤، ص٤٩٤. (یعنی جو بالقصد تہبند کو نیچا کرتے ہیں، اُن کے لیے وہ وعید ہے۔)

www.dawateislami.net

حدیث ۱۲: ابوداود نے عکرمہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ ان کے تہبند کا حاشیہ پشت قدم پر تھا، میں نے کہا: آپ اس طرح کیوں تہبند باندھتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح تہبند باندھے ہوئے دیکھا ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في قدرموضع الازار، الحديث: ٤٠٩٦، ص١٥٢٢.

حدیث ۱۳: ترمذی و ابوداود نے اسما بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین گٹے تک تھی۔ "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب ما جاء في القميص، الحديث: ٤٠٢٧، ص١٥١٧. و "مشكاة المصابيح"، كتاب اللباس، الحديث: ٤٣٢٩، ج٢، ص٤٧٢.

حدیث ۱۴: امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سپید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاک اور ستھرے ہیں اور انھیں میں اپنے مردے کفناؤ۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند البصريين، حديث سمرة بن جندب، الحديث: ٢٠١٧٤، ج٧، ص٢٦٠.

حدیث ۱۵: ابن ماجہ نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب میں اچھے وہ کپڑے جنھیں پہن کر تم خدا کی زیارت قبروں اور مسجدوں میں کرو، سپید ہیں یعنی سپید کپڑوں میں نماز پڑھنا اور مردے کفنانا اچھا ہے۔''

"سنن ابن ماجه"، كتاب اللباس، باب البياض من الثياب، الحديث: ٣٥٦٨، ص٢٦٩١.

حدیث ۱۶: ترمذی وابوداود نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں: ایک شخص سرخ کپڑے پہنے ہوئے گزرے اور انھوں نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو سلام کیا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے سلام کا جواب نہیں دیا۔" "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء في كراهية لبس المعصفر للرجال، الحديث: ۲۸۰۷، ص۱۹۳۳.

حدیث ۱۷: ابوداود نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ اسماء رضی اللہ تعالٰی عنہا باریک کپڑے پہن کر حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے سامنے آئیں، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے مونھ پھیر لیا اور یہ فرمایا: "اے اسماء! جب عورت بالغ ہوجائے تو اُس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہ دینا چاہیے، سوا مونھ اور ہتھیلیوں کے۔" "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب فيما تبدى المرأة من زينتها، الحديث: ۴۱۰۴، ص۱۵۲۲.

حدیث ۱۸: امام مالک علقمہ بن ابی علقمہ سے وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں، کہ حفصہ بنتِ عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس باریک دوپٹا اوڑھ کر آئیں، حضرت عائشہ نے ان کا دوپٹا پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹا دے دیا۔ "الموطأ" للإمام مالك، كتاب اللباس، باب مايكره للنساء لبسه من الثياب، الحديث: ۱۷۳۹، ج۲، ص۴۱۰

حدیث ۱۹: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عمامہ باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے۔ "جامع الترمذي"، ابواب اللباس، باب في سدل العمامة... إلخ، الحديث: ۱۷۳۶، ص۱۸۲۹

حدیث ۲۰: بیہقی نے شعب الایمان میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "عمامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس کو پیٹھ کے پیچھے لٹکا لو۔"

"شعب الإيمان"، باب في الملابس، فصل في العمائم، الحديث: ۶۲۶۲، ج۵، ص۱۷۶.

www.dawateislami.net

حدیث ۲۱: ترمذی نے رکانہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ "ہمارے اور مشرکین کے مابین یہ فرق ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔"

"جامع الترمذي"، ابواب اللباس، باب العمائم على القلانس، الحديث: ۱۷۸۴، ص۱۸۳۳.

حدیث ۲۲: ترمذی نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے مجھ سے یہ فرمایا: "عائشہ! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے اتنے ہی پر بس کرو جتنا سوار کے پاس توشہ ہوتا ہے اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے بچو اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو، جب تک پیوند نہ لگا لو۔" "جامع الترمذي"، ابواب اللباس، باب ما جاء في ترقيع الثوب، الحديث: ۱۷۸۰، ص۱۸۳۲.

حدیث ۲۳: ابوداود نے ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا سنتے نہیں ہو، کیا سنتے نہیں ہو؟ ردی حالت میں ہونا ایمان سے ہے، ردی حالت میں ہونا ایمان سے ہے۔"

"سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب النهي عن كثير من الارفاه، الحديث: ۴۱۶۱، ص۱۵۲۶

حدیث ۲۴: امام احمد وابوداود وابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے، قیامت کے دن اللہ تعالٰی اُس کو ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔"

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب، الحديث: ۵۶۶۸، ج۲، ص۴۰۳.

لباس شہرت سے مراد یہ ہے کہ تکبر کے طور پر اچھے کپڑے پہنے یا جو شخص درویش نہ ہو، وہ ایسے کپڑے پہنے جس سے لوگ اسے درویش

سمجھیں یا عالم نہ ہو اور علما کے سے کپڑے پہن کر لوگوں کے سامنے اپنا عالم ہونا جتاتا ہے یعنی کپڑے سے مقصود کسی خوبی کا اظہار ہو۔

حدیث ۲۵: ابوداود نے ایک صحابی سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو باوجود قدرت اچھے کپڑے پہننا تواضع کے طور پر چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اس کو کرامت کا حُلّہ پہنائے گا۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب من كظم غيظا، الحديث: ٤٧٧٨، ص١٥٧٥.

حدیث ۲۶: امام احمد ونسائی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے، ایک شخص کو پراگندہ سر دیکھا، جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں، فرمایا: ''کیا اس کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے بالوں کو اکٹھا کرلے اور دوسرے شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا فرمایا: کیا اسے ایسی چیز نہیں ملتی، جس سے کپڑے دھولے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في الخلقان وفي غسل الثوب، الحديث: ٤٠٦٢، ص١٥٢٠.

حدیث ۲۷: ترمذی نے عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندہ پر ظاہر ہو۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء ان الله تعالى يحب ان يرى اثر نعمته على عبده، الحديث: ٢٨١٩، ص١٩٣٤.

حدیث ۲۸: امام احمد ونسائی نے ابوالاحوص سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے کپڑے گھٹیا تھے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''کیا تمھارے پاس مال نہیں ہے؟ میں نے عرض کی، ہاں ہے۔ فرمایا: کس قسم کا مال ہے؟ میں نے عرض کی، خدا کا دیا ہوا ہر قسم کا مال ہے۔ اونٹ، گائے، بکریاں، گھوڑے، غلام۔ فرمایا: جب خدا نے تمھیں مال دیا ہے تو اس کی نعمت وکرامت کا اثر تم پر دکھائی دینا چاہیے۔'' "مشكاة المصابيح"، كتاب اللباس، الحديث: ٤٣٥٢، ج٢، ص٤٧٥.

حدیث ۲۹: صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عمر وانس وابن زبیر وابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو دنیا میں ریشم پہنے گا، وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب لبس الحرير للرجال... إلخ، الحديث: ٥٨٣٤، ص٤٩٧.

حدیث ۳۰: صحیح بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو دنیا میں ریشم پہنے گا، اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب لبس الحرير للرجال... إلخ، الحديث: ٥٨٣٥، ص٤٩٧.

حدیث ۳۱: صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشم پہننے کی ممانعت فرمائی، مگر اتنا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۲ دو انگلیاں بیچ والی اور کلمہ کی انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔'' "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب تحريم لبس الحرير... إلخ، الحديث: ٥٤١١، ص١٠٤٩.

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے، کہ حضرت عمر نے خطبہ میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشم کی ممانعت فرمائی ہے، مگر ۲ دو، یا تین یا چار اُنگلیوں کی برابر یعنی کسی کپڑے میں اتنی چوڑی ریشم کی گوٹ لگائی جاسکتی ہے۔ "صحيح مسلم" كتاب اللباس، باب تحريم لبس الحرير... إلخ، الحديث: ٥٤١٧، ص١٠٤٩

حدیث ۳۲: صحیح مسلم میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، انھوں نے ایک کسروانی جبہ نکالا، جس کا گریبان دیباج کا تھا اور دونوں چاکوں میں دیباج کی گوٹ لگی ہوئی تھی اور یہ کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ ہے جو حضرت عائشہ کے پاس تھا۔ جب حضرت عائشہ کا انتقال ہوگیا میں نے لے لیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اسے پہنا کرتے تھے اور ہم اسے دھو کر بیماروں کو بغرض شفا پلاتے ہیں۔ "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب تحريم لبس الحرير... إلخ، الحديث: ٥٤٠٩، ص١٠٤٨. و "مشكاة المصابيح"، كتاب اللباس، الحديث: ٤٣٢٥، ج٢، ص ٤٧١

حدیث ۳۳: ترمذی و نسائی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سونا اور ریشم میری اُمت کی عورتوں کے لیے حلال ہے اور مردوں پر حرام۔'' "سنن النسائي"، كتاب الزينة من السنن، باب تحريم الذهب على الرجال، الحديث: ٥١٥١، ص٢٤١٨.

حدیث ۳۴: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، فرمایا: ''یہ کافروں کے کپڑے ہیں، انھیں تم مت پہنو۔'' میں نے کہا، انھیں دھو ڈالوں۔ فرمایا: کہ ''جلا دو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر، الحديث: ٥٤٣٤، ٥٤٣٦، ص ١٠٥٠.

حدیث ۳۵: ترمذی ابوالملیح سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندہ کی کھال بچھانے سے منع فرمایا ہے۔ "جامع الترمذي"، ابواب اللباس، باب ماجاء في النهي عن جلود السباع، الحديث: ١٧٧٠، ص١٨٣٢.

حدیث ۳۶: ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب قمیص پہنتے تو دہنے سے شروع کرتے۔ "جامع الترمذي"، ابواب اللباس، باب ماجاء في القمص، الحديث: ١٧٦٦، ص١٨٣١.

www.dawateislami.net

حدیث ۳۷: ترمذی و ابوداود نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے، اُس کا نام لیتے عمامہ یا قمیص یا چادر پھر یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْهِ اَسْأَلُکَ خَیْرَهٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ. "جامع الترمذي"، ابواب اللباس، باب مايقول اذا لبس ثوبا جديدا، الحديث: ١٧٦٧، ص ١٨٣١. (ترجمہ: اے اللہ! عزوجل تیرا شکر ہے جیسے تو نے مجھے یہ (کپڑا) پہنایا، ویسے ہی میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا، اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا ہے، اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔)

حدیث ۳۸: ابوداود نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کپڑا پہنے اور یہ پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ .

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے مجھے یہ (لباس) پہنایا اور میری طاقت و قوت کے بغیر یہ عطا فرمایا۔

تو اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب مايقول اذا لبس ثوبا جديدا، الحديث: ٤٠٢٣، ص١٥١٧. و "المستدرك" للحاكم، كتاب اللباس، باب الدعاء عند فراغ الطعام، الحديث: ٧٤٨٦، ج٥، ص ٢٧٠.

حدیث ۳۹: امام احمد نے ابومطر سے روایت کی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین درہم میں کپڑا خریدا، اُس کو پہنتے وقت یہ پڑھا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ . اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، جس نے مجھے وہ لباس

پہنایا جس سے میں اپنا ستر ڈھانپتا ہوں اوراپنی زندگی میں اس سے زینت کرتا ہوں۔

پھر یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہی پڑھتے ہوئے سنا۔

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند علی بن أبي طالب، الحديث: ۱۳۵۲، ج۱، ص ۳۳۱.

حدیث ٤٠: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ پڑھا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَ تَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ. (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے مجھے وہ لباس عطا فرمایا جس سے میں لوگوں میں زینت کرتا ہوں اور اپنا ستر ڈھانپتا ہوں۔) پھر یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے، کہ جو شخص نیا کپڑا پہنتے وقت یہ پڑھے اور پرانے کپڑے کو صدقہ کردے، وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے کنف و حفظ و ستر میں رہے گا۔ "جامع الترمذي"، احاديث شتى من ابواب الدعوات، الحديث: ۳۵٦۰، ص۲۰۱۸. تینوں لفظ کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اُس کا حافظ و نگہبان ہے۔

حدیث ٤١: امام احمد و ابو داود نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جس قوم سے تشبہ کرے، وہ انھیں میں سے ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، الحديث: ٤٠٣١، ص١٥١٨. یہ حدیث ایک اصل کلی ہے۔ لباس و عادات و اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہیے اور کن سے نہیں کرنی چاہیے۔ کفار و فساق و فجار سے مشابہت بری ہے اور اہل صلاح و تقویٰ کی مشابہت اچھی ہے پھر اس تشبہ کے بھی درجات ہیں اور انھیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں۔ کفار و فساق سے تشبہ کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہے، مسلمان اپنے کو ان لوگوں سے ممتاز رکھے کہ پہچانا جاسکے اور غیر مسلم کا شبہ اس پر نہ ہوسکے۔

www.dawateislami.net

حدیث ٤٢: ابو داود نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں سے تشبہ کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں۔ "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في لباس النساء، الحديث: ٤٠٩٧، ص١٥٢٢.

حدیث ٤٣: ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت کی، جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی، جو مردانہ لباس پہنتی ہے۔ "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في لباس النساء، الحديث: ٤٠٩٨، ص١٥٢٢.

حدیث ٤٤: ابو داود و عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''نہ میں سرخ زین پوش پر سوار ہوتا ہوں اور نہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنتا ہوں اور نہ وہ قمیص پہنتا ہوں، جس میں ریشم کا کف لگا ہوا ہو (یعنی چار انگل سے زائد) سن لو! مردوں کی خوشبو وہ ہے، جس میں بو ہو اور رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے، جس میں رنگ ہو، بو نہ ہو۔'' "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب من كرهه، الحديث: ٤٠٤٨، ص١٥١٩.

یعنی مردوں میں خوشبو مقصود ہوتی ہے، اس کا رنگ نمایاں نہ ہونا چاہیے کہ بدن یا کپڑے رنگین ہوجائیں اور عورتیں ہلکی خوشبو استعمال کریں کہ یہاں زینت مقصود ہوتی ہے اور یہ رنگین خوشبو مثلاً خلوق سے حاصل ہوتی ہے، تیز خوشبو سے خواہ مخواہ لوگوں کی نگاہیں اٹھیں گی۔

حدیث ۴۵: ترمذی نے ابورمثہ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دو[2] سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء في الثوب الاخضر، الحديث: ۲۸۱۲، ص۱۹۳٤.

حدیث ۴۶: ابوداود نے دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں چند قبطی کپڑے لائے گئے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایک مجھے دیا اور یہ فرمایا: کہ "اس کے دوٹکڑے کرلو، ایک ٹکڑے کی قمیص بنوالو اور ایک اپنی بی بی کو دے دینا، وہ اوڑھنی بنالے گی۔" جب یہ چلے تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ "اپنی بی بی سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا لگالے تاکہ بدن نہ جھلکے۔" "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في لبس القباطي... إلخ، الحديث: ٤١١٦، ص١٥٢٣.

حدیث ۴۷: صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بچھونا جس پر آرام فرماتے تھے، چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔" "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب التواضع في اللباس... إلخ، الحديث: ٥٤٤٧، ص١٠٥٠.

مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔" "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب التواضع في اللباس... إلخ، الحديث: ٥٤٤٦، ص١٠٥٠

حدیث ۴۸: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "ایک بچھونا مرد کے لیے اور ایک اُس کی زوجہ کے لیے اور تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے۔" "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب كراهة مازاد على الحاجة... إلخ، الحديث: ٥٤٥٢، ص١٠٥١ یعنی گھر کے آدمیوں اور مہمانوں کے لیے بچھونے جائز ہیں اور حاجت سے زیادہ نہ چاہیے۔

www.dawateislami.net

مسئلہ ۱: اتنا لباس جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی سردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور یہ کہ جبکہ اللہ (عزوجل) نے دیا ہے تو اُس کی نعمت کا اظہار کیا جائے۔ یہ مستحب ہے خاص موقع پر مثلاً جمعہ یا عید کے دن عمدہ کپڑے پہننا مباح ہے۔ اس قسم کے کپڑے روز نہ پہنے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اترانے لگے اور غریبوں کو جن کے پاس ایسے کپڑے نہیں ہیں نظر حقارت سے دیکھے، لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔

اور تکبر کے طور پر جو لباس ہو وہ ممنوع ہے، تکبر ہے یا نہیں اس کی شناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے اپنی جو حالت پاتا تھا اگر پہننے کے بعد بھی وہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ ان کپڑوں سے تکبر پیدا نہیں ہوا۔ اگر وہ حالت اب باقی نہیں رہی تو تکبر آ گیا۔ لہٰذا ایسے کپڑے سے بچے کہ تکبر بہت بری صفت ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص٥٧٩

مسئلہ ۲: بہتر یہ ہے کہ اونی یا سوتی یا کتان کے کپڑے بنوائے جائیں جو سنت کے موافق ہوں، نہ نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوں نہ بہت گھٹیا، بلکہ متوسط (درمیانہ۔) قسم کے ہوں کہ جس طرح بہت اعلیٰ درجہ کے کپڑوں سے نمود (نمائش۔) ہوتی ہے، بہت گھٹیا کپڑے پہننے سے بھی نمائش ہوتی ہے۔ لوگوں کی نظریں اُٹھتی ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی صاحبِ کمال اور تارک الدنیا شخص ہیں۔ سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اس کی تعریف آئی ہے اور سیاہ کپڑے بھی بہتر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ معظّمہ میں تشریف لائے تو سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا۔ سبز کپڑوں کو بعض کتابوں میں سنت لکھا ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص٥٧٩

مسئلہ ۳: سنت یہ ہے کہ دامن کی لمبائی آدھی پنڈلی تک ہو اور آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو۔ (ردالمحتار) المرجع السابق۔ اس زمانہ میں بہت سے مسلمان پاجامہ کی جگہ جانگھیا (یعنی نیکر۔ گھٹنوں سے اوپر کا پاجامہ۔) پہننے لگے ہیں۔ اس کے ناجائز ہونے میں کیا کلام کہ گھٹنے کا کھلا ہونا حرام ہے اور بہت لوگوں کے کُرتے کی آستینیں کہنی کے اوپر ہوتی ہیں یہ بھی خلافِ سنت ہے اور یہ دونوں کپڑے نصاریٰ کی تقلید میں پہنے جاتے ہیں، اس چیز نے ان کی قباحت میں اور اضافہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے، کہ وہ کفار کی تقلید اور ان کی وضع قطع سے بچیں۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد جو آپ نے لشکریوں کے لیے بھیجا تھا، جن میں بیشتر حضرات صحابۂ کرام تھے، اس کو مسلمان پیش نظر رکھیں اور عمل کی کوشش کریں اور وہ ارشاد یہ ہے: اِيَّاكُمْ وَزِيَّ الْاَعَاجِمِ "المقاصد الحسنة" للسخاوي، حرف الهمزة، رقم: ۲۷۲، ص۱٤۲. عجمیوں کے بھیس سے بچو، ان جیسی وضع قطع نہ بنالینا۔

مسئلہ ٤: ریشم کے کپڑے مرد کے لیے حرام ہیں، بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں حرام ہیں اور جنگ کے موقع پر بھی نرے ریشم کے کپڑے حرام ہیں، ہاں اگر تانا سوت ہو اور بانا ریشم تو لڑائی کے موقع پر پہننا جائز ہے اور اگر تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو تو ہر شخص کے لیے ہر موقع پر جائز ہے۔ مجاہد اور غیر مجاہد دونوں پہن سکتے ہیں۔ لڑائی کے موقع پر ایسا کپڑا پہننا جس کا بانا ریشم ہو اس وقت جائز ہے جبکہ کپڑا موٹا ہو اور اگر باریک ہو تو ناجائز ہے کہ اس کا جو فائدہ تھا، اس صورت میں حاصل نہ ہوگا۔ (ہدایہ، درمختار) "الدرالمختار" كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۰. و "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ج۲، ص۳٦٥

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

مسئلہ ۵: تانا ریشم ہو اور بانا سوت، مگر کپڑا اس طرح بنایا گیا ہے کہ ریشم ہی ریشم دکھائی دیتا ہے تو اس کا پہننا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس ما يكره... إلخ، ج۵، ص۳۳۱ بعض قسم کی مخمل ایسی ہوتی ہے کہ اس کے روئیں ریشم کے ہوتے ہیں، اس کے پہننے کا بھی یہی حکم ہے، اس کی ٹوپی اور صدری (یعنی واسکٹ۔) وغیرہ نہ پہنی جائے۔

مسئلہ ٦: ریشم کے بچھونے پر بیٹھنا، لیٹنا اور اس کا تکیہ لگانا بھی ممنوع ہے، اگرچہ پہننے میں بہ نسبت اس کے زیادہ برائی ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس ما يكره... إلخ، ج۵، ص۳۳۱. مگر درمختار میں اسے مشہور کے خلاف بتایا ہے "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۷. اور ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہے۔

مسئلہ ۷: ٹسر، کہ ایک قسم کے ریشم کا نام ہے، بھاگلپوری کپڑے ٹسر کے کہلاتے ہیں۔ وہ موٹا ریشم ہوتا ہے، اس کا حکم بھی وہی ہے، جو باریک ریشم کا ہے۔ کاشی سلک اور چینا سلک بھی ریشم ہی ہے، اس کے پہنے کا بھی وہی حکم ہے۔ سن اور رام بانس کے کپڑے جو بظاہر بالکل ریشم معلوم ہوتے ہوں، ان کا پہننا اگرچہ ریشم کا پہننا نہیں ہے مگر اس سے بچنا چاہیے۔ خصوصاً علما کو کہ لوگوں کو بدظنی کا موقع ملے گا یا دوسروں کو ریشم پہننے کا ذریعہ بنے گا۔ اس زمانہ میں کیلے کا ریشم چلا ہے۔ یہ ریشم نہیں ہے بلکہ کسی درخت کی چھال سے اس کو بناتے ہیں اور یہ بہت ظاہر طور پر شناخت میں آتا ہے، اس کو پہننے میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۸: ریشم کا لحاف اوڑھنا ناجائز ہے کہ یہ بھی لبس میں داخل ہے۔ ریشم کے پردے دروازوں پر لٹکانا مکروہ ہے۔ کپڑے بیچنے والے نے ریشم کے کپڑے کندھے پر ڈال لیے جیسا کہ پھیری کرنے والے کندھوں پر ڈال لیا کرتے ہیں، یہ ناجائز نہیں کہ یہ پہننا نہیں ہے اور اگر جبہ یا کرتہ ریشم کا ہو اور اُس کی آستینوں میں ہاتھ ڈال لیے، اگرچہ بیچنے ہی کے لیے لے جارہا ہے یہ ممنوع ہے۔

(عالمگیری) ''الفتاوی الهندية''، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس ما يكره... إلخ، ج٥، ص ٣٣١.

مسئلہ ۹: عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے اگرچہ خالص ریشم ہواس میں سوت کی بالکل آمیزش نہ ہو۔ (عامۂ کتب) المرجع السابق

مسئلہ ۱۰: مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگل تک کی جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز، یعنی اس کی چوڑائی چار انگل تک ہو، لمبائی کا شمار نہیں۔ اسی طرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم سے بُنا ہو جیسا کہ بعض عمامے یا چادروں یا تہبند کے کنارے اس طرح کے ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار انگل تک کا کنارہ ہو تو جائز ہے، ورنہ ناجائز۔ (درمختار، ردالمحتار) ''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص ٥٨٠. یعنی جبکہ اس کنارہ کی بناوٹ بھی ریشم کی ہو اور اگر سوت کی بناوٹ ہو تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔ عمامہ یا چادر کے پلّو ریشم سے بُنے ہوں تو چونکہ بانا ریشم کا ہونا ناجائز ہے، لہٰذا یہ پلّو بھی چار انگل تک کا ہی ہونا چاہیے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۱: آستین یا گریبان یا دامن کے کنارہ پر ریشم کا کام ہو تو وہ بھی چار انگل ہی تک ہو صدری یا جبہ کا ساز ریشم کا ہو تو چار انگل تک جائز ہے اور ریشم کی گھنڈیاں بھی جائز ہیں۔ ٹوپی کا طرہ بھی چار انگل کا جائز ہے، پائجامہ کا نیفہ بھی چار انگل تک کا جائز ہے، اچکن یا جبہ میں شانوں اور پیٹھ پر ریشم کے پان یا کیری چار انگل تک کے جائز ہیں۔ (ردالمحتار) ''ردالمحتار''، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص ٥٨١ یہ حکم اس وقت ہے کہ پان وغیرہ مغرق ہوں کہ کپڑا دکھائی نہ دے اور اگر مغرق نہ ہوں تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲: ریشم کے کپڑے کا پیوند کسی کپڑے میں لگایا اگر یہ پیوند چار انگل تک کا ہو جائز ہے اور زیادہ ہو تو ناجائز۔ ریشم کو روئی کی طرح کپڑے میں بھر دیا گیا مگر ابرا (یعنی دوہرے کپڑے کی اوپری تہ۔) اور استر (یعنی دوہرے کپڑے کی نیچے کی تہ۔) دونوں سوتی ہوں تو اس کا پہننا جائز ہے اور اگر ابرا یا استر دونوں میں سے کوئی بھی ریشم ہو تو ناجائز ہے۔ اسی طرح ٹوپی کا استر بھی ریشم کا ناجائز ہے اور ٹوپی میں ریشم کا کنارہ چار انگل تک جائز ہے۔ (ردالمحتار) ''ردالمحتار''، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص ٥٨١

مسئلہ ۱۳: ٹوپی میں لیس لگائی گئی یا عمامہ میں گوٹا لچکا لگایا گیا، اگر یہ چار انگل سے کم چوڑا ہے جائز ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۱٤: متفرق جگہوں پر ریشم کا کام ہے، تو اس کو جمع نہیں کیا جائے گا یعنی اگر ایک جگہ چار انگل سے زیادہ نہیں ہے مگر جمع کریں تو زیادہ ہو جائے گا یہ ناجائز نہیں، لہٰذا کپڑے کی بناوٹ میں جگہ جگہ ریشم کی دھاریاں ہوں تو جائز ہے، جبکہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ چوڑی کوئی دھاری نہ ہو۔ یہی حکم نقش ونگار کا ہے کہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ نہ ہونا چاہیے اور اگر پھول یا کام اس طرح بنایا ہے کہ ریشم ہی ریشم نظر آتا ہو جس کو مغرق کہتے ہیں، جس میں کپڑا نظر ہی نہیں آتا تو اس کام کو متفرق نہیں کہا جاسکتا۔ اس قسم کا ریشم یا زری کا کام ٹوپی یا اچکن یا صدری یا کسی کپڑے پر ہو اور چار انگل سے زائد ہو تو ناجائز ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) ''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص ٥٨٢. دھاریوں کے لیے چار انگل سے زیادہ نہ ہونا، اس وقت ضروری ہے کہ بانے میں دھاریاں ہوں اور اگر تانے میں ہوں اور بانا سوت ہو تو چار انگل سے زیادہ ہونے کی صورت میں بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵: کپڑا اس طرح بُنا گیا کہ ایک تاگا سوت ہے اور ایک ریشم، مگر دیکھنے میں بالکل ریشم معلوم ہوتا ہے یعنی سوت نظر نہیں آتا یہ ناجائز ہے۔ (ردالمحتار) ''ردالمحتار''، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص ٥٨٢

مسئلہ ۱٦: سونے چاندی سے کپڑا بُنا جائے جیسا کہ بنارسی کپڑے میں زری بنی جاتی ہے۔ کمخواب اور پوت میں زری ہوتی ہے

اوراسی طرح بنارسی عمامہ کے کنارے اور دونوں طرف کے حاشیے زری کے ہوتے ہیں ان کا یہ حکم ہے کہ اگر ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ہوتو ناجائز ہے، ورنہ جائز، مگر کمخواب اور پوت میں چونکہ تانابانا (وہ دھاگے جو کپڑا بُننے میں لمبائی اور چوڑائی میں دیئے جاتے ہیں۔) دونوں ریشم ہوتا ہے، لہٰذا زری اگر چہ چار انگل سے کم ہو، جب بھی ناجائز ہے۔

ہاں اگر سوتی کپڑا ہوتا یا تانا ریشم اور بانا سوت ہوتا اور اُس میں زری بنی جاتی تو چار انگل تک جائز ہوتا۔ جیسا کہ عمامہ سوت کا ہوتا ہے اور اس میں زری بنی جاتی ہے، اس کا یہی حکم ہے کہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ناجائز ہے، یہ حکم مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے ریشم اور سونا چاندی پہننا جائز ہے، ان کے لیے چار انگل کی تخصیص نہیں۔ اسی طرح عورتوں کے لیے گوٹے لچکے، اگر چہ کتنے ہی چوڑے ہوں جائز ہیں اور مغرق اور غیر مغرق کا فرق بھی مردوں ہی کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے مطلقاً جائز ہے۔ (المستفاد من ردالمحتار)

"ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۲. وغیرہ

مسئلہ ۱۷: زری کی بناوٹ کا جو حکم ہے وہی اس کے نقش و نگار کا بھی ہے، اب بھی زری کی ٹوپیاں بعض لوگ پہنتے ہیں، اگر کام کے درمیان سے کپڑا نظر آتا ہو تو چونکہ ایک جگہ چار انگل نہیں ہے جائز ہے اور مغرق ہو کہ بالکل کام لسا ہوا ہو تو چار انگل سے زیادہ ناجائز ہے۔ اسی طرح کامدانی (یعنی وہ ریشمی کپڑا جس پر سونے چاندی کے تاروں سے بوٹے کاڑھے گئے ہوں۔) کہ کپڑا زری کے کام سے چھپ گیا ہو تو چار انگل سے زیادہ جب ایک جگہ ہو ناجائز ہے، ورنہ جائز۔

مسئلہ ۱۸: کمر کی پیٹی ریشم کی ہو تو ناجائز ہے اور اگر سوتی ہو، اس میں ریشم کی دھاری ہو اور چار انگل تک ہو تو جائز ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، کلابتو (یعنی چاندی یا سونے کے تاروں کی ڈور۔) کی پیٹی ناجائز ہے۔ بعض رؤسا اپنے سپاہیوں اور چپراسیوں کی پیٹیاں اس قسم کی بنواتے ہیں، ان کو بچنا چاہیے۔

www.dawateislami.net

مسئلہ ۱۹: ریشم کی مچھردانی مردوں کے لیے بھی جائز ہے، کیونکہ اس کا استعمال پہننے میں داخل نہیں۔

(درمختار) "الدرالمختار" کتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸۳.

مسئلہ ۲۰: ریشم کے کپڑے میں تعویذ سی کر گلے میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا ناجائز ہے کہ یہ پہننے میں داخل ہے۔ اسی طرح سونے اور چاندی میں رکھ کر پہننا بھی ناجائز ہے اور چاندی یا سونے ہی پر تعویذ کھدا ہوا ہو، یہ بدرجۂ اَولیٰ ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲۱: ریشم کی ٹوپی اگر چہ عمامہ کے نیچے ہو، یہ بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح زری کی ٹوپی بھی ناجائز ہے، اگر چہ عمامہ کے نیچے ہو۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸٤ زریں کلاہ جو افغانی اور سرحدی اور پنجابی عمامہ کے نیچے پہنتے ہیں اور وہ مغرق ہوتی ہے اور اس کا کام چار انگل سے زیادہ ہوتا ہے یہ ناجائز ہے، ہاں اگر چار انگل یا کم ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۲۲: ریشم کا کمربند ممنوع ہے۔ ریشم کے ڈورے میں تسبیح گوندھی جائے تو اُس کو گلے میں ڈالنا منع ہے۔ اسی طرح گھڑی کا ڈورا ریشم کا ہو تو اس کو گلے میں ڈالنا یا ریشم کی چین کاج میں ڈال کر لٹکانا بھی ممنوع ہے، ریشم کا ڈورا یا فیتا کلائی پر باندھنا بھی منع ہے۔ ان سب میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ یہ چیز چار انگل سے کم ہے کیونکہ یہ چیز پوری ریشم کی ہے۔ سونے چاندی کی زنجیر گھڑی میں لگا کر اس کو گلے میں پہننا یا کاج میں لٹکانا یا کلائی پر باندھنا منع ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۸٤. بلکہ دوسری دھات مثلاً تانبے، پیتل، لوہے وغیرہ کی چینوں کا بھی یہی حکم ہے، کیونکہ ان دھاتوں کا بھی پہننا ناجائز ہے اور اگر

ان چیزوں کولٹکایا نہیں اور نہ کلائی پر باندھا بلکہ جیب میں پڑی رہتی ہیں تو ناجائز نہیں کہ ان کے پہننے سے ممانعت ہے، جیب میں رکھنا منع نہیں۔

مسئلہ ۲۳: قرآن مجید کا جزدان ایسے کپڑے کا بنایا جس کا پہننا ممنوع ہے تو اس میں قرآن مجید رکھ سکتا ہے، مگر اُس میں فیتا لگا کر گلے میں ڈالنا ممنوع ہے یعنی ممانعت اُسی صورت میں ہے کہ جزدان ریشم یا زری کا ہو۔ (ردالمحتار) المرجع السابق، ص ٥٨٥

مسئلہ ۲٤: ریشم کی تھیلی میں روپیہ رکھنا منع نہیں، ہاں اس کو گلے میں لٹکانا منع ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص ٥٨٤

مسئلہ ۲۵: ریشم کا بٹوا گلے میں لٹکانا منع ہے اور اُس میں چھالیا، تمباکو رکھ کر اُسے جیب میں رکھنا اور اُس میں سے کھانا منع نہیں کہ اُس کا پہننا منع ہے نہ کہ مطلقاً استعمال اور زری کے بٹوے کا مطلقاً استعمال منع ہے، کیونکہ سونے چاندی کا مطلقاً استعمال منع ہے، اس میں سے چھالیا، تمباکو کھانا بھی منع ہے۔

مسئلہ ۲٦: فصاد فصد لیتے وقت (یعنی فصد کھولنے والا، رگ سے خون نکالتے وقت۔) پٹی باندھتا ہے تا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں، یہ پٹی ریشم کی ہو تو مرد کو باندھنا ناجائز ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس ما يكره... إلخ، ج٥، ص ٣٣٢.

مسئلہ ۲۷: ریشم کے مُصلّے پر نماز پڑھنا حرام نہیں۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص ٥٨٥. مگر اس پر پڑھنا نہ چاہیے۔

مسئلہ ۲۸: مکان کو ریشم، چاندی، سونے سے آراستہ کرنا مثلاً دیواروں، دروازوں پر ریشمی پردے لٹکانا اور جگہ جگہ قرینہ سے سونے چاندی کے ظروف وآلات (یعنی برتن اور اوزار۔) رکھنا، جس سے مقصود محض آرائش و زیبائش ہو تو کراہت ہے اور اگر تکبر و تفاخر سے ایسا کرتا ہے تو ناجائز ہے۔ "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص ٥٨٥. (ردالمحتار) غالباً کراہت کی وجہ یہ ہوگی کہ ایسی چیزیں اگرچہ ابتداء تکبر سے نہ ہوں، مگر بالآخر عموماً ان سے تکبر پیدا ہو جایا کرتا ہے۔

مسئلہ ۲۹: فقہا و علما کو ایسے کپڑے پہننے چاہیے کہ وہ پہچانے جائیں تا کہ لوگوں کو ان سے استفادہ کا موقع ملے اور علم کی وقعت لوگوں کے ذہن نشین ہو۔ (ردالمحتار) ("ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص ٥٨٦.) اور اگر اُس کو اپنا ذاتی تشخص و امتیاز مقصود ہو تو یہ مذموم ہے۔

مسئلہ ۳۰: کھانے کے وقت بعض لوگ گھٹنوں پر کپڑا ڈال لیتے ہیں تا کہ اگر شوربا ٹپکے تو کپڑے خراب نہ ہوں، جو کپڑا گھٹنوں پر ڈالا گیا اگر ریشم ہے تو ناجائز ہے۔ ریشم کا رومال ناک وغیرہ پونچھنے یا وضو کے بعد ہاتھ مونھ پونچھنے کے لیے جائز ہے یعنی جبکہ اس سے پونچھنے کا کام لے، رومال کی طرح اُسے نہ رکھے اور تکبر بھی مقصود نہ ہو۔ (ردالمحتار) المرجع السابق، ص ٥٨٧ ـ ٥٨٨.

مسئلہ ۳۱: سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا جائز ہے، جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص ٥٨٦ یعنی جبکہ بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے، جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔

مسئلہ ۳۲: آشوب چشم (یعنی آنکھ دُکھنا۔) کی وجہ سے مونھ پر سیاہ ریشم کا نقاب ڈالنا جائز ہے کہ یہ عذر کی صورت ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص ٥٨٦. اس زمانے میں رنگین چشمے بکتے ہیں، جو دھوپ اور روشنی کے موقع پر لگائے

جاتے ہیں، ایسا چشمہ ہوتے ہوئے ریشم کے استعمال کی ضرورت نہیں رہتی۔

مسئلہ ۳۳: نابالغ لڑکوں کو بھی ریشم کے کپڑے پہنانا حرام ہے اور گناہ پہنانے والے پر ہے۔ (عالمگیری) (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع في اللبس، ج۵، ص۳۳۱.)

مسئلہ ۳۴: کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے گہرا رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے۔ عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں، ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد، سرخ، دھانی، بسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے، خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔ (درمختار، ردالمحتار) (''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الحظر و الإباحۃ، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۹۰.) اور یہ ممانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تشبہ ہوتا ہے اس وجہ سے ممانعت ہے، لہٰذا اگر یہ علت نہ ہو تو ممانعت بھی نہ ہوگی، مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عمامہ رنگا جاسکتا ہے اور کرتہ پاجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو عمامہ کو جائز کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ۔

مسئلہ ۳۵: جس کے یہاں میت ہوئی اسے اظہارِ غم میں سیاہ کپڑے پہننا، ناجائز ہے۔ (عالمگیری) (''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع في اللبس، ج۵، ص۳۳۳.) سیاہ بلے لگانا بھی ناجائز ہے کہ اولاً تو وہ سوگ کی صورت ہے، دوم یہ کہ نصاریٰ کا یہ طریقہ ہے۔

ایام محرم میں یعنی پہلی محرم سے بارھویں تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں، سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے اور سبز کہ یہ مبتدعین یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے اور سُرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے، کہ وہ معاذ اللہ اظہارِ مسرت کے لیے سُرخ پہنتے ہیں۔ (اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ)

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

مسئلہ ۳۶: اون اور بالوں کے کپڑے انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ سب سے پہلے سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ کپڑے پہنے۔ حدیث میں ہے کہ اون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منور کرو کہ یہ دنیا میں مذلّت ہے اور آخرت میں نور ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

اور صوف یعنی اون کے کپڑے، اولیائے کاملین اور بزرگانِ دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اگرچہ ان کے جسم پر کالی کملی ہوتی، مگر دل مخزن انوار الٰہی اور معدن اسرار نامتناہی ہوتا، مگر اس زمانے میں اون کے کپڑے بہت بیش قیمت ہوتے ہیں اور ان کا شمار لباسہائے فاخرہ میں ہوتا ہے، یہ چیزیں فقرا اور غربا کو کہاں ملیں، انھیں تو امرا اور رؤسا استعمال کرتے ہیں۔

فقہا اور حدیث کا مقصد غالباً ان بیش قیمت اونی کپڑوں سے پورا نہ ہوگا، بلکہ وہی معمولی دیسی کمبل جو کم وقعت سمجھے جاتے ہیں، ان کے استعمال سے وہ بات پوری ہوگی۔

مسئلہ ۳۷: پاجامہ پہننا سنت ہے، کیونکہ اس میں بہت زیادہ ستر عورت ہے۔ (عالمگیری) (المرجع السابق.) اس کو سنت بایں معنی کہا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پہنا۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہبند پہنا کرتے تھے، پاجامہ پہننا ثابت نہیں۔

مسئلہ ۳۸: مرد کو ایسا پاجامہ پہننا جس کے پائنچے کے اگلے حصے پشت قدم پر رہتے ہوں مکروہ ہے۔ کپڑوں میں اسبال یعنی اتنا نیچا کرتہ، جبہ، پاجامہ، تہبند پہننا کہ ٹخنے چھپ جائیں ممنوع ہے، یہ کپڑے آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنے تک ہوں یعنی ٹخنے نہ چھپنے پائیں۔(عالمگیری) ("الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس، ج٥، ص٣٣٣.)

مگر پاجامہ یا تہبند بہت اونچا پہننا آج کل وہابیوں کا طریقہ ہے، لہٰذا اتنا اونچا بھی نہ پہنے کہ دیکھنے والا وہابی سمجھے۔ اس زمانے میں بعض لوگوں نے پاجامے بہت نیچے پہننے شروع کردیے ہیں کہ ٹخنے تو کیا ایڑیاں بھی چھپ جاتی ہیں، حدیث میں اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے، یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: ''ٹخنے سے جو نیچا ہو، وہ جہنم میں ہے۔''

"صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب ما اسفل من الكعبين فهو في النار، الحديث: ٥٧٨٧، ص٤٩٤

اور بعض لوگ اتنا اونچا پہنتے ہیں کہ گھٹنے بھی کھل جاتے ہیں جس کو نیکر کہتے ہیں، یہ نصرانیوں سے سیکھا ہے، اونچا پہنتے ہیں تو گھٹنے کھول دیتے ہیں اور نیچا پہنتے ہیں تو ایڑیاں چھپادیتے ہیں۔ افراط وتفریط سے علیحدہ ہوکر مسنون طریقہ نہیں اختیار کرتے۔

بعض لوگ چوڑی دار پاجامہ پہنتے ہیں، اس میں بھی ٹخنے چھپتے ہیں اور عضو کی پوری ہیأت نظر آتی ہے۔ عورتوں کو بالخصوص چوڑی دار پاجامہ نہیں پہننا چاہیے، عورتوں کے پاجامے ڈھیلے ڈھالے ہوں اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں، ان کے لیے جہاں تک پاؤں کا زیادہ حصہ چھپے اچھا ہے۔

مسئلہ ۳۹: موٹے کپڑے پہننا اور پرانا ہوجائے تو پیوند لگا کر پہننا اسلامی طریقہ ہے۔(عالمگیری)

("الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس، ج٥، ص٣٣٣.) حدیث میں فرمایا: کہ ''جب تک پیوند لگا کر پہن نہ لو، کپڑے کو پرانا نہ سمجھو۔''

www.dawateislami.net

اور بہت باریک کپڑے نہ پہنے جس سے بدن کی رنگت جھلکے، خصوصاً تہبند کہ اگر یہ باریک ہے تو سترِ عورت نہ ہوسکے گا۔ اس زمانہ میں ایک یہ بلا بھی پیدا ہوگئی ہے کہ ساڑی کا تہبند پہنتے ہیں جس سے بالکل سترِ عورت نہیں ہوتا اور اسی کو پہن کر بعض لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں اور ان کی نماز بھی نہیں ہوتی کہ سترِ عورت نماز میں فرض ہے۔ بعض لوگ پاجامہ اور تہبند کی جگہ دھوتی باندھتے ہیں، دھوتی باندھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے اور اس سے سترِ عورت بھی نہیں ہوتا، چلنے میں ران کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے اور نظر آتا ہے۔

مسئلہ ۴۰: سدل یعنی سر یا شانے پر کپڑا ڈال کر اس کے کنارے لٹکائے رکھنا نماز میں مکروہ ہے، جس کا بیان گزر چکا مگر نماز میں نہ ہو تو مکروہ ہے یا نہیں اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر کرتہ یا پاجامہ یا تہبند پہنے ہوئے ہے اور چادر کو سر یا شانوں سے لٹکادیا تو مکروہ نہیں اور اگر کرتہ نہیں پہنے ہوئے ہے تو سدل مکروہ ہے۔(عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس، ج٥، ص٣٣٣.

مسئلہ ۴۱: پوستین (یعنی کھال کا کوٹ یا کرتہ۔) پہننا جائز ہے۔ بزرگانِ دین، علما و مشائخ نے پہنی ہے۔ جو جانور حلال نہیں، اگر اس کو ذبح کرلیا ہو یا اس کے چمڑے کی دباغت کرلی ہو تو اُس کی پوستین بھی پہنی جاسکتی ہے اور اس کی ٹوپی اوڑھی جاسکتی ہے، مثلاً لومڑی کی پوستین یا سمور کی پوستین کہ بلی کی شکل کا ایک جانور ہوتا ہے جس کی پوستین بنائی جاتی ہے۔ اسی طرح سنجاب کی پوستین، یہ گھونس (یعنی بڑے چوہے۔) کی شکل کا جانور ہوتا ہے۔(عالمگیری) ("الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس، ج٥، ص٣٣٣.)

مسئلہ ۴۲: درندہ جانور شیر چیتا وغیرہ کی پوستین میں بھی حرج نہیں اس کو پہن سکتے ہیں، اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (عالمگیری) (المرجع السابق.) اگرچہ افضل اس سے بچنا ہے۔ حدیث میں ''چیتے کی کھال پر سوار ہونے کی ممانعت آئی ہے۔'' "المصنف"

لعبد الرزاق، كتاب الطهارة، باب جلود السباع، رقم: ٢٢٠، ج١، ص٥٤.

مسئلہ ٤٣: ناک مونھ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا یا وضو کے بعد ہاتھ مونھ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا جائز ہے، اسی طرح پسینہ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا جائز ہے اور اگر براہ تکبر ہو تو منع ہے۔ (عالمگیری) ("الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس، ج٥، ص٣٣٣.)

عمامہ کا بیان

عمامہ باندھنا سنت ہے، خصوصاً نماز میں کہ جو نماز عمامہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہے، اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔ عمامہ کے متعلق چند حدیثیں اوپر ذکر کی جاچکی ہیں۔

مسئلہ ١: عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکا لے۔ شملہ کتنا ہونا چاہیے اس میں اختلاف ہے، زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔ (عالمگیری) ("الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس، ج٥، ص٣٣٠.) بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے، یہ سنت کے خلاف ہے اور بعض شملہ کو اوپر لا کر عمامہ میں گھرس دیتے ہیں، یہ بھی نہ چاہیے خصوصاً حالتِ نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔

مسئلہ ٢: عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے، بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اُسی طرح اودھیڑا جائے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس... إلخ، ج٥، ص٣٣٠

مسئلہ ٣: ٹوپی پہننا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق. مگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام عمامہ بھی باندھتے تھے یعنی عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی اور یہ فرمایا: کہ ''ہم میں اور اُن میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب اللباس، باب العمائم على القلانس، الحديث: ١٧٨٤، ص١٨٣٣. یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں اور وہ صرف عمامہ ہی باندھتے ہیں، اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے۔ چنانچہ یہاں کے کفار بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے۔

بعض نے حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہے، مگر یہ قول صحیح نہیں کیونکہ مشرکینِ عرب بھی عمامہ باندھا کرتے تھے۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔ "مرقاة المفاتيح" للقاري، كتاب اللباس، الباب الثاني، تحت الحديث: ٤٣٤٠، ج٨، ص١٤٨. بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے، اس سے زیادہ بڑا نہ رکھے۔ بعض لوگ بہت بڑے بڑے عمامے باندھتے ہیں، ایسا نہ کرے کہ سنت کے خلاف ہے۔ مارواڑ کے علاقے میں بہت سے لوگ پگڑیاں باندھتے ہیں، جو بہت کم چوڑی ہوتی ہیں اور چالیس پچاس گز لمبی ہوتی ہیں، اس طرح کی پگڑیاں مسلمان نہ باندھیں۔

متفرق مسائل: بزرگانِ دین، اولیا و صالحین کے مزاراتِ طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے، جبکہ یہ مقصود ہو کہ صاحبِ مزار کی وقعت نظر عوام میں پیدا ہو، اُن کا ادب کریں اُن کے برکات حاصل کریں۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٩٩.

مسئلہ ٤: یادداشت کے لیے یعنی اس غرض سے کہ بات یاد رہے بعض لوگ رومال یا کمر بند میں گرہ لگا لیتے ہیں یا کسی جگہ انگلی وغیرہ پر ڈورا باندھ لیتے ہیں، یہ جائز ہے اور بلا وجہ ڈورا باندھ لینا مکروہ ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في

اللبس، ج۹، ص۵۹۹.

مسئلہ ۵: گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے، جبکہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسماء الٰہیہ (اللہ تعالیٰ کے ناموں۔) یا ادعیہ (دعاؤں۔) سے تعویذ کیا جائے اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے، اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں، جو زمانۂ جاہلیت میں کیے جاتے تھے، اسی طرح تعویذات اور آیات و احادیث و ادعیہ کو رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز ہے۔ جنب و حائض و نفسا بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں، بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ غلاف میں ہوں۔ (درمختار، ردالمحتار)

"ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۶۰۰.

مسئلہ ۶: بچھونے یا مُصلّے پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اس کو استعمال کرنا ناجائز ہے۔ یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کاڑھی گئی ہو (یعنی کڑھائی کی گئی ہو۔) یا روشنائی سے لکھی ہو، اگرچہ حروف مفردہ لکھے ہوں کیونکہ حروف مفردہ (یعنی جُدا جُدا لکھے ہوئے حروف۔) کا بھی احترام ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۶۰۰. اکثر دسترخوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دسترخوانوں کو استعمال میں لانا، اُن پر کھانا کھانا نہ چاہیے۔ بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں، ان کا بھی استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۷: بعض کاشتکار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی پر لگا دیتے ہیں، اس سے مقصود نظرِ بد سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے کیونکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی، اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اُس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی، ایسا کرنا ناجائز نہیں کیونکہ نظر کا لگنا صحیح ہے، احادیث سے ثابت ہے، اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرے یہ کہے:

تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْہِ .

یا اردو میں یہ کہدے کہ اللہ (عزوجل) برکت کرے۔ اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۶۰۱

جوتا پہننے کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: کہ "جوتے بکثرت استعمال کرو کہ آدمی جب تک جوتے پہنے ہوئے ہے، گویا وہ سوار ہے یعنی کم تھکتا ہے۔" "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب استحباب لبس النعال... إلخ، الحديث: ۵۴۹۴، ص۱۰۵۳.

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے ایسی نعلین پہنے دیکھا، جن میں بال نہ تھے۔ "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب النعال السبتية وغيرها، الحديث: ۵۸۵۱، ص۴۹۹.

حدیث ۳: صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نعلین میں دو قبال تھے۔ "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب قبالان في نعل... إلخ، الحديث: ۵۸۵۷، ص۴۹۹. یعنی انگلیوں کے مابین دو تسمے تھے۔

حدیث ٤: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "جب جوتا پہنے تو پہلے دہنے پاؤں میں پہنے اور جب اوتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اُتارے کہ دہنا پہننے میں پہلے ہو اور اُتارنے میں پیچھے۔" "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۱۰۰۱۰، ج۳، ص۴۹٤.

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''ایک جوتا پہن کر نہ چلے، دونوں اتار دے یا دونوں پہن لے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب لايمشي في نعل واحدة، الحديث: ٥٨٥٥، ص٤٩٩

حدیث ۶: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو فقط ایک جوتا پہن کر نہ چلے بلکہ تسمہ کو درست کرلے اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب النهى عن اشتمال الصماء، الحديث: ٥٥٠٠، ص١٠٥٣.

حدیث ۷: ترمذی نے جابر سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا۔ "جامع الترمذي"، ابواب اللباس، باب ماجاء في كراهية ان ينتعل الرجل وهو قائم، الحديث: ١٧٧٥، ص١٨٣٢.

یہ حکم ان جوتوں کا ہے جن کو کھڑے ہو کر پہننے میں دقت ہوتی ہے، جن میں تسمے باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح بوٹ جوتا بھی بیٹھ کر پہنے کہ اس میں بھی فیتہ باندھنا پڑتا ہے اور کھڑے ہو کر باندھنے میں دشواری ہوتی ہے اور جو اس قسم کے نہ ہوں جیسے سلیم شاہی یا پمپ یا وہ چپل جس میں تسمہ باندھنا نہیں ہوتا، ان کو کھڑے ہو کر پہننے میں مضایقہ نہیں۔

حدیث ۸: ترمذی نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی ایک نعل پہن کر بھی چلے ہیں۔ "جامع الترمذي"، ابواب اللباس، باب ماجاء في الرخصة في المشي... إلخ، الحديث: ١٧٧٧، ص١٨٣٢ یہ بیان جواز کے لیے ہوگا یا دو ایک قدم چلنا ہوا ہوگا مثلاً حجرے کا دروازہ کھولنے کے لیے۔

حدیث ۹: ابوداود نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی، کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردوں کی طرح) جوتے پہنتی ہے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في لباس النساء... إلخ، الحديث: ٤٠٩٩، ص١٥٢٢

یعنی عورتوں کو مردانہ جوتا نہیں پہننا چاہیے، بلکہ وہ تمام باتیں جن میں مردوں اور عورتوں کا امتیاز ہوتا ہے، ان میں ہر ایک کو دوسرے کی وضع اختیار کرنے سے ممانعت ہے، نہ مرد عورت کی وضع اختیار کرے، نہ عورت مرد کی۔

حدیث ۱۰: ابوداود نے عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ کسی نے فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، کہ کیا بات ہے کہ آپ کو پراگندہ سر دیکھتا ہوں؟ انھوں نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو کثرتِ ارفاہ یعنی بنے سنورے رہنے سے منع فرماتے تھے۔ اُس نے کہا، کیا بات ہے کہ آپ کو ننگے پاؤں دیکھتا ہوں؟ انھوں نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو حکم فرماتے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں۔ "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب النهى عن كثير من الارفاه... إلخ، الحديث: ٤١٦٠، ص١٥٢٦.

مسئلہ ۱: بال کے چمڑے کی جوتیاں جائز ہیں، بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض مرتبہ اس قسم کی نعلین استعمال فرمائی ہیں۔ لوہے کی کیلوں سے سلے ہوئے جوتے جائز ہیں، بلکہ اس زمانے میں ایسے بہت جوتے بنتے ہیں جن کی سلائی کیلوں سے ہوتی ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس... إلخ، ج٥، ص٣٣٣.

انگوٹھی اور زیور کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ ارادہ فرمایا کہ کسریٰ وقیصر ونجاشی کوخطوط لکھے جائیں تو کسی نے یہ عرض کی، کہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط کو قبول نہیں کرتے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، جس میں یہ نقش تھا ''محمد رسول اللہ۔'' "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب في اتخاذ النبي صلى الله عليه وسلم خاتما... إلخ، الحديث: ٥٤٨٢، ص١٠٥٢

امام بخاری کی روایت میں ہے، کہ ''انگوٹھی کا نقش تین سطر میں تھا۔ ایک سطر میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، دوسری میں رسول، تیسری میں اللہ (عزوجل)۔'' "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب هل يجعل نقش الخاتم ثلاثة اسطر... إلخ، الحديث: ٥٨٧٨، ص٥٠٠.

حدیث ۲: صحیح بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب لبس النبي صلى الله عليه وسلم خاتما، الحديث: ٥٤٧٧، ص١٠٥٢.

اور ایک روایت میں ہے، کہ اس کو دہنے ہاتھ میں پہنا پھر اس کو پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی، جس میں یہ نقش تھا۔ محمد رسول اللہ اور یہ فرمایا: کہ ''کوئی شخص میری انگوٹھی کے نقش کے موافق اپنی انگوٹھی میں نقش کندہ نہ کرائے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب انگوٹھی پہنتے تو نگینہ ہتھیلی کی طرف ہوتا۔ "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال... إلخ، الحديث: ٥٤٧٤، ص١٠٥٢

حدیث ۳: صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اُس کا نگینہ بھی تھا۔ "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب فص الخاتم، الحديث: ٥٨٧٠، ص٥٠٠.

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

حدیث ٤: صحیح بخاری ومسلم میں انھیں سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دہنے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ حبشی ساخت کا تھا اور نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے۔ "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب في خاتم الورق فصه حبشي، الحديث: ٥٤٨٧، ص١٠٥٣

حدیث ٥: مسلم کی روایت انھیں سے ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی یعنی بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں۔ "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب في لبس الخاتم في الخنصر من اليد، الحديث: ٥٤٨٩، ص١٠٥٣.

حدیث ٦: صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں یا اس میں یعنی بیچ والی میں یا کلمہ کی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے مجھے منع فرمایا۔ "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب النهي عن التختم في الوسطى... إلخ، الحديث: ٥٤٩٣، ص١٠٥٣.

حدیث ۷: ابن ماجہ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابوداود ونسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الخاتم، باب ماجاء في التختم في اليمين أو اليسار، الحديث: ٤٢٢٦، ص١٥٣٠. اور ابوداود نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الخاتم، باب ماجاء في التختم في اليمين أو اليسار، الحديث: ٤٢٢٧، ص١٥٣٠.

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی دہنے میں پہنی اور کبھی بائیں میں، مگر بیہقی نے کہا کہ دہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا منسوخ ہے۔ انظر: "التوشيح شرح الجامع الصحيح" للسيوطي، كتاب اللباس، باب من جعل فص الخاتم في بطن كفه، تحت الحديث: ٥٨٧٦، ج٨، ص٣٥٩٨.

حدیث ۸: ابوداود ونسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دہنے ہاتھ میں ریشم لیا اور بائیں ہاتھ میں سونا پھر یہ فرمایا: کہ ''یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں''

''سنن أبي داود''، كتاب اللباس، باب في الحرير للنساء... إلخ، الحديث: ٤٠٥٧، ص١٥١٩.

حدیث ۹: صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قسی (یہ ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہے) اور کسم کے رنگے ہوئے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا۔''صحيح مسلم''، كتاب اللباس، باب النهى عن لبس الرجل الثوب المعصفر، الحديث: ٥٤٣٧، ص١٠٥٠.

حدیث ۱۰: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اُس کو اُتار کر پھینک دیا اور یہ فرمایا: کہ کیا کوئی اپنے ہاتھ میں انگارہ رکھتا ہے؟ جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لے گئے۔ کسی نے ان سے کہا، اپنی انگوٹھی اٹھالو اور کسی کام میں لانا۔ انھوں نے کہا، خدا کی قسم! میں اُسے کبھی نہ لوں گا، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے پھینک دیا۔ ''صحيح مسلم''، كتاب اللباس، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال... إلخ، الحديث: ٥٤٧٢، ص١٠٥٢.

حدیث ۱۱: ابوداود ونسائی نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چیتے کی کھال پر سوار ہونے سے اور سونا پہننے سے ممانعت فرمائی، مگر ریزہ ریزہ کرکے یعنی اگر کپڑے میں سونے کے باریک باریک ریزہ لگائے جائیں تو ممنوع نہیں۔''سنن أبي داود''، كتاب الخاتم، باب ماجاء في الذهب للنساء... إلخ، الحديث: ٤٢٣٩، ص١٥٣١.

حدیث ۱۲: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ موطا میں فرماتے ہیں، کہ بچوں کو سونا پہنانا برا جانتا ہوں، کیونکہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے ممانعت فرمائی۔'' ''الموطأ'' للإمام مالك، كتاب اللباس، باب ماجاء في لبس الثياب المصبغة والذهب، الحديث: ١٧٣٧، ج٢، ص٤٠٩. لہٰذا مردوں کے لیے برا ہے، چھوٹے اور بڑے دونوں کے لیے۔

حدیث ۱۳: ترمذی وابوداود ونسائی نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''کیا بات ہے کہ تم سے بُت کی بو آتی ہے؟ انھوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ اسے بھی پھینکا اور عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی ہو۔''

''سنن أبي داود''، كتاب الخاتم، باب ماجاء في خاتم الحديد، الحديث: ٤٢٢٣، ص١٥٣٠.

ترمذی کی روایت میں ہے کہ لوہے کے بعد سونے کی انگوٹھی پہن کر آئے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''کیا بات ہے کہ تم کو جنتیوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں۔'' ''جامع الترمذي''، ابواب اللباس، باب ماجاء في خاتم الحديد، الحديث: ١٧٨٥، ص١٨٣٣. یعنی سونا تو اہلِ جنت جنت میں پہنیں گے۔

حدیث ۱٤: ابوداود ونسائی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دس چیزوں کو برا بتاتے تھے:

1- زردی یعنی مرد کو خلوق استعمال کرنا۔

2- سپید بالوں میں سیاہ خضاب کرنا۔

3- تہبند لٹکانا۔

4- سونے کی انگوٹھی پہننا۔

5- بے محل عورت کا زینت کو ظاہر کرنا یعنی شوہر اور محارم کے سوا دوسروں کے سامنے اظہارِ زینت۔

6- پانسا پھینکنا یعنی چوسر اور شطرنج وغیرہ کھیلنا۔

7- جھاڑ پھونک کرنا، مگر معوذات سے یعنی جس میں ناجائز الفاظ ہوں ان سے جھاڑ پھونک منع ہے۔ اور

8- تعویذ باندھنا یعنی وہ تعویذ باندھنا جس میں خلاف شرع الفاظ ہوں۔ اور

9- پانی کو غیر محل میں گرانا یعنی وطی کے بعد منی کو باہر گرانا کہ یہ آزاد عورت میں بغیر اجازت ناجائز ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد لواطت ہو۔ اور

10- بچہ کو فاسد کردینا، مگر اس دسویں کو حرام نہیں کیا یعنی بچہ کے دودھ پینے کے زمانے میں اس کی ماں سے وطی کرنا کہ اگر وہ حاملہ ہوگئی تو بچہ خراب ہوجائے گا۔ "سنن أبي داود"، كتاب الخاتم، باب ماجاء في خاتم الذهب، الحديث: ٤٢٢٢، ص ١٥٣٠

حدیث ۱۵: ابوداود نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں: کہ ہمارے یہاں کی لونڈی حضرت زبیر کی لڑکی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لائی اور اُس کے پاؤں میں گھنگرو تھے۔ حضرت عمر نے انھیں کاٹ دیا اور فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے، کہ "ہر گھنگرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔"

"سنن أبي داود"، كتاب الخاتم، باب ماجاء في الجلاجل، الحديث: ٤٢٣٠، ص ١٥٣٠.

حدیث ۱٦: ابوداود نے روایت کی، کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک لڑکی آئی، جس کے پاؤں میں گھنگرو بج رہے تھے، فرمایا: کہ اسے میرے پاس نہ لانا، جب تک اس کے گھنگرو کاٹ نہ لینا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے، کہ "جس گھر میں جرس یعنی گھنٹی یا گھنگرو ہوتے ہیں، اس میں فرشتے نہیں آتے۔"

"سنن أبي داود"، كتاب الخاتم، باب ماجاء في الجلاجل، الحديث: ٤٢٣١، ص ١٥٣٠.

مسئلہ ۱: مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے، جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے۔ تلوار کا حلیہ چاندی کا جائز ہے یعنی اس کے نیام اور قبضہ یا پرتلے (یعنی وہ پیٹی یا چوڑا تسمہ جس میں تلوار لٹکی رہتی ہے۔) میں چاندی لگائی جاسکتی ہے، بشرطیکہ وہ چاندی موضع استعمال میں نہ ہو۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص ٥٩٢.

مسئلہ ۲: انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہے، دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے، مثلاً لوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہا ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ عورت سونا بھی پہن سکتی ہے اور مرد نہیں پہن سکتا۔

حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں پیتل کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم سے بُت کی بُو آتی ہے؟ انھوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟ انھوں نے اس کو بھی اتار دیا اورعرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: کہ ''چاندی کی اوراس کوایک مثقال پورا نہ کرنا۔''

(درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٩٣. "سنن أبي داود"، كتاب الخاتم، باب ماجاء في خاتم الحديد، الحديث: ٤٢٢٣، ص ١٥٣٠.

مسئلہ ۳: بعض علمانے یشب (یعنی ایک قیمتی پتھر کا نام جو مائل بہ سبزی ہوتا ہے۔) اورعقیق (یعنی ایک سرخ رنگ کا قیمتی پتھر۔) کی انگوٹھی جائز بتائی اور بعض نے ہر قسم کے پتھر کی انگوٹھی کی اجازت دی اور بعض ان سب کی ممانعت کرتے ہیں۔
لہٰذا احتیاط کا تقاضایہ ہے کہ چاندی کے سواہر قسم کی انگوٹھی سے بچا جائے، خصوصاً جبکہ صاحبِ ہدایہ جیسے جلیل القدر کا میلان ان سب کے عدم جواز (یعنی ناجائز ہونے۔) کی طرف ہے۔

مسئلہ ٤: انگوٹھی سے مراد حلقہ ہے نگینہ نہیں، نگینہ ہر قسم کے پتھر کا ہوسکتا ہے۔ عقیق، یاقوت، زمرد، فیروزہ وغیرہا سب کا نگینہ جائز ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٩٥.

مسئلہ ٥: جب ان چیزوں کی انگوٹھیاں مردوعورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں تو ان کا بنانا اور بیچنا بھی ممنوع ہوا کہ یہ ناجائز کام پر اعانت (مدد۔) ہے۔ ہاں بیع کی ممانعت ویسی نہیں جیسی پہننے کی ممانعت ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٩٥.

www.dawateislami.net

مسئلہ ٦: لوہے کی انگوٹھی پر چاندی کا خول چڑھا دیا کہ لوہا بالکل نہ دکھائی دیتا ہو، اس انگوٹھی کے پہننے کی ممانعت نہیں۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب العاشر في... إلخ، ج٥، ص٣٣٥. اس سے معلوم ہوا کہ سونے کے زیوروں میں جو بہت لوگ اندر تانبے یا لوہے کی سلاخ رکھتے ہیں اوراوپر سے سونے کا پتّر چڑھا دیتے ہیں، اس کا پہننا جائز ہے۔

مسئلہ ۷: انگوٹھی کے نگینہ میں سوراخ کر کے اس میں سونے کی کیل ڈال دینا جائز ہے۔
(ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ج٤، ص٣٦٧

مسئلہ ۸: انگوٹھی اُنھیں کے لیے مسنون ہے جن کو مہر کرنے کی حاجت ہوتی ہے، جیسے سلطان وقاضی اور علما جو فتوی پر مہر کرتے ہیں، ان کے سوادوسروں کے لیے جن کو مہر کرنے کی حاجت نہ ہو مسنون نہیں مگر پہننا جائز ہے۔
(عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب العاشر في... إلخ، ج٥، ص٣٣٥.

مسئلہ ۹: مرد کو چاہیے کہ اگر انگوٹھی پہنے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھے اورعورتیں نگینہ ہاتھ کی پشت کی طرف رکھیں کہ ان کا پہننا زینت کے لیے ہے اور زینت اسی صورت میں زیادہ ہے کہ نگینہ باہر کی جانب رہے۔
(ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ج٤، ص٣٦٧.

مسئلہ ۱۰: دہنے یا بائیں جس ہاتھ میں چاہیں انگوٹھی پہن سکتے ہیں اور چھنگلیا میں پہنی جائے۔
(درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٥٩٦.

مسئلہ ۱۱: انگوٹھی پر اپنا نام کندہ کرا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا نام پاک بھی کندہ کرا سکتا ہے، مگر ''محمد رسول اللہ'' یعنی یہ عبارت کندہ نہ کرائے کہ یہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی انگشتری پر تین سطروں میں کندہ تھی، پہلی سطر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، دوسری رسول، تیسری اسم جلالت اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرما دیا تھا: کہ کوئی دوسرا شخص اپنی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ نہ کرائے۔ نگینہ پر انسان یا کسی جانور کی تصویر کندہ نہ کرائے۔ (درمختار، ردالمحتار) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲: انگوٹھی وہی جائز ہے جو مردوں کی انگوٹھی کی طرح ہو یعنی ایک نگینہ کی ہو اور اگر اس میں کئی نگینے ہوں تو اگرچہ وہ چاندی ہی کی ہو، مرد کے لیے ناجائز ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۹۷ اسی طرح مردوں کے لیے ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا یا چھلے پہننا بھی ناجائز ہے کہ یہ انگوٹھی نہیں، عورتیں چھلے پہن سکتی ہیں۔

مسئلہ ۱۳: ہلتے ہوئے دانتوں کو سونے کے تار سے بندھوانا جائز ہے اور اگر کسی کی ناک کٹ گئی ہو تو سونے کی ناک بنوا کر لگا سکتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں ضرورت کی وجہ سے سونے کو جائز کہا گیا، کیونکہ چاندی کے تار سے دانت باندھے جائیں یا چاندی کی ناک لگائی جائے تو اس میں تعفن (بدبو۔) پیدا ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: دانت گر گیا اسی دانت کو سونے یا چاندی کے تار سے بندھوا سکتا ہے، دوسرے شخص کا دانت اپنے میں نہیں لگا سکتا۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب العاشر في... إلخ، ج٥، ص٣٣٦.

مسئلہ ۱۵: لڑکوں کو سونے چاندی کے زیور پہنانا حرام ہے اور جس نے پہنایا، وہ گنہگار ہوگا۔ اسی طرح بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بلا ضرورت مہندی لگانا ناجائز ہے۔ عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے، مگر لڑکے کو لگائے گی تو گنہگار ہوگی۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۹۸.

برتن چھپانے اور سونے کے وقت کے آداب

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رات کی ابتدائی تاریکی آجائے یا یہ فرمایا کہ جب شام ہو جائے تو بچوں کو سمیٹ لو کہ اُس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں پھر جب ایک گھڑی رات چلی جائے، اب اُنھیں چھوڑ دو اور بسم اللہ کہہ کر دروازے بند کر لو کہ اس طرح جب دروازہ بند کیا جائے تو شیطان نہیں کھول سکتا اور بسم اللہ کہہ کر مشکوں کے دہانے باندھو اور بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھانک دو، ڈھانکو نہیں تو یہی کرو کہ اس پر کوئی چیز آڑی کر کے رکھ دو اور چراغوں کو بجھا دو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب استحباب تخمير الاناء وهو تغطيته... إلخ، الحديث: ٥٢٥٠، ص١٠٣٨.

اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے، کہ ''برتن چھپا دو اور مشکوں کے مونھ بند کر دو اور دروازے بھیڑ دو اور بچوں کو سمیٹ لو، شام کے وقت کیونکہ اس وقت جن منتشر ہوتے ہیں اور اُچک لیتے ہیں اور سوتے وقت چراغ بجھا دو کہ کبھی چوہا بتی گھسیٹ کر لے جاتا ہے اور گھر جل جاتا ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب في شراب احدكم... إلخ، الحديث: ٣٣١٦، ص٢٦٧.

مسلم کی ایک روایت میں ہے، ''برتن چھپا دو اور مشک کا مونھ باندھ دو اور دروازے بند کر دو اور چراغ بجھا دو کہ شیطان مشک کو نہیں کھولے گا اور نہ دروازہ اور برتن کھولے گا، اگر کچھ نہ ملے تو بسم اللہ کہہ کر ایک لکڑی آڑی کر کے رکھ دے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الاشربة، باب استحباب تخمير الاناء وهو تغطيته... إلخ، الحديث: ٥٢٤٦، ص١٠٣٨.

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، کہ ''سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے کہ اس میں وبا اترتی ہے، جو برتن چھپا ہوا نہیں ہے یا مشک کا

مونھ باندھا ہوا نہیں ہے، اگر وہاں سے وہ وبا گزرتی ہے تو اس میں اتر جاتی ہے۔'' ''صحيح مسلم''، كتاب الاشربة، باب استحباب تخمير الاناء وهو تغطيته... إلخ، الحديث: ٥٢٥٥، ص١٠٣٨

حدیث ۲: امام احمد و مسلم و ابوداود نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آفتاب ڈوب جائے تو جب تک عشا کی سیاہی جاتی نہ رہے اپنے چوپایوں اور بچوں کو نہ چھوڑو، کیونکہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں۔'' ''صحيح مسلم''، كتاب الاشربة، باب استحباب تخمير الاناء وهو تغطيته... إلخ، الحديث: ٥٢٥٣، ص١٠٣٨.

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ مت چھوڑا کرو۔'' ''صحيح البخاري''، كتاب الاستئذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم، الحديث: ٦٢٩٣، ص ٥٣٠.

حدیث ٤: صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ مدینہ میں ایک مکان رات میں جل گیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''یہ آگ تمھاری دشمن ہے، جب سویا کرو تو بجھا دیا کرو۔'' ''صحيح البخاري''، كتاب الاستئذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم، الحديث: ٦٢٩٤، ص ٥٣٠.

حدیث ۵: شرح السنہ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جب رات میں کتے کا بھونکنا اور گدھے کی آواز سنو تو اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم پڑھو کہ وہ اُس چیز کو دیکھتے ہیں جس کو تم نہیں دیکھتے اور جب پہچل بند ہو جائے (یعنی جب لوگوں کی آمد ورفت بند ہو جائے۔) تو گھر سے کم نکلو کہ اللہ عزوجل رات میں اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے، زمین پر منتشر کرتا ہے۔'' ''شرح السنة''، كتاب الاشربة، باب ايكاء الاسقية و تخمير الآنية، الحديث: ٢٩٥٤، ج٦، ص ١٤١ ـ ١٤٢.

بیٹھنے اور سونے اور چلنے کے آداب

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍۚ ○ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ۠ ○ ﴾

پ ۲۱، لقمٰن: ۱۸ ـ ۱۹.

''(لقمان نے بیٹے سے کہا) کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ ٹیڑھا نہ کر اور زمین پر اتراتا نہ چل، بے شک اللہ (عزوجل) کو پسند نہیں ہے کوئی اترانے والا، فخر کرنے والا اور میانہ چال چل اور اپنی آواز پست کر، بے شک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی آواز ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ○ ﴾ پ ۱۵، بنی اسرآءیل: ۳۷.

''اور زمین میں اتراتا نہ چل، بے شک تو ہرگز نہ تو زمین چیر ڈالے گا اور نہ تو بلندی میں پہاڑوں کو پہنچے گا۔''

﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ○ ﴾ پ ۱۹، الفرقان: ٦٣ ـ ٦٤.

''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں، جاہل جب ان سے مخاطبہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں: سلام اور وہ جو اپنے رب

کے لیے سجدہ اور قیام میں رات گزارتے ہیں۔"

اور فرماتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ ﴾ پ۲۸، المجادلة: ۱۱.

"اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دے دو، اللہ (عزوجل) تم کو جگہ دے گا اور جب کہا جائے اوٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو، اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں اور علم والوں کو درجوں بلند کرے گا۔"

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایسا نہ کرے کہ ایک شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اوٹھا کر خود بیٹھ جائے ولیکن ہٹ جایا کرو اور جگہ کشادہ کردیا کرو۔" "صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب تحريم اقامة الانسان من موضعه... إلخ، الحديث: ۵۶۸۴، ص۱۰۶۵. یعنی بیٹھنے والوں کو یہ چاہیے کہ آنے والے کے لیے سرک جائیں اور جگہ دے دیں کہ وہ بھی بیٹھ جائے یا یہ کہ آنے والا کسی کو نہ اٹھائے بلکہ ان سے کہے کہ سرک جاؤ، مجھے بھی جگہ دیدو۔

صحیح بخاری میں یہ بھی مذکور ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسے مکروہ جانتے تھے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ جائے اور یہ اس کی جگہ پر بیٹھیں۔ "صحيح البخاري"، كتاب الاستئذان، باب لا يقيم الرجل الرجل من مجلسه، الحديث: ۶۲۷۰، ص۵۲۸. حضرت ابن عمر کا یہ فعل کمال ورع سے تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا جی نہ چاہتا ہو اور محض ان کی خاطر سے جگہ چھوڑ دی ہو۔

حدیث ۲: ابوداود نے سعید بن ابی الحسن سے روایت کی، کہتے ہیں: کہ ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس ایک شہادت میں آئے۔ ایک شخص ان کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ گیا، انھوں نے اس جگہ پر بیٹھنے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ "کوئی شخص ایسے شخص کے کپڑے سے ہاتھ پونچھے جس کو یہ کپڑا پہنایا نہیں ہے۔" "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في الرجل يقوم للرجل من مجلسه، الحديث: ۴۸۲۷، ص۱۵۷۸.

اس حدیث میں بھی اگرچہ یہ نہیں ہے کہ ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو اس کی جگہ سے اٹھایا ہو، بلکہ وہ شخص خود اٹھ گیا تھا اور بظاہر یہ صورت ممانعت کی نہیں ہے مگر یہ کمال احتیاط ہے کہ انھوں نے اس صورت میں بھی بیٹھنا گوارا نہ کیا کہ اگرچہ اٹھنے کو کہا نہیں مگر اٹھنا چونکہ انھیں کے لیے ہوا، لہٰذا یہ خیال کیا کہ کہیں یہ بھی اٹھانے ہی کے حکم میں نہ ہو۔

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر گیا، پھر آ گیا تو اس جگہ کا وہی حق دار ہے۔" "صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب اذا قام من مجلسه ثم عاد فهو احق به، الحديث: ۵۶۸۹، ص۱۰۶۵. یعنی جبکہ جلد آجائے۔

حدیث ۴: ابوداود نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیٹھتے اور ہم لوگ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس بیٹھتے اور اٹھ کر تشریف لے جاتے مگر واپسی کا ارادہ ہوتا تو نعلین مبارک یا کوئی چیز وہاں چھوڑ جاتے اس سے صحابہ کو یہ پتا چلتا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لائیں گے اور سب لوگ ٹھہرے رہتے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب اذا قام من مجلسه ثم رجع، الحديث: ۴۸۵۴، ص۱۵۷۹

حدیث ۵: ترمذی وابوداود نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ’’کسی کو یہ حلال نہیں کہ دو شخصوں کے درمیان جدائی کردے (یعنی دونوں کے درمیان میں بیٹھ جائے)مگر ان کی اجازت سے۔‘‘ ”جامع الترمذي“، ابواب الادب، باب ماجاء في كراهية الجلوس... إلخ، الحديث: ٢٧٥٢، ص١٩٢٩.

حدیث ۶: بیہقی نے شعب الایمان میں واثلہ بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص رسول للہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مسجد میں تشریف فرما تھے۔اس کے لیے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنی جگہ سے سرک گئے اس نے عرض کیا، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جگہ کشادہ موجود ہے، (حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو سرکنے اور تکلیف فرمانے کی ضرورت نہیں)۔ارشاد فرمایا: ’’مسلم کا یہ حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے، اس کے لیے سرک جائے۔‘‘ ”شعب الإيمان“، باب في مقاربة وموادة اهل الدين، فصل في قيام المرء... إلخ، الحديث: ٨٩٣٣، ج٦، ص٤٦٨.

حدیث ۷: رزین نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ’’رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں بیٹھتے دونوں ہاتھوں سے احتبا کرتے۔‘‘ ”مشكاة المصابيح“، كتاب الآداب، باب الجلوس... إلخ، الحديث: ٤٧١٣، ج٣، ص٢١.

احتبا کی صورت یہ ہے کہ آدمی سرین کو زمین پر رکھ دے اور گھٹنے کھڑے کرکے دونوں ہاتھوں سے گھیر لے اور ایک ہاتھ کو دوسرے سے پکڑ لے اس قسم کا بیٹھنا تواضع اور انکسار میں شمار ہوتا ہے۔

حدیث ۸: ابوداود نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: کہ’’ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز فجر پڑھ لیتے چار زانو بیٹھے رہتے، یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح طلوع ہوجاتا۔‘‘ ”سنن أبي داود“، كتاب الادب، باب في الرجل يجلس متربعا، الحديث: ٤٨٥٠، ص١٥٧٩.

www.dawateislami.net

حدیث ۹: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب کوئی شخص سایہ میں ہو اور سایہ سمٹ گیا کچھ سایہ میں ہوگیا کچھ دھوپ میں تو وہاں سے اٹھ جائے۔‘‘

”سنن أبي داود“، كتاب الادب، باب في الجلوس بين الشمس... إلخ، الحديث: ٤٨٢١، ص١٥٧٨.

حدیث ۱۰: ابوداود نے عمرو بن شرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں: میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ بائیں ہاتھ کو پیٹھ کے پیچھے کرلیا اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کی گدی پر ٹیک لگائی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور یہ فرمایا: ’’کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو، جن پر خدا کا غضب ہے۔‘‘

”سنن أبي داود“، كتاب الادب، باب في الجلسة المكروهة، الحديث: ٤٨٤٨، ص١٥٧٩.

حدیث ۱۱: ابوداود نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہاں بیٹھ جاتے جہاں مجلس ختم ہوتی یعنی مجلس کے کنارہ پر بیٹھتے اسے چیر کر اندر نہیں گھستے۔ ”سنن أبي داود“، كتاب الادب، باب في التحلق، الحديث: ٤٨٢٥، ص١٥٧٨

حدیث ۱۲: طبرانی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب کوئی شخص کسی قوم کے پاس آئے اور اس کی خوشنودی کے لیے وہ لوگ جگہ میں وسعت کردیں، تو اللہ عزوجل پر حق ہے کہ ان کو راضی کرے۔‘‘ ”كنزالعمال“، كتاب الصحبة، رقم: ٢٥٣٧٠، ج٩، ص٥٨.

حدیث ۱۳: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''چند کلمات ہیں کہ جو شخص مجلس سے فارغ ہوکران کو تین مرتبہ کہہ لے گا۔ اللہ تعالٰی اس کے گناہ مٹادے گا اور جو شخص مجلس خیر و مجلس ذکر میں ان کو کہے گا، تو اللہ عزوجل ان کو اس خیر پر مہر کردے گا، جس طرح کوئی شخص انگوٹھی سے مہر کرتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ.''

"سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في كفارة المجلس، الحديث: ٤٨٥٧، ص١٥٧٩.

حدیث ۱٤: حاکم نے مستدرک میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگ دیر تک کسی جگہ بیٹھے اور بغیر ذکر اللہ اور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود پڑھے وہاں سے متفرق ہوگئے۔ انھوں نے نقصان کیا اگر اللہ عزوجل چاہے عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔

"المستدرك"، كتاب الدعاء و التكبير... إلخ، باب ما عمل آدمي من عمل... إلخ، الحديث: ١٨٦٩، ج٢، ص١٦٨.

حدیث ۱۵: بزار نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بیٹھو جوتے اتارلو تمھارے قدم آرام پائیں گے۔'' "كنزالعمال"، كتاب الصحبة، رقم: ٢٥٣٩٠، ج٩، ص٥٩.

حدیث ۱٦: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا ہے، جبکہ چت لیٹا ہو۔ "صحيح مسلم"، كتاب اللباس... إلخ، باب النهى عن اشتمال الصماء... إلخ، الحديث: ٥٥٠١، ص١٠٥٣.

حدیث ۱۷: صحیح بخاری و مسلم میں عباد بن تمیم سے روایت ہے، وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے میں نے دیکھا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا تھا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الاستئذان، باب الاستلقاء، الحديث: ٦٢٨٧، ص٥٣٠.

یہ بیان جواز کے لیے ہے اور اس صورت میں کہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو، اور پہلی حدیث اس صورت میں ہے کہ ستر کھلنے کا اندیشہ ہو۔ مثلاً آدمی تہبند پہنے ہو اور چت لیٹ کر ایک پاؤں کھڑا کرکے اس پر دوسرے کو رکھے تو ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر پاؤں پھیلا کر ایک کو دوسرے پر رکھے تو اس صورت میں کھلنے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

حدیث ۱۸: شرح سنہ میں ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب رات میں منزل میں اوترتے تو دہنی کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح سے کچھ ہی پہلے اوترتے تو دہنے ہاتھ کو کھڑا کرتے اور اس کی ہتھیلی پر سر رکھ کر لیٹتے۔'' "شرح السنة"، كتاب الاستئذان، باب كيفية النوم، الحديث: ٣٢٥٢، ج٦، ص٣٨٠.

حدیث ۱۹: ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بائیں کروٹ پر تکیہ لگائے ہوئے دیکھا۔ "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء، في الاتكاء، الحديث: ٢٧٧٠، ص١٩٣٠.

حدیث ۲۰: ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا، فرمایا: ''اس طرح لیٹنے کو اللہ (عزوجل) پسند نہیں کرتا۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء، في كراهية الاضطجاع على البطن، الحديث: ٢٧٦٨، ص١٩٣٠.

حدیث ۲۱: ابوداود وابن ماجہ نے طخفہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، (یہ اصحاب صفہ میں سے تھے) کہتے ہیں، سینے کی بیماری کی وجہ سے میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک کوئی شخص اپنے پاؤں سے مجھے حرکت دیتا ہے اور یہ کہتا ہے: کہ ''اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتا ہے۔'' میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في الرجل ينبطح على بطنه، الحديث: ٥٠٤٠، ص١٥٩١

حدیث ۲۲: ابن ماجہ نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرمایا: ''اے جندب (یہ حضرت ابوذر کا نام ہے) یہ جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب الادب، باب النهي عن الاضطجاع على الوجه، الحديث: ٣٧٢٤، ص٢٦٩٩ یعنی اس طرح کافر لیٹتے ہیں یا یہ کہ جہنمی جہنم میں اس طرح لیٹیں گے۔

حدیث ۲۳: ابوداود نے علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ایسی چھت پر رات میں رہے، جس پر روک نہیں ہے یعنی دیوار یا منڈیر نہیں ہے اس سے ذمہ بری ہے۔'' "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الجلوس... إلخ، الحديث: ٤٧٢٠، ج٣، ص٢٢. یعنی اگر رات میں چھت سے گر جائے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔

حدیث ۲۴: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس چھت پر سونے سے منع فرمایا کہ جس پر روک نہ ہو۔ "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب، الحديث: ٢٨٥٤، ص١٩٣٧

حدیث ۲۵: ابویعلیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے ہی کو ملامت کرے۔'' "المسند أبي يعلى"، مسند عائشه رضي الله عنها، الحديث: ٤٨٩٧، ج٤، ص٢٧٨.

حدیث ۲۶: امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تنہائی سے منع فرمایا۔'' 'المسند "، للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر، الحديث: ٥٦٥٤، ج٢، ص٤٠١. یعنی اس سے کہ آدمی تنہا سوئے۔

حدیث ۲۷: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اِترا کر چل رہا تھا اور گھمنڈ میں تھا، وہ زمین میں دھنسا دیا گیا، وہ قیامت تک دھنستا ہی جائے گا۔'' "صحيح مسلم "، كتاب اللباس، باب تحريم التبختر في المشي... إلخ، الحديث: ٥٤٦٥، ٥٤٦٧، ٥٤٦٨، ص١٠٥١.

حدیث ۲۸: ابوداود نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا۔'' "سنن أبي داود "، كتاب الادب، باب في مشى النساء مع الرجال في الطريق، الحديث: ٥٢٧٣، ص١٦٠٨.

حدیث ۲۹: بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تمھارے سامنے عورتیں آجائیں تو ان کے درمیان میں نہ گزرو، داہنے یا بائیں کا راستہ لے لو۔'' 'شعب الإيمان"، باب في تحريم الفروج، الحديث: ٥٤٤٧، ج٤، ص٣٧١ ـ ٣٧٢.

مسئلہ ۱: قیلولہ (یعنی دوپہر کی تھوڑی نیند یا دوپہر کا (بغیر سوئے ہوئے) آرام۔) کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٦. غالباً یہ ان لوگوں کے لیے ہوگا جو شب بیداری کرتے ہیں، رات میں نمازیں پڑھتے ذکرِ

الٰہی کرتے ہیں یا کُتب بینی یا مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں کہ شب بیداری میں جو تکان ہوا قیلولہ سے دفع ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲: دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب و عشا کے درمیان میں سونا مکروہ ہے۔ سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور کچھ دیر دہنی کروٹ پر دہنے ہاتھ کو رخسارہ کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر اور سوتے وقت قبر میں سونے کو یاد کرے کہ وہاں تنہا سونا ہوگا سوا اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہوگا، سوتے وقت یادِ خدا میں مشغول ہو تہلیل و تسبیح و تحمید پڑھے یہاں تک کہ سو جائے، کہ جس حالت پر انسان سوتا ہے اسی پر اٹھتا ہے اور جس حالت پر مرتا ہے قیامت کے دن اسی پر اٹھے گا۔ سو کر صبح سے پہلے ہی اٹھ جائے اور اٹھتے ہی یادِ خدا کرے یہ پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ۔ (ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں موت (نیند) کے بعد زندگی دی اور (قیامت کے دن) اسی کی طرف اٹھنا ہے۔) اسی وقت اس کا پکا ارادہ کرے کہ پرہیز گاری و تقویٰ کرے گا کسی کو ستائے گا نہیں۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٦.

مسئلہ ۳: بعد نمازِ عشا باتیں کرنے کی تین صورتیں ہیں۔

اول: علمی گفتگو کسی سے مسئلہ پوچھنا یا اس کا جواب دینا یا اس کی تحقیق و تفتیش کرنا اس قسم کی گفتگو سونے سے افضل ہے۔

دوم: جھوٹے قصے کہانی کہنا مسخرہ پن اور ہنسی مذاق کی باتیں کرنا یہ مکروہ ہے۔

سوم: موانست کی بات چیت کرنا جیسے میاں بیوی میں یا مہمان سے اس کے اُنس کے لیے کلام کرنا یہ جائز ہے اس قسم کی باتیں کرے تو آخر میں ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو جائے اور تسبیح و استغفار پر کلام کا خاتمہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ ٤: دو مرد برہنہ ایک ہی کپڑے کو اوڑھ کر لیٹیں یہ ناجائز ہے۔ اگرچہ بچھونے کے ایک کنارہ پر ایک لیٹا ہوا اور دوسرے کنارہ دوسرا ہو، اسی طرح دو عورتوں کا برہنہ ہو کر ایک کپڑے کو اوڑھ کر لیٹنا بھی ناجائز ہے۔ "حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔" انظر: "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب تحريم النظر... إلخ، الحديث: ٣٣٨، ص٧٣٣.

مسئلہ ٥: جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ سلانا چاہیے یعنی لڑکا جب اتنا بڑا ہو جائے اپنی ماں یا بہن یا کسی عورت کے ساتھ نہ سوئے صرف اپنی زوجہ یا باندی کے ساتھ سو سکتا ہے، بلکہ اس عمر کا لڑکا اتنے بڑے لڑکوں یا مردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج٩، ص٦٢٩.

مسئلہ ٦: میاں بیوی جب ایک چارپائی پر سوئیں تو دس برس کے بچہ کو اپنے ساتھ نہ سلائیں، لڑکا جب حدِ شہوت کو پہنچ جائے تو وہ مرد کے حکم میں ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج٩، ص٦٣٠.

مسئلہ ۷: راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں اور اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے، مگر جبکہ مالک زمین منع کرے تو اب نہیں چل سکتا، یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جو بہت سے لوگ ہوں تو جب تک مالک زمین راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہیے۔ راستہ میں پانی ہے اس کے کنارہ کسی کی زمین ہے، ایسی صورت میں اس زمین میں چل سکتا ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٣.

بعض مرتبہ کھیت بویا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس میں چلنا کاشتکار کے نقصان کا سبب ہے، ایسی صورت میں ہرگز اُس میں چلنا نہ چاہیے۔ بلکہ بعض مرتبہ کاشتکار کھیت کے کنارہ پر جہاں سے چلنے کا احتمال ہوتا ہے کانٹے رکھ دیتے ہیں، یہ صاف اس کی دلیل ہے کہ اس کی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے۔ مگر اس پر بھی بعض لوگ توجہ نہیں کرتے ان کو جاننا چاہیے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے۔

دیکھنے اور چھونے کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ o وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ص وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ص وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ط وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ o ﴾ پ۱۸، النور: ۳۰ ـ ۳۱.

''مسلمان مردوں سے فرمادو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ (عزوجل) کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی مِلک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں، یا وہ بچے جنھیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں۔ اور زمین پر پاؤں نہ ماریں جس سے ان کا چھپا ہوا سنگار معلوم ہو جائے اور اللہ (عزوجل) کی طرف توبہ کرو، اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا o ﴾ پ۲۲، الاحزاب: ۵۹.

''اے نبی! اپنی ازواج اور صاحبزادیوں اور مومنین کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنے اوپر اپنی اوڑھنیاں لٹکالیں اس سے وہ پہچانی جائیں گی اور ان کو ایذا نہیں دی جائے گی اور اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ط وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ o ﴾ پ۱۸، النور: ۶۰.

''بوڑھی خانہ نشین عورتیں جنھیں نکاح کی آرزو نہیں ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے اتار رکھیں جبکہ سنگار ظاہر نہ کریں اور اس سے بچنا ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ (عزوجل) سنتا جانتا ہے۔''

حدیث ۱: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں پیچھے جاتی ہے، جب کسی نے کوئی عورت دیکھی اور وہ پسند آگئی اور اس کے دل میں کچھ واقع ہو تو اپنی عورت سے جماع کرے، اس سے وہ بات جاتی رہے گی جو دل میں پیدا ہوگئی ہے۔'' "صحیح مسلم"، کتاب النکاح، باب ندب

www.dawateislami.net

من رای امرأة... إلخ، الحديث: ۳٤٠٧، ۳٤٠٩، ص ٩١٠.

حدیث ۲: دارمی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی عورت کو دیکھا اور وہ پسند آ گئی تو اپنی زوجہ کے پاس چلا جائے، کہ اس کے پاس بھی ویسی ہی چیز ہے جو اس کے پاس ہے۔'' "سنن الدارمي"، كتاب النكاح، باب الرجل يرى المرأة فيخاف على نفسه، الحديث: ٢٢١٥، ج٢، ص١٩٦.

حدیث ۳: صحیح مسلم میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق دریافت کیا۔ ''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم دیا کہ اپنی نگاہ پھیرلو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الآداب، باب نظرالفجاءة، الحديث: ٥٦٤٤، ص١٠٦٢.

حدیث ٤: امام احمد و ابوداود و ترمذی و دارمی نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: کہ ''ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو (یعنی اگر اچانک بلاقصد کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالے اور دوبارہ نظر نہ کرے) کہ پہلی نظر جائز ہے اور دوسری نظر جائز نہیں۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث بريدة الاسلمى، الحديث: ٢٣٠٥٢، ج٩، ص١٨ ـ ١٩. و "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء في نظرة الفجاءة، الحديث: ٢٧٧٧، ص١٩٣١.

حدیث ٥: ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''عورت عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے، تو اسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الرضاع، باب استشراف الشيطان المرأة اذا خرجت، الحديث: ١١٧٣، ص١٧٦٧. یعنی اسے دیکھنا شیطانی کام ہے۔

حدیث ٦: امام احمد نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کی طرف پہلی دفعہ نظر کرے یعنی بلاقصد پھر اپنی آنکھ میچ لے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسی عبادت پیدا کردے گا جس کا مزہ اس کو ملے گا۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ٢٢٣٤١، ج٨، ص٢٩٩.

حدیث ۷: بیہقی نے حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''دیکھنے والے پر اور اُس پر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ (عزوجل) کی لعنت۔'' "شعب الإيمان"، باب الحياء، فصل في الحمام، الحديث: ٧٧٨٨، ج٦، ص١٦٢. یعنی دیکھنے والا جب بلاعذر قصداً دیکھے اور دوسرا اپنے کو بلاعذر قصداً دکھائے۔

حدیث ۸: ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شرم گاہ کی طرف کبھی نظر نہیں کی۔ "سنن ابن ماجه"، ابواب الطهارة، باب النهى ان يرى عورة اخيه، الحديث: ٦٦٢، ص٢٥١٦.

حدیث ۹: ترمذی و ابوداود و ابن ماجہ بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی عورت یعنی ستر کی جگہ کو محفوظ رکھو، مگر بی بی سے یا اس باندی سے جس کے تم مالک ہو۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ فرمایئے کہ اگر مرد تنہائی میں ہو ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل سے شرم کرنا زیادہ سزاوار ہے۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب النكاح، باب التستر عند الجماع، الحديث: ١٩٢٠، ص٢٥٩٢. و "مشكاة المصابيح"، كتاب النكاح، باب النظر الى المخطوبة... الخ. الحديث: ٣١١٧، ج٢، ص٢٠٨.

حدیث ۱۰: ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مرد عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے، تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الفتن، باب ماجاء في لزوم الجماعة، الحديث: ٢١٦٥، ص١٨٦٩.

حدیث ۱۱: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جن عورتوں کے شوہر غائب ہیں ان کے پاس نہ جاؤ، کہ شیطان تم میں خون کی طرح تیرتا ہے یعنی شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی۔ ہم نے عرض کی، اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ فرمایا: اور مجھ سے بھی، مگر اللہ (عزوجل) نے میری اس کے مقابل میں مدد فرمائی، وہ مسلمان ہوگیا یا میں سلامت رہتا ہوں۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الرضاع، باب التحزير من ذلك لجريان الشيطان مجرى الدم، الحديث: ١١٧٢، ص١٧٦٧ حدیث کے لفظ میں دونوں معنی ہوسکتے ہیں۔

حدیث ۱۲: صحیح بخاری و مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔'' ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! دیور کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا: کہ ''دیور موت ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب لايخلون رجل بامرأة الا ذو محرم... إلخ، الحديث: ٥٢٣٢، ص٤٥٢. و "صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب تحريم الخلوة بالاجنبية... إلخ، الحديث: ٥٦٧٤، ص١٠٦٤. یعنی دیور کے سامنے ہونا گویا موت کا سامنا ہے کہ یہاں فتنہ کا زیادہ احتمال ہے۔

حدیث ۱۳: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''برہنہ ہونے سے بچو، کیونکہ تمھارے ساتھ وہ (فرشتے) ہوتے ہیں جو جدا نہیں ہوتے مگر صرف پاخانہ کے وقت اور اس وقت جب مرد اپنی عورت کے پاس جاتا ہے، لہٰذا ان سے حیا کرو اور ان کا اکرام کرو۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء في الاستتار عند الجماع، الحديث: ٢٨٠٠ ص١٩٣٣

حدیث ۱۴: ترمذی و ابوداود نے جرہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ران عورت ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الحمام، باب النهى عن التعرى، الحديث: ٤٠١٤، ص١٥١٧. یعنی چھپانے کی چیز ہے۔

حدیث ۱۵: ابوداود و ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''اے علی! ران کو نہ کھولو اور نہ زندہ کی ران کی طرف نظر کرو نہ مردہ کی۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في غسل الميت، الحديث: ١٤٦٠، ص٢٥٦٤.

حدیث ۱۶: صحیح مسلم میں ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مرد دوسرے مرد کی ستر کی جگہ نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کی ستر کی جگہ دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الحيض باب تحريم النظر الى العورات، الحديث: ٧٦٨، ص٧٣٣.

حدیث ۱۷: امام احمد و ترمذی و ابوداود نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ یہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر تھیں کہ عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم) نے ان دونوں سے فرمایا: کہ ''پردہ کرلو۔'' کہتی ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! وہ تو نابینا ہیں، ہمیں نہیں دیکھیں گے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''کیا تم دونوں اندھی ہو، کیا تم انھیں نہیں دیکھوگی۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء في احتجاب النساء من الرجال، الحديث: ٢٧٧٨، ص ١٩٣١ و "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث ام سلمة زوج النبى صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٢٦٥٩٩، ج١٠، ص١٨٣

حدیث ۱۸: صحیح بخاری ومسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا نہ ہو کہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ رہے پھر اپنے شوہر کے سامنے اس کا حال بیان کرے، گویا یہ اسے دیکھ رہا ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب لا تباشر المرأة... إلخ، الحديث: ٥٢٤٠، ص٤٥٣.

حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار کوئی مرد ثیب عورت کے یہاں رات کو نہ رہے مگر اس صورت میں کہ اس سے نکاح کرنے والا ہو یا اس کا ذی محرم ہو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب تحريم الخلوة بالاجنبية... إلخ، الحديث: ٥٦٧٣، ص١٠٦٤

حدیث ۲۰: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کی کہ انصار یہ عورت سے نکاح کا میرا ارادہ ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''اسے دیکھ لو! کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب النكاح، باب ندب من اراد نكاح امرأة... إلخ، الحديث: ٣٤٨٥، ص٩١٤. یعنی ان کی آنکھیں کچھ بھوری ہوتی ہیں۔

حدیث ۲۱: امام احمد وترمذی ونسائی وابن ماجہ ودارمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کہ تم نے اسے دیکھ لیا ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا: ''اسے دیکھ لو! کہ اس کی وجہ سے تم دونوں کے درمیان موافقت ہونے کا پہلو غالب ہے۔'' "مشكاة المصابيح"، كتاب النكاح، باب النظر الى المخطوبة، الحديث: ٣١٠٧، ج٢، ص٢٠٦.

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

بہارِ شریعت
حصہ 16
مفتی محمد امجد علی اعظمی
Web: www.dawateislami.net, Email: maktaba@dawateislami.net

مسائل فقہیہ

اس باب کے مسائل چار قسم کے ہیں۔ مرد کا مرد کو دیکھنا، عورت کا عورت کو دیکھنا، عورت کا مرد کو دیکھنا، مرد کا عورت کو دیکھنا۔

مرد مرد کے ہر حصۂ بدن کی طرف نظر کرسکتا ہے سوا ان اعضا کے جن کا ستر ضروری ہے۔ وہ ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ہے کہ اس حصۂ بدن کا چھپانا فرض ہے، جن اعضا کا چھپانا ضروری ہے ان کو عورت کہتے ہیں۔ کسی کو گھٹنا کھولے ہوئے دیکھے تو اسے منع کرے اور ران کھولے ہوئے دیکھے تو سختی سے منع کرے اور شرم گاہ کھولے ہوئے ہو تو اسے سزا دی جائے گی۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٧.

مسئلہ ۱: بہت چھوٹے بچے کے لیے عورت نہیں یعنی اس کے بدن کے کسی حصہ کا چھپانا فرض نہیں، پھر جب کچھ بڑا ہوگیا تو اس کے آگے پیچھے کا مقام چھپانا ضروری ہے۔ پھر جب اور بڑا ہوجائے دس برس سے بڑا ہوجائے تو اس کے لیے بالغ کا سا حکم ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في النظر و المس، ج٩، ص٦٠٢.

مسئلہ ۲: جس حصۂ بدن کی طرف نظر کرسکتا ہے اس کو چھو بھی سکتا ہے۔ (ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٧١.

مسئلہ ۳: لڑکا جب مراہق (یعنی بالغ ہونے کے قریب۔) ہوجائے اور وہ خوبصورت نہ ہو تو نظر کے بارے میں اس کا وہی حکم ہے جو مرد کا ہے اور خوبصورت ہو تو عورت کا جو حکم ہے، وہ اس کے لیے ہے یعنی شہوت کے ساتھ اس کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور شہوت نہ ہو تو اس کی طرف بھی نظر کرسکتا ہے اور اس کے ساتھ تنہائی بھی جائز ہے۔

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

شہوت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے یقین ہو کہ نظر کرنے سے شہوت نہ ہوگی اور اگر اس کا شبہہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے، بوسہ کی خواہش پیدا ہونا بھی شہوت کی حد میں داخل ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في النظر و المس، ج٩، ص٦٠٢

مسئلہ ٤: عورت کا عورت کو دیکھنا، اس کا وہی حکم ہے جو مرد کو مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہیں دیکھ سکتی باقی اعضا کی طرف نظر کرسکتی ہے۔ بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ (ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٧٠.

مسئلہ ۵: عورت صالحہ کو یہ چاہیے کہ اپنے کو بدکار عورت کے دیکھنے سے بچائے، یعنی اس کے سامنے دوپٹا وغیرہ نہ اتارے کیونکہ وہ اسے دیکھ کر مردوں کے سامنے اس کی شکل و صورت کا ذکر کرے گی، مسلمان عورت کو یہ بھی حلال نہیں کہ کافرہ کے سامنے اپنا ستر کھولے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٧.

گھروں میں کافرہ عورتیں آتی ہیں اور بیبیاں ان کے سامنے اسی طرح مواضع ستر کھولے ہوئے ہوتی ہیں جس طرح مسلمہ کے سامنے رہتی ہیں ان کو اس سے اجتناب (بچنا۔) لازم ہے۔ اکثر جگہ دائیاں کافرہ ہوتی ہیں اور وہ بچہ جنانے کی خدمت انجام دیتی ہیں، اگر مسلمان دائیاں مل سکیں تو کافرہ سے ہرگز یہ کام نہ کرایا جائے کہ کافرہ کے سامنے ان اعضا کے کھولنے کی اجازت نہیں۔

مسئلہ ٦: عورت کا مرد اجنبی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے، جو مرد کا مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو، کہ اس کی طرف نظر کرنے سے شہوت نہیں پیدا ہوگی اور اگر اس کا شبہہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٧.

مسئلہ ۷: عورت مرد اجنبی کے جسم کو ہرگز نہ چھوئے جبکہ دونوں میں سے کوئی بھی جوان ہو، اس کو شہوت ہوسکتی ہو اگرچہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت نہیں پیدا ہوگی۔ (عالمگیری) المرجع السابق. بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حدِ شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں۔

مسئلہ ۸: مرد کا عورت کو دیکھنا، اس کی کئی صورتیں ہیں۔

(۱) مرد کا اپنی زوجہ یا باندی کو دیکھنا۔

(۲) مرد کا اپنے محارم کی طرف نظر کرنا۔

(۳) مرد کا آزاد عورت اجنبیہ کو دیکھنا۔

(۴) مرد کا دوسرے کی باندی کو دیکھنا۔

پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ عورت کی ایڑی سے چوٹی تک ہر عضو کی طرف نظر کرسکتا ہے شہوت اور بلاشہوت دونوں صورتوں میں دیکھ سکتا ہے، اسی طرح یہ دونوں قسم کی عورتیں اس مرد کے ہر عضو کو دیکھ سکتی ہیں، ہاں بہتر یہ ہے کہ مقام مخصوص کی طرف نظر نہ کرے، کیونکہ اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور نظر میں بھی ضعف پیدا ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں باندی سے مراد وہ ہے جس سے وطی جائز ہے۔ (عالمگیری، درمختار وردالمحتار) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٧. و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في النظر و المس، ج٩، ص٦٠٥.

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

مسئلہ ۹: جس باندی سے وطی نہ کرسکتا ہو مثلاً وہ مشترکہ ہے یا مکاتبہ یا مشترکہ یا رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے اس سے وطی حرام ہو وہ اجنبیہ کے حکم میں ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في النظر و المس، ج٩، ص٦٠٤.

مسئلہ ۱۰: زوجہ اور اس باندی کے ہر عضو کو چھو بھی سکتا ہے اور یہ بھی اس کے ہر عضو کو چھو سکتی ہے، یہاں تک کہ ہر ایک دوسرے کی شرم گاہ کو بھی چھو سکتا ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٨.

مسئلہ ۱۱: جماع کے وقت دونوں بالکل برہنہ بھی ہوسکتے ہیں جبکہ وہ مکان بہت چھوٹا دس پانچ ہاتھ کا ہو۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲: میاں بی بی جب بچھونے پر ہوں مگر جماع میں مشغول نہ ہوں، اس حالت میں ان کے محارم وہاں اجازت لے کر آسکتے ہیں، بغیر اجازت نہیں آسکتے۔ اسی طرح خادم یعنی غلام اور باندی بھی آسکتی ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: باندی کا ہاتھ پکڑ کر مکان کے اندر لے گیا اور دروازہ بند کرلیا اور لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ وطی کرنے کے لیے ایسا کیا ہے یہ مکروہ ہے۔ یوہیں سَوت (یعنی ایک خاوند کی دو یا زیادہ بیویاں آپس میں ایک دوسرے کی سَوت کہلاتی ہیں۔) کے سامنے بی بی سے وطی کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٨.

مسئلہ ۱۴: جو عورت اس کے محارم میں ہو اس کے سر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی، گردن، قدم کی طرف نظر کرسکتا ہے، جبکہ دونوں میں سے کسی کی شہوت کا اندیشہ نہ ہو محارم کے پیٹ، پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے۔ (ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٧٠. اسی طرح کروٹ اور گھٹنے کی طرف نظر کرنا بھی ناجائز ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل

في النظر و المس، ج٩، ص٦٠٦ کان اور گردن اور شانہ اور چہرہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٨

مسئلہ ۱۵: محارم سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے، یہ حرمت نسب سے ہو یا سبب سے مثلاً رضاعت یا مصاہرت (رضاعت (یعنی دودھ کے رشتے) اور مصاہرت (یعنی سُسرالی رشتے) کی معلومات کے لیے "بہارِشریعت، حصہ ۷"، ملاحظہ فرمائیں۔) اگر زنا کی وجہ سے حرمت مصاہرت ہو جیسے مزنیہ کے اصول و فروع (یعنی جس عورت سے زنا کیا، اس کی ماں اور لڑکیاں زانی کے لیے۔) ان کی طرف نظر کا بھی وہی حکم ہے۔ (ہدایہ)

"الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٧٠.

مسئلہ ۱۶: محارم کے جن اعضا کی طرف نظر کرسکتا ہے ان کو چھو بھی سکتا ہے، جبکہ دونوں میں سے کسی کی شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ مرد اپنی والدہ کے پاؤں دبا سکتا ہے مگر ران اس وقت دبا سکتا ہے جب کپڑے سے چھپی ہو، یعنی کپڑے کے اوپر سے اور بغیر حائل چھونا جائز نہیں۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٨.

مسئلہ ۱۷: والدہ کے قدم کو بوسہ بھی دے سکتا ہے۔ حدیث میں ہے "جس نے اپنی والدہ کا پاؤں چوما، تو ایسا ہے جیسے جنت کی چوکھٹ کو بوسہ دیا۔" (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في النظر و المس، ج٩، ص٦٠٦.

مسئلہ ۱۸: محارم کے ساتھ سفر کرنا یا خلوت میں اس کے ساتھ ہونا، یعنی مکان میں دونوں کا تنہا ہونا کہ کوئی دوسرا وہاں نہ ہو جائز ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٨.

مسئلہ ۱۹: دوسرے کی باندی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے جو محارم کا ہے۔ مدبرہ اور مکاتبہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٧١.

www.dawateislami.net

مسئلہ ۲۰: کنیز کو خریدنے کا ارادہ ہو تو اس کی کلائی اور بازو اور پنڈلی اور سینہ کی طرف نظر کرسکتا ہے، کیونکہ اس حالت میں دیکھنے کی ضرورت ہے اور اس کے ان اعضا کو چھو بھی سکتا ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ (ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٧١.

مسئلہ ۲۱: اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ اس کے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے، کیونکہ اس کی ضرورت پڑتی ہے کہ کبھی اس کے موافق یا مخالف شہادت دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اسے نہ دیکھا ہو تو کیونکر گواہی دے سکتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے اس کی طرف دیکھنے میں بھی وہی شرط ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور یوں بھی ضرورت ہے کہ بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں، لہٰذا اس سے بچنا بہت دشوار ہے۔ بعض علما نے قدم کی طرف بھی نظر کو جائز کہا ہے۔ (درمختار، عالمگیری) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٩، ص٦١٠۔ و "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص٣٢٩.

مسئلہ ۲۲: اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں، اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بلوائے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں، لہٰذا چھونا حرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں اسی لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے۔ ہاں اگر وہ بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محل شہوت نہ ہو تو اس سے مصافحہ میں حرج نہیں۔ یوہیں اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کرسکتا ہے۔ (ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج٢، ص٣٦٨. وغيرها

مسئلہ ۲۳: بہت چھوٹی لڑکی جو مشتہاۃ (یعنی قابلِ شہوت۔) نہ ہو اس کو دیکھنا بھی جائز ہے اور چھونا بھی جائز ہے۔ (ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج ٢، ص ٣٦٨.

مسئلہ ۲۴: اجنبیہ عورت نے کسی کے یہاں کام کاج کرنے روٹی پکانے کی نوکری کی ہے اس صورت میں اس کی کلائی کی طرف نظر جائز ہے۔ کہ وہ کام کاج کے لیے آستین چڑھائے گی کلائیاں اس کی کھلیں گی اور جب اس کے مکان میں ہے تو کیوں کر بچ سکے گا، اسی طرح اس کے دانتوں کی طرف نظر کرنا بھی جائز ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج ٥، ص ٣٢٩.

مسئلہ ۲۵: اجنبیہ عورت کے چہرہ کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے، جبکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے اس زمانے میں ویسے لوگ کہاں جیسے اگلے زمانہ میں تھے، لہٰذا اس زمانہ میں اس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی مگر گواہ و قاضی کے لیے کہ بوجہ ضرورت ان کے لیے نظر کرنا جائز ہے اور ایک صورت اور بھی ہے وہ یہ کہ اس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اس نیت سے دیکھنا جائز ہے۔ کہ حدیث میں یہ آیا ہے کہ "جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا۔" "جامع الترمذي"، كتاب النكاح، باب ماجاء في النظر... إلخ، الحديث: ١٠٨٧، ص ١٧٥٦ اسی طرح عورت اُس مرد کو جس نے اس کے پاس پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے، اگرچہ اندیشہ شہوت ہو مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في النظر و المس، ج ٩، ص ٦١٠

مسئلہ ۲۶: جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اگر اس کو دیکھنا ممکن ہو جیسا کہ اس زمانہ کا رواج یہ ہے کہ اگر کسی نے نکاح کا پیغام دے دیا تو کسی طرح بھی اسے لڑکی کو نہیں دیکھنے دیں گے یعنی اس سے اتنا زبردست پردہ کیا جاتا ہے کہ دوسرے سے اتنا پردہ نہیں ہوتا اس صورت میں اس شخص کو یہ چاہیے کہ کسی عورت کو بھیج کر دکھوالے اور وہ آ کر اس کے سامنے سارا حلیہ و نقشہ وغیرہ بیان کر دے تاکہ اسے اس کی شکل و صورت کے متعلق اطمینان ہو جائے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في النظر و المس، ج ٩، ص ٦١١

www.dawateislami.net

مسئلہ ۲۷: جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے، اس کی ایک لڑکی بھی ہے اور معلوم ہوا کہ یہ لڑکی بالکل اپنی ماں کی شکل و صورت کی ہے اس مقصد سے کہ اس کی ماں سے نکاح کرنا ہے لڑکی کو دیکھنا جائز نہیں جبکہ یہ مشتہاۃ ہو۔ (ردالمحتار) المرجع السابق

مسئلہ ۲۸: اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنے میں ضرورت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عورت بیمار ہے اس کے علاج میں بعض اعضا کی طرف نظر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ اس کے جسم کو چھونا پڑتا ہے۔ مثلاً نبض دیکھنے میں ہاتھ چھونا ہوتا ہے یا پیٹ میں ورم کا خیال ہو تو ٹٹول کر دیکھنا ہوتا ہے یا کسی جگہ پھوڑا ہو تو اسے دیکھنا ہوتا ہے بلکہ بعض مرتبہ ٹٹولنا بھی پڑتا ہے اس صورت میں موضع مرض کی طرف نظر کرنا یا اس ضرورت سے بقدرِ ضرورت اس جگہ کو چھونا جائز ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کوئی عورت علاج کرنے والی نہ ہو، ورنہ چاہیے یہ کہ عورتوں کو بھی علاج کرنا سکھایا جائے تاکہ ایسے مواقع پر وہ کام کریں کہ ان کے دیکھنے وغیرہ میں اتنی خرابی نہیں جو مرد کے دیکھنے وغیرہ میں ہے۔ اکثر جگہ دائیاں ہوتی ہیں جو پیٹ کے ورم کو دیکھ سکتی ہیں جہاں دائیاں دستیاب ہوں مرد کو دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ علاج کی ضرورت سے نظر کرنے میں بھی یہ احتیاط ضروری ہے کہ صرف اتنا ہی حصۂ بدن کھولا جائے جس کے دیکھنے کی ضرورت ہے باقی حصۂ بدن کو اچھی طرح چھپا دیا جائے کہ اس پر نظر نہ پڑے۔ (ہدایہ وغیرہا) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج ٢، ص ٣٦٩. وغيرها

مسئلہ ۲۹: عمل دینے (یعنی دوا دینے۔) کی ضرورت ہو تو مرد مرد کے موضع حقنہ یعنی کسی دوا کی بتی یا پچکاری چڑھانے کی جگہ (یعنی پیچھے کا مقام)۔ کی طرف نظر کرسکتا ہے یہ بھی بوجہ ضرورت جائز ہے اورختنہ کرنے میں موضع ختنہ کی طرف نظر کرنا بلکہ اس کا چھونا بھی جائز ہے کہ یہ بھی بوجہ ضرورت ہے۔(ہدایہ، عالمگیری) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج۲، ص۳٦۹ و "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص۳۳۰.

مسئلہ ۳۰: عورت کو فصد کرانے (یعنی رگ سے خون نکلوانے۔) کی ضرورت ہے اور کوئی عورت ایسی نہیں ہے جو اچھی طرح فصد کھولے تو مرد سے فصد کرانا جائز ہے۔(عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص۳۳۰.

مسئلہ ۳۱: اجنبیہ عورت نے خوب موٹے کپڑے پہن رکھے ہیں کہ بدن کی رنگت وغیرہ نظر نہیں آتی، تو اس صورت میں اس کی طرف نظر کرنا جائز ہے، کہ یہاں عورت کو دیکھنا نہیں ہوا بلکہ ان کپڑوں کو دیکھنا ہوا یہ اس وقت ہے کہ اس کے کپڑے چست نہ ہوں اور اگر چست کپڑے پہنے ہو کہ جسم کا نقشہ کھنچ جاتا ہو مثلاً چست پائجامہ میں پنڈلی اور ران کی پوری ہیئت نظر آتی ہے تو اس صورت میں نظر کرنا ناجائز ہے۔

اسی طرح بعض عورتیں بہت باریک کپڑے پہنتی ہیں مثلاً آب رواں یا جالی یا باریک ململ ہی کا ڈوپٹا جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں اور بعض باریک تنزیب یا جالی کے کرتے پہنتی ہیں کہ پیٹ اور پیٹھ بالکل نظر آتی ہے اس حالت میں نظر کرنا حرام ہے اور ایسے موقع پر ان کو اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز۔(عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل... إلخ، ج٥، ص۳۲۹.

مسئلہ ۳۲: خصی یعنی جس کے انثیین نکال لیے گئے ہوں یا مجبوب جس کا عضو تناسل کاٹ لیا گیا جب ان کی عمر پندرہ سال کی ہو تو ان کے لیے بھی اجنبیہ کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے۔ یہی حکم زنخوں (یعنی ہیجڑے۔) کا بھی ہے۔(ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس، ج۲، ص۳۷۲.

مسئلہ ۳۳: جس عضو کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے اگر وہ بدن سے جدا ہو جائے تو اب بھی اس کی طرف نظر کرنا ناجائز ہی رہے گا، مثلاً پیڑو کے بال (یعنی ناف کے نیچے کے بال۔) کہ ان کو جدا کرنے کے بعد بھی دوسرا شخص دیکھ نہیں سکتا۔ عورت کے سر کے بال یا اس کے پاؤں یا کلائی کی ہڈی کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اجنبی شخص اُن کو نہیں دیکھ سکتا۔ عورت کے پاؤں کے ناخن کہ ان کو بھی اجنبی شخص نہیں دیکھ سکتا اور ہاتھ کے ناخن کو دیکھ سکتا ہے۔(درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في النظر و المس، ج۹، ص٦۱۲ ـ ٦۱٤. اکثر دیکھا گیا ہے کہ غسل خانہ یا پاخانہ میں موئے زیرناف مونڈ کر بعض لوگ چھوڑ دیتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں بلکہ ان کو ایسی جگہ ڈال دیں کہ کسی کی نظر نہ پڑے یا زمین میں دفن کردیں۔ عورتوں کو بھی لازم ہے کہ کنگھا کرنے میں یا سر دھونے میں جو بال نکلیں انھیں کہیں چھپا دیں کہ ان پر اجنبی کی نظر نہ پڑے۔

مسئلہ ۳٤: عورت کو داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا نوچنا جائز بلکہ مستحب ہے کہ کہیں اس کے شوہر کو اس سے نفرت نہ پیدا ہو۔(ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في النظر و المس، ج۹، ص٦۱٥

مسئلہ ۳۵: اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت یعنی دونوں کا ایک مکان میں تنہا ہونا حرام ہے ہاں اگر وہ بالکل بوڑھی ہے کہ شہوت کے قابل نہ ہو تو خلوت ہوسکتی ہے۔ عورت کو طلاق بائن دے دی تو اس کے ساتھ تنہا مکان میں رہنا ناجائز ہے اور اگر دوسرا مکان نہ ہو تو

دعوتِ اسلامی www.dawateislami.net

دونوں کے مابین پردہ لگا دیا جائے، تاکہ دونوں اپنے اپنے حصہ میں رہیں یہ اس وقت ہے کہ شوہر فاسق نہ ہو اور اگر فاسق ہو تو ضروری ہے کہ وہاں کوئی ایسی عورت بھی رہے جو شوہر کو عورت سے روکنے پر قادر ہو۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في النظر و المس، ج۹، ص۶۰۷.

مسئلہ ۳۶: محارم کے ساتھ خلوت جائز ہے، یعنی دونوں ایک مکان میں تنہا ہو سکتے ہیں۔ مگر رضاعی بہن اور ساس کے ساتھ تنہائی جائز نہیں جبکہ یہ جوان ہوں۔ یہی حکم عورت کی جوان لڑکی کا ہے جو دوسرے شوہر سے ہے۔

(درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في النظر و المس، ج۹، ص۶۰۸.

مکان میں جانے کے لیے اجازت لینا

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝ ﴾ پ۱۸، النور: ۲۷ ـ ۲۹.

''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو، جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کرلو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور اگر ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ، جب تک تمھیں اجازت نہ ملے اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس چلے آؤ، یہ تمھارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ (عزوجل) اس کو جانتا ہے، اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ایسے گھروں کے اندر چلے جاؤ جن میں کوئی رہتا نہیں ہے اور ان میں تمھارا سامان ہے اور اللہ (عزوجل) جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جس کو چھپاتے ہو۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِیْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْكُمْ وَ لَا عَلَیْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَیْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝ ﴾ پ۱۸، النور: ۵۸ ـ ۵۹.

''اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اذن لیں وہ جن کے تم مالک ہو (غلام) اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے تین وقت نماز صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو اور نماز عشا کے بعد یہ تین وقت تمھاری شرم کے ہیں، ان تین کے علاوہ کچھ گناہ نہیں تم پر، نہ ان پر، تمھارے پاس آمدورفت رکھتے ہیں بعض بعض کے پاس۔ یوہیں اللہ (عزوجل) تمھارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ (عزوجل) علم و حکمت والا ہے اور جب تم میں کے لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جیسے ان کے اگلوں نے اذن مانگا۔ یوہیں اللہ (عزوجل) تمھارے لیے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ (عزوجل) علم و حکمت والا ہے۔''

حدیث ۱: صحیح بخاری ومسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس آئے اور یہ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بلایا تھا۔ میں نے ان کے دروازہ پر جا کر تین بار سلام کیا، جب جواب نہیں ملا تو میں واپس چلا آیا۔ اب حضرت عمر فرماتے ہیں کہ تم کیوں نہیں آئے؟ میں نے کہا کہ میں آیا تھا اور دروازہ پر تین بار سلام کیا جب جواب نہیں ملا تو واپس گیا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص تین بار اجازت مانگے اور جواب نہ ملے تو واپس جائے۔ حضرت عمر یہ فرماتے ہیں کہ گواہ لاؤ کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایسا فرمایا ہے۔ ابوسعید خدری کہتے ہیں میں نے جا کر گواہی دی۔ "صحیح مسلم"، کتاب الادب، باب الاستئذان، الحدیث: ۵٦٢٦، ۵٦٢٧، ص ١٠٦١.

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ میں مکان میں گیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پیالے میں دودھ ملا اور فرمایا: ''ابوہریرہ! اصحاب صفہ کے پاس جاؤ انھیں بلا لاؤ۔'' (تاکہ ان کو دودھ دیا جائے) میں انھیں بلا لایا، وہ آئے اور اجازت طلب کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اجازت دی تب وہ مکان کے اندر داخل ہوئے۔ "صحیح البخاري"، کتاب الاستئذان، باب اذا دعی الرجل فجاء... إلخ، الحدیث: ٦٢٤٦، ص ٥٢٦.

حدیث ۳: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص بلایا جائے اور اسی بلانے والے کے ساتھ ہی آئے تو یہی (بلانا) اس کے لیے اجازت ہے۔'' "سنن أبي داود"، کتاب الادب، باب في الرجل یدعی أیکون ذلك اذنه، الحدیث: ٥١٩٠، ص ١٦٠٢. یعنی اس صورت میں اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ''آدمی بھیجنا ہی اجازت ہے۔'' "سنن أبي داود"، کتاب الادب، باب في الرجل یدعی أیکون ذلك اذنه، الحدیث: ٥١٨٩، ص ١٦٠٢.

یہ حکم اس وقت ہے کہ فوراً آئے اور قرائن سے معلوم ہو کہ صاحبِ خانہ انتظار میں ہے، مکان میں پردہ ہو چکا ہے تو اجازت لینے کی ضرورت نہیں اور اگر دیر میں آئے تو اجازت حاصل کرے، جیسا کہ اصحاب صفہ نے کیا تھا۔

حدیث ٤: ترمذی وابوداود نے کلدہ بن حنبل سے روایت کی، کہتے ہیں: کہ صفوان بن امیہ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا میں بغیر سلام کیے اور بغیر اجازت اندر چلا گیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''باہر جاؤ اور یہ کہو السلام علیکم ءَ اَدْخُل کیا اندر آجاؤں۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الاستئذان... إلخ، باب ماجاء في التسلیم قبل الاستئذان، الحدیث: ٢٧١٠، ص ١٩٢٥. و "مشکاة المصابیح"، کتاب الآداب، باب الاستئذان، الحدیث: ٤٦٧١، ج٣، ص ١٢ ـ ١٣

حدیث ٥: امام مالک نے عطا بن یسار سے روایت کی، کہتے ہیں: کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اس سے بھی اجازت لوں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ہاں۔ انھوں نے کہا میں تو اس کے ساتھ اسی مکان میں رہتا ہی ہوں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ، انھوں نے کہا، میں اس کی خدمت کرتا ہوں یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے۔ پھر اجازت کی کیا ضرورت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اجازت لے کر جاؤ، کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اسے برہنہ دیکھو؟ عرض کی نہیں، فرمایا: تو اجازت حاصل کرو۔'' "الموطأ" للإمام مالك، کتاب الاستئذان، باب الاستئذان، الحدیث: ١٨٤٧، ج٢، ص ٤٤٦.

دعوتِ اسلامی www.dawateislami.net

حدیث ٦: بیہقی نے شعب الایمان میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جو شخص اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام نہ کرے، اسے اجازت نہ دو۔'' "شعب الإيمان"، باب في مقاربة و موادة اهل الدين، الحديث: ٨٨١٦، ج٦، ص٤٤١

حدیث ۷: ابوداود نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کے دروازہ پر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑے ہوتے اور یہ فرماتے: ''السلام علیکم، السلام علیکم۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب كم مرة يسلم الرجل في الاستئذان، الحديث: ٥١٨٦، ص١٦٠٢. اوراس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

حدیث ۸: ترمذی نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''کسی شخص کو یہ حلال نہیں کہ دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت حاصل کیے نظر کرے اور اگر نظر کرلی تو داخل ہی ہوگیا اور یہ نہ کرے کہ کسی قوم کی امامت کرے اور خاص اپنے لیے دعا کرے، ان کے لیے نہ کرے اور ایسا کیا تو ان کی خیانت کی۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية ان يخص الامام نفسه بالدعاء، الحديث: ٣٥٧، ص١٦٧٦

حدیث ۹: امام احمد و نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی کے گھر میں بغیر اجازت لیے جھانکے اور انھوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو نہ دیت ہے، نہ قصاص۔'' "سنن النسائي"، كتاب القسامة... إلخ، باب من اقتص و اخذحقه دون السلطان، الحديث: ٤٨٦٤، ص٢٤٠٢. (**نہ دیت ہے، نہ قصاص:** یعنی آنکھ پھوڑنے کے عوض نہ مال دیا جائے گا نہ بدلہ میں اس کی آنکھ پھوڑی جائے گی۔)

www.dawateislami.net

حدیث ۱۰: ترمذی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جس نے اجازت سے قبل پردہ ہٹا کر مکان کے اندر نظر کی، اس نے ایسا کام کیا جو اس کے لیے حلال نہ تھا اور اگر کسی نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر کچھ نہیں اور اگر کوئی شخص ایسے دروازہ پر گیا جس پر پردہ نہیں اور اس کی نظر گھر والے کی عورت پر پڑ گئی (یعنی بلاقصد) تو اس کی خطا نہیں خطا گھر والوں کی ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الاستئذان... إلخ، باب ماجاء في الاستئذان قبالة البيت، الحديث: ٢٧٠٧، ص١٩٢٤ (کہ انہوں نے دروازہ پر پردہ کیوں نہیں لٹکایا)۔

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: جب کوئی شخص دوسرے کے مکان پر جائے، تو پہلے اندر آنے کی اجازت حاصل کرے پھر جب اندر جائے تو پہلے سلام کرے، اس کے بعد بات چیت شروع کرے اور اگر جس کے پاس گیا ہے وہ باہر ہے تو اجازت کی ضرورت نہیں سلام کرے اس کے بعد کلام شروع کرے۔ (خانیہ) "الفتاوى الخانية"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في التسبيح... إلخ، ج٢، ص٣٧٧.

مسئلہ ۲: کسی کے دروازہ پر جا کر آواز دی اس نے کہا کون؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے، کہ میں جیسا کہ بہت سے لوگ میں کہہ کر جواب دیتے ہیں اس جواب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا۔ بلکہ جواب میں اپنا نام ذکر کرے کیونکہ میں کا لفظ تو ہر شخص اپنے کو کہہ سکتا ہے یہ جواب ہی کب ہوا۔

مسئلہ ۳: اگر تم نے اجازت مانگی اور صاحبِ خانہ نے اجازت نہ دی تو اس سے ناراض نہ ہو، اپنے دل میں کدورت (یعنی ناراضگی۔) نہ لاؤ، خوشی خوشی وہاں سے واپس آؤ۔ ہوسکتا ہے اس کو اس وقت تم سے ملنے کی فرصت نہ ہو کسی ضروری کام میں مشغول ہو۔

مسئلہ ٤: اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ کہو: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْن فرشتے اس سلام کا جواب دیں گے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۲. یا اس طرح کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔انظر: "شرح الشفاء" للقاري، الباب الرابع، فصل في المواطن التي تستحب فیھا الصلاة والسلام، ج۲، ص۱۱۸.

مسئلہ ۵: آنے والے نے سلام نہیں کیا اور بات چیت شروع کردی تو اسے اختیار ہے، کہ اسکی بات کا جواب نہ دے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جس نے سلام سے قبل کلام کیا، اس کی بات کا جواب نہ دو۔'' (ردالمحتار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۲.

مسئلہ ٦: آنے کے وقت بھی سلام کرے اور جاتے وقت بھی یہاں تک کہ دونوں کے درمیان میں اگر دیوار یا درخت حائل ہوجائے، جب بھی سلام کرے۔ (ردالمحتار) المرجع السابق.

سلام کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَآ اَوْ رُدُّوْھَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ۝﴾ پ۵، النسآء: ۸٦. ''جب تم کو کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو، بے شک اللہ (عزوجل) ہر چیز پر حساب لینے والا ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً ؕ﴾ پ۱۸، النور: ٦۱

''جب تم گھروں میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو، اللہ (عزوجل) کی طرف سے تحیت ہے مبارک پاکیزہ۔''

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا فرمایا، ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا، جب پیدا کیا یہ فرمایا: کہ ان فرشتوں کے پاس جاؤ اور سلام کرو اور سنو کہ وہ تمھیں کیا جواب دیتے ہیں جو کچھ وہ تحیت کریں وہی تمھاری اور تمھاری ذریت کی تحیت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے پاس جاکر السلام علیکم کہا، انھوں نے جواب میں کہا: السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ جواب میں ملائکہ نے ورحمۃ اللہ زیادہ کیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص جنت میں جائے گا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔ آدم علیہ السلام کے بعد لوگوں کی خلقت کم ہوتی گئی یہاں تک کہ اب۔ "صحیح مسلم"، کتاب الجنة... إلخ، باب یدخل الجنة اقوام... إلخ، الحدیث: ۷۱٦۳، ص۱۱۷۱. و "صحیح البخاري"، کتاب الاستئذان، باب بدء السلام، الحدیث: ٦۲۲۷، ص۵۲٤ (بہت چھوٹے قد کا انسان ہوتا ہے)۔

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے دریافت کیا کہ اسلام کی کون سی چیز سب سے اچھی ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانتے ہو اور نہیں پہچانتے سب کو سلام کرو۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الايمان، باب اطعام الطعام من الاسلام، الحديث: ١٢، ص٣.

حدیث ۳: نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مومن کے دوسرے مومن پر ۶ چھ حق ہیں۔

جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے اور

جب وہ مرجائے تو اس کے جنازے میں حاضر ہو اور

جب وہ بلائے تو اجابت کرے، یعنی حاضر ہو اور

جب اس سے ملے تو سلام کرے اور

جب چھینکے تو جواب دے اور

اضر و غائب اس کی خیر خواہی کرے۔'' "سنن النسائي"، كتاب الجنائز، باب النهى عن سب الاموات، الحديث: ١٩٤٠، ص٢٢١٥.

حدیث ٤: ترمذی و دارمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلم کے مسلم پر چھ حقوق ہیں، معروف کے ساتھ

جب اس سے ملے تو سلام کرے اور

جب وہ بلائے اجابت کرے اور

جب چھینکے یہ جواب دے اور

جب بیمار ہو عیادت کرے اور

جب وہ مرجائے اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور

جو چیز اپنے لیے پسند کرے، اس کے لیے پسند کرے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء في تشميت العاطس، الحديث: ٢٧٣٦، ص١٩٢٧.

حدیث ۵: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جنت میں تم نہیں جاؤ گے، جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہو گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے، وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب بيان انه لايدخل الجنة الا المؤمنون... إلخ، الحديث: ١٩٤، ص٦٨٩.

حدیث ٦: امام احمد و ترمذی و ابوداود، ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص پہلے سلام کرے وہ رحمتِ الٰہی کا زیادہ مستحق ہے۔'' "سنن أبي داود"، ابواب السلام، باب في فضل من بدأ بالسلام، الحديث: ٥١٩٧، ص١٦٠٣

حدیث ۷: بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص پہلے سلام کرتا ہے، وہ تکبر سے بری ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في مقاربة و موادة اهل الدين، الحديث: ٨٧٨٦، ج٦، ص٤٣٣.

حدیث ۸: ابوداود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے پھران دونوں کے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہوجائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے۔''

"سنن أبي داود"، ابواب السلام، باب في الرجل يفارق الرجل... إلخ، الحديث: ٥٢٠٠، ص١٦٠٣.

حدیث ۹: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیٹے جب گھر والوں کے پاس جاؤ تو انھیں سلام کرو، تم پر تمھارے گھر والوں پر اس کی برکت ہوگی۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الاستئذان... إلخ، باب ماجاء في التسليم اذا دخل بيته، الحديث: ٢٦٩٨، ص١٩٢٤.

حدیث ۱۰: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''سلام بات چیت کرنے سے پہلے ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الاستئذان... إلخ، باب ماجاء في السلام قبل الكلام، الحديث: ٢٦٩٩، ص١٩٢٤

حدیث ۱۱: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلام کو کلام سے پہلے ہونا چاہیے اور کسی کو کھانے کے لیے نہ بلاؤ، جب تک وہ سلام نہ کرلے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الاستئذان... إلخ، باب في السلام قبل الكلام، الحديث: ٢٦٩٩، ص١٩٢٤.

حدیث ۱۲: ابن النجار نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوال سے پہلے سلام ہے، جو شخص سلام سے پہلے سوال کرے، اسے جواب نہ دو۔'' "كنز العمال"، كتاب الصحبة، رقم: ٢٥٢٨٧، ج٩، ص٥٢.

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ۱۳: ترمذی و ابوداود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جب کسی مجلس تک کوئی پہنچے تو سلام کرے، پھر اگر وہاں بیٹھنا ہو تو بیٹھ جائے پھر جب وہاں سے اٹھے سلام کرے، کیونکہ پہلی مرتبہ کا سلام پچھلی مرتبہ کے سلام سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الاستئذان... إلخ، باب في التسليم عند القيام... إلخ، الحديث: ٢٧٠٦، ص١٩٢٤. یعنی جیسے وہ سنت ہے، یہ بھی سنت ہے۔

حدیث ۱۴: امام مالک و بیہقی نے شعب الایمان میں طفیل بن ابی بن کعب سے روایت کی، کہ یہ صبح کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس جاتے تو وہ ان کو اپنے ساتھ بازار لے جاتے۔ وہ گھٹیا چیزوں کے بیچنے والے اور کسی بیچنے والے اور مسکین یا کسی کے سامنے سے گزرتے سب کو سلام کرتے۔ طفیل کہتے ہیں: کہ ایک دن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا، انھوں نے بازار چلنے کو کہا، میں نے کہا، آپ بازار جا کر کیا کریں گے نہ تو آپ وہاں کھڑے ہوتے ہیں، نہ سودے کے متعلق کچھ دریافت کرتے ہیں، نہ کسی چیز کا نرخ چکاتے ہیں اور نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں؟ یہیں بیٹھے باتیں کیجیے یعنی حدیثیں سنائیے۔ انھوں نے فرمایا: ''ہم سلام کرنے کے لیے بازار جاتے ہیں کہ جو ملے گا، اسے سلام کریں گے۔'' "المؤطا" للإمام مالك، كتاب السلام، باب جامع السلام، الحديث: ١٨٤٤، ج٢، ص٤٤٤ ـ ٤٤٥.

حدیث ۱۵: امام احمد و بیہقی نے شعب الایمان میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور یہ عرض کی کہ فلاں شخص کے میرے باغ میں کچھ پھل ہیں، ان کی وجہ سے مجھے تکلیف ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے آدمی بھیج کر اسے بلایا اور یہ فرمایا: کہ اپنے پھلوں کو بیچ ڈالو۔ اُس نے کہا نہیں

بیچوں گا۔حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ہبہ کردو۔اس نے کہا،نہیں۔حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اس کو جنت کے پھل کے عوض بیچ دو۔اس نے کہا،نہیں۔حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''تجھ سے بڑھ کر بخیل میں نے نہیں دیکھا،مگر وہ شخص جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ١٤٥٢٤ ج٥، ص٧٩.

حدیث ۱۶: بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ فرمایا: ''جماعت کہیں سے گزری اور اس میں سے ایک نے سلام کرلیا یہ کافی ہے اور جو لوگ بیٹھے ہیں، ان میں سے ایک نے جواب دے دیا یہ کافی ہے۔'' 'شعب الإيمان"، باب في مقاربة وموادة اهل الدين، فصل في سلام الواحد... إلخ، الحديث: ٨٩٢٢، ج٦، ص٤٦٦. یعنی سب پر جواب دینا ضروری نہیں۔

حدیث ۱۷: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''سوار پیدل کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الاستئذان، باب يسلم الراكب على الماشي، الحديث: ٦٢٣٢، ص٥٢٥. یعنی ایک طرف زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم تو سلام وہ لوگ کریں جو کم ہیں۔ بخاری کی دوسری روایت انھیں سے یہ ہے کہ ''چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو۔''

"صحيح البخاري"، كتاب الاستئذان، باب تسليم القليل على الكثير، الحديث: ٦٢٣١، ص٥٢٥.

حدیث ۱۸: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچوں کے سامنے سے گزرے اور بچوں کو سلام کیا۔ 'صحيح البخاري"، كتاب الاستئذان، باب التسليم على الصبيان، الحديث: ٦٢٤٧، ص٥٢٦.

حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہود و نصاریٰ کو ابتداءً سلام نہ کرو اور جب تم ان سے راستہ میں ملو تو ان کو تنگ راستہ کی طرف مضطر (مجبور) کرو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب النهى عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام... إلخ، الحديث: ٥٦٦١، ص١٠٦٤.

www.dawateislami.net

حدیث ۲۰: صحیح بخاری و مسلم میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مجلس پر گزرے، جس میں مسلمان اور مشرکین بت پرست اور یہود سب ہی تھے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سلام کیا۔ "صحيح البخاري"، كتاب الاستئذان، باب التسليم في مجلس فيه... إلخ، الحديث: ٦٢٥٤، ص٥٢٧. و "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب السلام، الحديث: ٤٦٣٩، ج٣، ص٥. یعنی مسلمانوں کی نیت سے۔

حدیث ۲۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب یہود تم کو سلام کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں السام علیک تو تم اس کے جواب میں وعلیک کہو یعنی وعلیک السلام نہ کہو۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الاستئذان، باب كيف الرد على اهل الذمة بالسلام، الحديث: ٦٢٥٧، ص٥٢٧

سام کے معنی موت ہیں وہ لوگ حقیقۃً سلام نہیں کرتے، بلکہ مسلم کے جلد مرجانے کی دعا کرتے ہیں۔اسی کی مثل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے، کہ ''اہلِ کتاب سلام کریں تو ان کے جواب میں وعلیکم کہہ دو۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الاستئذان، باب كيف الرد على اهل الذمة بالسلام، الحديث: ٦٢٥٨، ص٥٢٧.

حدیث ۲۲: صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! ہمیں راستہ میں بیٹھنے سے چارہ نہیں، ہم وہاں آپس میں بات چیت

کرتے ہیں۔فرمایا: جب تم نہیں مانتے اور بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستہ کا حق ادا کرو۔لوگوں نے عرض کی، راستہ کا حق کیا ہے؟ فرمایا: کہ ''نظر نیچی رکھنا اور اذیت کو دور کرنا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم کرنا اور بری باتوں سے منع کرنا۔'' "صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب من حق الجلوس على الطريق رد السلام، الحديث: ٥٦٤٨، ص١٠٦٣.

دوسری روایت میں ہے اور راستہ بتانا۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في الجلوس بالطرقات، الحديث: ٤٨١٦، ص١٥٧٧ **ایک اور روایت میں ہے فریاد کرنے والے کی فریاد سننا اور بھولے ہوئے کو ہدایت کرنا۔** "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في الجلوس بالطرقات، الحديث: ٤٨١٧، ص١٥٧٧

حدیث ۲۳: شرح سنہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''راستوں کے بیٹھنے میں بھلائی نہیں ہے، مگر اس کے لیے جو راستہ بتائے اور سلام کا جواب دے اور نظر نیچی رکھے اور بوجھ لادنے پر مدد کرے۔'' 'شرح السنة"، كتاب الاستئذان... إلخ، باب كراهية الجلوس على الطرق، الحديث: ٣٢٣٢، ج٦، ص٣٦٥.

حدیث ۲۴: ترمذی و ابو داود نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور السلام علیکم کہا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اسے جواب دیا وہ بیٹھ گیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اس کے لیے دس یعنی دس نیکیاں ہیں۔ پھر دوسرا آیا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے جواب دیا وہ بیٹھ گیا۔ ارشاد فرمایا: اس کے لیے بیس۔ پھر تیسرا شخص آیا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اس کو جواب دیا اور یہ بھی بیٹھ گیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اس کے لیے تیس۔'' "سنن أبي داود"، ابواب السلام، باب كيف السلام، الحديث: ٥١٩٥، ص١٦٠٣. **اور** معاذ بن انس کی روایت میں ہے، کہ پھر ایک شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اس کے لیے چالیس۔'' "سنن أبي داود"، ابواب السلام، باب كيف السلام، الحديث: ٥١٩٦، ص١٦٠٣. **اور فضائل اسی طرح ہوتے ہیں یعنی جتنا کام زیادہ ہوگا ثواب بھی بڑھتا جائے گا۔**

حدیث ۲۵: ترمذی میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے غیر کے ساتھ تشبہ (یعنی مشابہت کرے۔) کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ تشبہ نہ کرو، یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الاستئذان... إلخ، باب ماجاء في كراهية الاشارة اليد في السلام، الحديث: ٢٦٩٥، ص١٩٢٣.

حدیث ۲۶: ابو داود و ترمذی نے ابو جری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہا علیک السلام یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ میں نے دو مرتبہ کہا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''علیک السلام نہ کہو، علیک السلام مردہ کی تحیت ہے، السلام علیک کہا کرو۔'' "سنن أبي داود"، ابواب السلام، باب كراهية ان يقول عليك السلام، الحديث: ٥٢٠٩، ص١٦٠٤.

مسائل فقہیہ

سلام کرنے میں یہ نیت ہو کہ اس کی عزت وآبرو اور مال سب کچھ اس کی حفاظت میں ہے، ان چیزوں سے تعرض کرنا حرام ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٢.

مسئلہ ۱: صرف اسی کو سلام نہ کرے جس کو پہچانتا ہو، بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرے چاہے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ بلکہ بعض صحابۂ کرام اسی ارادہ سے بازار جاتے تھے کہ کثرت سے لوگ ملیں گے اور زیادہ سلام کرنے کا موقع ملے گا۔

مسئلہ ۲: اس میں اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے سلام کرنا یا جواب دینا کسی نے کہا جواب دینا افضل ہے کیونکہ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب۔ بعض نے کہا کہ سلام کرنا افضل ہے کہ اس میں تواضع ہے جواب تو سبھی دے دیتے ہیں مگر سلام کرنے میں بعض مرتبہ بعض لوگ کسرِ شان (یعنی خلافِ شان۔) سمجھتے ہیں۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٤ - ٣٢٥.

مسئلہ ۳: ایک شخص کو سلام کرے تو اس کے لیے بھی لفظ جمع ہونا چاہیے یعنی السلام علیکم کہے اور جواب دینے والا بھی وعلیکم السلام کہے بجائے علیکم علیک نہ کہے اور دو یا دو سے زیادہ کو سلام کرے جب بھی علیکم کہے اور بہتر یہ ہے کہ سلام میں رحمت و برکت کا بھی ذکر کرے یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اور جواب دینے والا بھی وہی کہے برکاتہ پر سلام کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد اور الفاظ زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٥.

مسئلہ ٤: جواب میں واؤ ہونا یعنی وعلیکم السلام کہنا بہتر ہے اور اگر صرف علیکم السلام بغیر واؤ کہا یہ بھی ہوسکتا ہے اور اگر جواب میں اس نے بھی وہی السلام علیکم کہہ دیا تو اس سے بھی جواب ہوجائے گا۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۵: اگرچہ سلام علیکم بھی سلام ہے مگر یہ لفظ شیعوں میں اس طرح جاری ہے کہ اس کے کہنے سے سننے والے کا ذہن فوراً اس کی طرف منتقل ہوتا ہے، کہ یہ شخص شیعی ہے، لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

مسئلہ ٦: سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے، بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہ ہوگا، بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٣.

مسئلہ ۷: جن لوگوں کو اس نے سلام کیا ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا، بلکہ کسی اور نے جو اس مجلس سے خارج تھا جواب دیا تو یہ جواب اہلِ مجلس کی طرف سے نہیں ہوا یعنی وہ لوگ برئ الذمہ نہ ہوئے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٢.

مسئلہ ۸: ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سنت کو ترک کیا، سب پر الزام ہے اور اگر ان میں سے ایک نے سلام کرلیا تو سب بری ہوگئے اور افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں۔ یوہیں اگر ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار رہوئے اور اگر ایک نے جواب دے دیا تو سب بری ہوگئے اور افضل یہ ہے کہ سب جواب دیں۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٥. وغيره

مسئلہ ۹: ایک شخص مجلس میں آیا اور اس نے سلام کیا اہلِ مجلس پر جواب دینا واجب ہے اور دوبارہ پھر سلام کیا تو جواب دینا واجب نہیں۔ مجلس میں آ کر کسی نے السلام علیک کہا یعنی صیغۂ واحد بولا اور کسی ایک شخص نے جواب دے دیا تو جواب ہوگیا خاص اس کو جواب

دینا واجب نہیں جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے۔ ہاں اگر اس نے کسی شخص کا نام لے کر سلام کیا کہ فلاں صاحب السلام علیک تو خاص اس شخص کو جواب دینا ہوگا، دوسرے کا جواب اس کے جواب کے قائم مقام نہیں ہوگا۔ (خانیہ، عالمگیری) المرجع السابق، و "الفتاوی الخانیة"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في التسبیح و التسلیم، ج۲، ص۳۷۷.

مسئلہ ۱۰: اہلِ مجلس پر سلام کیا ان میں سے کسی نابالغ عاقل نے جواب دے دیا تو یہ جواب کافی ہے اور بڑھیا نے جواب دیا، یہ جواب بھی ہوگیا۔ جوان عورت یا مجنون یا ناسمجھ بچہ نے جواب دیا، یہ ناکافی ہے۔ (درمختار) "الدر المختار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۳

مسئلہ ۱۱: سائل نے دروازہ پر آکر سلام کیا اس کا جواب دینا واجب نہیں۔ کچہری میں قاضی جب اجلاس کر رہا ہو، اس کو سلام کیا گیا قاضی پر جواب دینا واجب نہیں۔ لوگ کھانا کھا رہے ہوں اس وقت کوئی آیا تو سلام نہ کرے، ہاں اگر یہ بھوکا ہے اور جانتا ہے کہ اسے وہ لوگ کھانے میں شریک کرلیں گے تو سلام کرلے۔ (خانیہ، بزازیہ) "الفتاوی الخانیة"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في التسبیح و التسلیم، ج۲، ص۳۷۷. و "البزازیة"، کتاب الکراهیة، نوع في السلام، ج۶، ص۳۵۴ ـ ۳۵۵. (هامش "الفتاوی الهندیة"). یہ اس وقت ہے کہ کھانے والے کے منھ میں لقمہ ہے اور وہ چبا رہا ہے کہ اس وقت وہ جواب دینے سے عاجز ہے اور ابھی کھانے کے لیے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کرسکتا ہے کہ اب وہ عاجز نہیں۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۵.

مسئلہ ۱۲: ایک شخص شہر سے آرہا ہے دوسرا دیہات سے، دونوں میں کون سلام کرے؟ بعض نے کہا شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض علما فرماتے ہیں دیہاتی شہری کو سلام کرے۔ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے، دوسرا یہاں سے گزرا تو یہ گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور سوار پیدل کو سلام کرے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں، ایک شخص پیچھے سے آیا، یہ آگے والے کو سلام کرے۔ (بزازیہ، عالمگیری) "البزازیة"، کتاب الکراهیة، نوع في السلام، ج۶، ص۳۵۵. (هامش "الفتاوی الهندیة"). و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب السابع في السلام، ج۵، ص۳۲۵.

مسئلہ ۱۳: مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔ (خانیہ) "الفتاوی الخانیة"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في التسبیح... إلخ، ج۲، ص۳۷۷.

مسئلہ ۱۴: جب اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے بچوں کے سامنے گزرے تو ان بچوں کو سلام کرے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب السابع في السلام، ج۵، ص۳۲۵

مسئلہ ۱۵: کفار کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف علیکم کہے اگر ایسی جگہ گزرنا ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں تو السلام علیکم کہے اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے۔ کہ السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ کہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب السابع في السلام، ج۵، ص۳۲۵.

مسئلہ ۱۶: کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا، مثلاً سلام نہ کرنے میں اس سے اندیشہ ہے تو حرج نہیں اور بقصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۸۱.

مسئلہ ۱۷: سلام اس لیے ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے۔ لہٰذا

جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد تلاوت قرآن و تسبیح و درود میں مشغول ہیں یا انتظارِ نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔ اسی واسطے فقہا یہ فرماتے ہیں کہ ان کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد میں اس لیے بیٹھا ہے کہ لوگ اس کے پاس ملاقات کو آئیں تو آنے والے سلام کریں۔ (عالمگیری) 'الفتاوى الهندية''، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٥.

مسئلہ ۱۸: کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے تو اس کو سلام نہ کرے۔ اسی طرح اذان و اقامت و خطبۂ جمعہ و عیدین کے وقت سلام نہ کرے۔ سب لوگ علمی گفتگو کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہے باقی سن رہے ہوں، دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے، مثلاً عالم وعظ کہہ رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سن رہے ہیں، آنے والا شخص چپکے سے آ کر بیٹھ جائے سلام نہ کرے۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٢٥ ـ ٣٢٦

مسئلہ ۱۹: عالمِ دین تعلیم علمِ دین میں مشغول ہے، طالب علم آیا تو سلام نہ کرے اور سلام کیا تو اس پر جواب دینا واجب نہیں۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٢٦. اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگرچہ وہ پڑھا نہ رہا ہو سلام کا جواب دینا واجب نہیں، کیونکہ یہ اس کی ملاقات کو نہیں آیا ہے کہ اس کے لیے سلام کرنا مسنون ہو بلکہ پڑھنے کے لیے آیا ہے، جس طرح قاضی کے پاس جو لوگ اجلاس میں جاتے ہیں وہ ملنے کو نہیں جاتے بلکہ اپنے مقدمہ کے لیے جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۰: جو شخص ذکر میں مشغول ہو اس کے پاس کوئی شخص آیا تو سلام نہ کرے اور کیا تو ذاکر (یعنی ذکر کرنے والا۔) پر جواب واجب نہیں۔ (عالمگیری) 'الفتاوى الهندية''، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٦

مسئلہ ۲۱: جو شخص پیشاب پاخانہ پھر رہا ہے یا کبوتر اڑا رہا ہے یا گا رہا ہے یا حمام یا غسل خانہ میں ننگا نہا رہا ہے، اس کو سلام نہ کیا جائے اور اس پر جواب دینا واجب نہیں۔ (عالمگیری) 'الفتاوى الهندية''، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٦. پیشاب کے بعد ڈھیلا لے کر استنجا سکھانے کے لیے ٹہلتے ہیں، یہ بھی اسی حکم میں ہے کہ پیشاب کر رہا ہے۔

مسئلہ ۲۲: جو شخص علانیہ فسق کرتا ہو اسے سلام نہ کرے کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہیں، مگر ان سے یہ اگر سختی برتتا ہے تو وہ اس کو زیادہ پریشان کریں گے اور نرمی کرتا ہے ان سے سلام کلام جاری رکھتا ہے تو وہ ایذا پہنچانے سے باز رہتے ہیں تو ان کے ساتھ ظاہری طور پر میل جول رکھنے میں یہ معذور ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق

مسئلہ ۲۳: جو لوگ شطرنج کھیل رہے ہوں ان کو سلام کیا جائے یا نہ کیا جائے، جو علما سلام کرنے کو جائز فرماتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں: کہ سلام اس مقصد سے کرے کہ اتنی دیر تک کہ وہ جواب دیں گے، کھیل سے باز رہیں گے۔ یہ سلام ان کو معصیت سے بچانے کے لیے ہے، اگرچہ اتنی ہی دیر تک سہی۔ جو فرماتے ہیں کہ سلام کرنا ناجائز ہے ان کا مقصد زجر و توبیخ ہے کہ اس میں ان کی تذلیل ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق

مسئلہ ۲۴: کسی سے کہہ دیا کہ فلاں کو میرا اسلام کہہ دینا اوس پر سلام پہنچانا واجب ہے اور جب اس نے سلام پہنچایا تو جواب یوں دے کہ پہلے اس پہنچانے والے کو اس کے بعد اس کو جس نے سلام بھیجا ہے یعنی یہ کہے وعلیک وعلیہ السلام۔ (عالمگیری) المرجع السابق

یہ سلام پہنچانا اس وقت واجب ہے جب اس نے اس کا التزام کر لیا ہو یعنی کہہ دیا ہو کہ ہاں تمہارا اسلام کہہ دوں گا کہ اس وقت یہ سلام اس کے پاس امانت ہے جو اس کا حقدار ہے اس کو دینا ہی ہوگا ورنہ یہ بمنزلہ ودیعت ہے کہ اس پر یہ لازم نہیں کہ سلام پہنچانے وہاں جائے۔ اسی طرح حاجیوں سے لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں میرا اسلام عرض کر دینا یہ سلام بھی پہنچانا

واجب ہے۔(ردالمحتار)"ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص ٦٨٥.

مسئلہ ۲۵: خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اور یہاں جواب دوطرح ہوتا ہے، ایک یہ کہ زبان سے جواب دے، دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیجے۔(درمختار، ردالمحتار)"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص ٦٨٥. مگر چونکہ جواب سلام فوراً دینا واجب ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو اگر فوراً تحریری جواب نہ ہو جیسا کہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ خط کا جواب فوراً ہی نہیں لکھا جاتا تا خواہ مخواہ کچھ دیر ہوتی ہے تو زبان سے جواب فوراً دے دے، تاکہ تاخیر سے گناہ نہ ہو۔ اسی وجہ سے علامہ سید احمد طحطاوی نے اس جگہ فرمایا: وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُوْنَ. "حاشية الطحطاوي على الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج٤، ص ٢٠٧. یعنی لوگ اس سے غافل ہیں۔

اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو السلام علیکم لکھا ہوتا ہے اس کا جواب زبان سے دے کر بعد کا مضمون پڑھتے۔

مسئلہ ۲۶: سلام کی میم کو ساکن کہا یعنی سلام علیکم، جیسا کہ اکثر جاہل اسی طرح کہتے ہیں یا سلامُ علیکم میم کے پیش کے ساتھ کہا، ان دونوں صورتوں میں جواب واجب نہیں کہ یہ مسنون سلام نہیں۔(درمختار، ردالمحتار)"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص ٦٨٦.

مسئلہ ۲۷: ابتداءً کسی نے یہ کہا علیک السلام یا علیکم السلام تو اس کا جواب نہیں۔ حدیث میں فرمایا: کہ ''یہ مُردوں کی تحیت ہے۔'' "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص ٦٨٦

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

مسئلہ ۲۸: سلام اتنی آواز سے کہے کہ جس کو سلام کیا ہے وہ سن لے اور اگر اتنی آواز نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں، جواب سلام میں بھی اتنی آواز ہو کہ سلام کرنے والا سن لے اور اتنا آہستہ کہا کہ وہ سن نہ سکا تو واجب ساقط نہ ہوا اور اگر وہ بہرا ہے تو اس کے سامنے ہونٹ کو جنبش دے کہ اس کی سمجھ میں آجائے کہ جواب دے دیا۔ چھینک کے جواب کا بھی یہی حکم ہے۔(بزازیہ)"البزازیة"، کتاب الکراهیة، نوع في السلام، ج٦، ص ٣٥٥. (هامش "الفتاوی الهندیة").

مسئلہ ۲۹: انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا ممنوع ہے۔ حدیث میں فرمایا: کہ ''انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور ہتھیلی سے اشارہ کرنا نصاریٰ کا۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الاستئذان والآداب، باب في کراهیة اشارة الید في السلام، الحدیث: ٢٦٩٥، ص ١٩٢٣

مسئلہ ۳۰: بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں، بلکہ بعض صرف آنکھوں کے اشارہ سے جواب دیتے ہیں یوں جواب نہیں ہوا، ان کو مونھ سے جواب دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۱: بعض لوگ سلام کرتے وقت جھک بھی جاتے ہیں، یہ جھکنا اگر حد رکوع تک ہو تو حرام ہے اور اس سے کم ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۳۲: اس زمانہ میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کر لیے ہیں۔ ان میں سب سے برا یہ ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں بندگی عرض یہ لفظ ہرگز نہ کہا جائے۔ بعض لوگ آداب عرض کہتے ہیں، اگرچہ اس میں اتنی برائی نہیں مگر سنت کے خلاف ہے۔ بعض لوگ تسلیم یا تسلیمات عرض کہتے ہیں، اس کو سلام کہا جاسکتا ہے کہ یہ سلام ہی کے معنی میں ہے۔

بعض کہتے ہیں سلام۔ اس کو بھی سلام کہا جاسکتا ہے قرآن مجید میں ہے کہ ملائکہ جب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

﴿فَقَالُوْا سَلٰمًا﴾ پ ١٤، الحجر: ٥٢. انھوں نے آ کر سلام کہا،اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی سلام کہا یعنی اگر کسی نے کہا سلام تو سلام کہہ دینے سے جواب ہو جائے گا۔

بعض لوگ اس قسم کے ہیں کہ وہ خود تو کیا سلام کریں گے، اگر ان کو سلام کیا جاتا ہے تو بگڑتے ہیں، کہتے ہیں کہ کیا ہمیں برابر کا سمجھ لیا ہے، یعنی کوئی غریب آدمی سلام مسنون کرے تو وہ اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔

اور بعض یہ چاہتے ہیں کہ انھیں آداب عرض کہا جائے یا جھک کر ہاتھ سے اشارہ کیا جائے اور بعض یہاں تک بے باک ہیں کہ یہ کہتے ہیں، کیا ہمیں دھنا جولاہا مقرر کر رکھا ہے؟ اللہ تعالٰی ان کو ہدایت دے اور ان کی آنکھیں کھولے۔

مسئلہ ٣٣: کسی کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا یہ انبیا و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے، مثلاً موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، جبریل علیہ السلام، نبی اور فرشتہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کے ساتھ یوں نہ کہا جائے۔

مسئلہ ٣٤: اکثر جگہ یہ طریقہ ہے کہ چھوٹا جب بڑے کو سلام کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے جیتے رہو۔ یہ سلام کا جواب نہیں ہے، بلکہ یہ جواب جاہلیت میں کفار دیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے حیاک اللہ۔ اسلام نے یہ بتایا کہ جواب میں وعلیکم السلام کہا جائے۔

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

بہارِ شریعت
حصہ 16
مفتی محمد امجد علی اعظمی
4125858
4921389-93/4126999
Web:www.dawateislami.net, Email:maktaba@dawateislami.net

مصافحہ ومعانقہ وبوسہ وقیام کا بیان

حدیث ۱: امام احمد وترمذی وابن ماجہ نے براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت ہوجاتی ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الاستئذان... إلخ، باب ماجاء في المصافحة، الحديث: ۲۷۲۷، ص۱۹۲٦.

اور ابوداود کی روایت میں ہے، ''جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ (عزوجل) کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی مغفرت ہوجائے گی۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في المصافحة، الحديث: ٥٢١١، ص١٦٠٤.

حدیث ۲: بیہقی نے شعب الایمان میں براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دوپہر سے پہلے چار رکعتیں (نماز چاشت) پڑھے تو گویا اس نے شبِ قدر میں پڑھیں اور دو مسلمان مصافحہ کریں تو کوئی گناہ باقی نہ رہے گا، مگر جھڑ جائے گا۔'' "شعب الإيمان"، باب في مقاربة و موادة اهل الدين، فصل في المصافحة... إلخ، الحديث: ٨٩٥٥، ج٦، ص٤٧٤.

حدیث ۳: صحیح بخاری میں قتادہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے دریافت کیا کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں مصافحہ کا دستور تھا؟ کہا: ''ہاں۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الاستئذان باب المصافحة، الحديث: ٦٢٦٣، ص٥٢٨.

حدیث ٤: امام مالک نے عطاء خراسانی سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپس میں مصافحہ کرو، دل کی کپٹ جاتی رہے گی (یعنی کینہ ختم ہوجائے گا۔) اور باہم ہدیہ کرو، محبت پیدا ہوگی اور عداوت نکل جائے گی۔'' "الموطأ" للإمام مالك، كتاب حسن الخلق، باب ماجاء في المهاجرة، الحديث: ١٧٣١، ج٢، ص٤٠٧.

www.dawateislami.net

حدیث ۵: امام احمد نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب دو مسلمانوں نے ملاقات کی اور ایک نے دوسرے کا ہاتھ پکڑلیا (مصافحہ کیا) تو اللہ تعالٰی کے ذمہ میں یہ حق ہے کہ ان کی دعا کو حاضر کردے اور ہاتھ جدا نہ ہونے پائیں گے کہ ان کی مغفرت ہوجائے گی اور جو لوگ جمع ہوکر اللہ تعالٰی کا ذکر کرتے ہیں اور سوا رضائے الٰہی کے ان کا کوئی مقصد نہیں ہے تو آسمان سے منادی ندا دیتا ہے کہ کھڑے ہوجاؤ! تمھاری مغفرت ہوگئی، تمھارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا۔''

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٢٤٥٤، ١٢٤٥٦، ج٤، ص٢٨٦.

حدیث ٦: طبرانی نے سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملے اور ہاتھ پکڑے (مصافحہ کرے) تو ان دونوں کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے تیز آندھی کے دن میں خشک درخت کے پتے اور ان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں، اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔'' "المعجم الكبير"، الحديث: ٦١٥٠، ج٦، ص٢٥٦.

حدیث ۷: ابن النجار نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنے بھائی سے مصافحہ کرے اور کسی کے دل میں دوسرے سے عداوت نہ ہو تو ہاتھ جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالٰی دونوں کے گزشتہ گناہوں کو بخش دے گا اور جو شخص اپنے بھائی کی طرف نظر محبت سے دیکھے، اس کے دل یا سینے میں عداوت نہ ہو تو نگاہ لوٹنے سے پہلے دونوں کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' "كنز العمال"، كتاب الصحبة، رقم: ٢٥٣٥٨، ج٩، ص٥٧

حدیث ۸: امام احمد و ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ اس کی پیشانی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھے کہ مزاج کیسا ہے اور پوری تحیت یہ ہے کہ مصافحہ کیا جائے۔'' ''جامع الترمذي''، ابواب الاستئذان... إلخ، باب ما جاء في المصافحة، الحديث: ۲۷۳۱، ص۱۹۲۷

حدیث ۹: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اس کے لیے جھک جائے؟ فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا، تو کیا اس سے چپٹ جائے اور بوسہ لے؟ فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا، تو کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے؟ فرمایا: ''ہاں۔'' ''جامع الترمذي''، ابواب الاستئذان... إلخ، باب ما جاء في المصافحة، الحديث: ۲۷۲۸، ص۱۹۲٦

حدیث ۱۰: ابوداود نے روایت کی، کہ ایک شخص نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، کیا تم لوگ جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ملتے تھے تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تم سے مصافحہ کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: میں نے جب کبھی ملاقات کی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مصافحہ کیا۔ ایک دن حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے آدمی بھیجا، میں گھر پر موجود نہ تھا، جب آیا تو مجھے مطلع کیا گیا میں حاضر ہوا، اس وقت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تخت پر تھے، مجھے چپٹا لیا تو یہ خوب ہی اچھا تھا، خوب اچھا۔ ''سنن أبي داود''، كتاب الادب، باب في المعانقة، الحديث: ۵۲۱٤، ص۱٦۰٤.

حدیث ۱۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دریافت کیا، کہ وہ یہاں ہیں؟ تھوڑی دیر بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انھیں گلے لگایا اور وہ بھی چپٹ گئے۔ پھر فرمایا: ''اے اللہ (عزوجل)! میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور اسے محبوب بنالے جو اسے محبوب رکھے۔'' ''صحيح مسلم''، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الحسن والحسين رضي الله عنهما، الحديث: ٦۲۵۷، ص۱۱۰٤

www.dawateislami.net

حدیث ۱۲: امام احمد نے یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انھیں چپٹا لیا اور فرمایا: ''اولاد بخل اور بزدلی کا سبب ہوتی ہے۔'' ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، حديث يعلى بن مرة الثقفي، الحديث: ۱۷۵۷۳، ج٦، ص۱۷۸.

حدیث ۱۳: ترمذی نے اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ میں آئے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے مکان میں تشریف فرما تھے۔ انھوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کپڑا گھسیٹتے ہوئے برہنہ یعنی بغیر چادر اوڑھے ہوئے چل دیے۔ واللہ! میں نے کبھی اس کے پہلے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو برہنہ یعنی بغیر چادر اوڑھے کسی کے پاس جاتے نہیں دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی اس طرح دیکھا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انھیں گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ ''جامع الترمذي''، ابواب الاستئذان... إلخ، باب ما جاء في المعانقة والقبلة، الحديث: ۲۷۳۲، ص۱۹۲۷

حدیث ۱٤: ابوداود نے اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک انصاری شخص جن کی طبیعت میں مزاح تھا، وہ باتیں کررہے تھے اور لوگوں کو ہنسا رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لکڑی سے ان کی کمر میں کونچا دیا۔ انھوں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کی، مجھے اس کا بدلہ دیجیے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: بدلہ لے لو۔ انھوں نے کہا،

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قمیص پہنے ہوئے ہیں، میرے بدن پر قمیص نہیں ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے قمیص ہٹادی، وہ چپٹ گئے اور پہلو کو بوسہ دیا اور یہ کہا کہ میرا مقصد یہی تھا۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في قبلة الجسد، الحديث: ٥٢٢٤، ص ١٦٠٤. (بدلہ لینا مقصود نہ تھا)

حدیث ۱۵: ابوداود و بیہقی نے عامر شعبی سے مرسلاً روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا اور ان سے معانقہ فرمایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في قبلة ما بين العينين، الحديث: ٥٢٢٠، ص ١٦٠٤.

حدیث ۱۶: ابوداود نے زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جب قبیلۂ عبدالقیس کا وفد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں آیا تھا، یہ بھی اس وفد میں تھے، یہ کہتے ہیں جب ہم مدینہ میں پہنچے، اپنی منزلوں سے جلدی جلدی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دستِ مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیتے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب قبلة الرجل، الحديث: ٥٢٢٥، ص ١٦٠٤.

حدیث ۱۷: ابوداود نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کی طرف کھڑے ہوجاتے اور ان کا ہاتھ پکڑ تے اور ان کو بوسہ دیتے پھر اپنی جگہ بٹھاتے اور جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہوجاتیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ہاتھ پکڑ لیتیں اور بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في القيام، الحديث: ٥٢١٧، ص ١٦٠٤

www.dawateislami.net

حدیث ۱۸: ابوداود نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع شروع مدینہ میں آئے تھے میں ان کے ساتھ ان کے یہاں گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بخار میں لیٹی ہوئی تھیں، حضرت ابوبکر ان کے پاس گئے اور پوچھا بیٹی کیسی ہو اور ان کے رخسارہ پر بوسہ دیا۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في قبلة الخد، الحديث: ٥٢٢٢، ص ١٦٠٤.

حدیث ۱۹: ترمذی نے صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ دو۲ یہودی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ کھلی ہوئی نو۹ نشانیاں کیا ہیں؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا:

(۱) اللہ (عزوجل) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

(۲) اور چوری نہ کرو۔

(۳) اور زنا نہ کرو۔

(۴) اور جس جان کو اللہ (عزوجل) نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو۔

(۵) اور جو جرم سے بری ہو اسے بادشاہ کے پاس قتل کے لیے نہ لے جاؤ۔

(۶) اور جادو نہ کرو۔

(۷) اور سود نہ کھاؤ۔

(۸) اور عفیفہ پر زنا کی تہمت نہ دھرو۔

(۹) اور لڑائی کے دن مونھ پھیر کر نہ بھاگو اور خاص تم یہودی ہفتہ کے متعلق حد سے تجاوز نہ کرو۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الاستئذان... إلخ، باب ما جاء في قبلة اليد و الرجل، الحديث: ۲۷۳۳، ص۱۹۲۷.

جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ فرمایا تو انھوں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا۔

حدیث ۲۰: ابوداود نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں: کہ ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے قریب گئے اور ہاتھ کو بوسہ دیا۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في قبلة اليد، الحديث: ۵۲۲۳، ص۱٦۰٤

حدیث ۲۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ جب بنی قریظہ اپنے قلعہ سے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر اترے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور وہ وہاں سے قریب میں تھے۔ جب مسجد کے قریب آ گئے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انصار سے فرمایا: ''اپنے سردار کے پاس اٹھ کر جاؤ۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب اذا نزل العدو على حكم رجل، كتاب المغازي، باب مرجع النبي صلى الله عليه وسلم من الاحزاب... إلخ، الحديث: ۳۰٤۳، ٤۱۲۱، ص۲٤٤، ۳۳۷. و "صحيح مسلم"، كتاب الجهاد... إلخ، باب جواز قتال من نقض العهد... إلخ، الحديث: ٤۵۹٦، ص۹۹۱.

حدیث ۲۲: بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھ کر ہم سے باتیں کرتے جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کھڑے ہوتے ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اتنی دیر کھڑے رہتے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دیکھ لیتے کہ بعض ازواج مطہرات کے مکان میں تشریف لے گئے۔ "شعب الإيمان"، باب في مقاربة و موادة اهل الدين، فصل في قيام المرء... إلخ، الحديث: ۸۹۳۰، ج٦، ص٤٦٧.

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ۲۳: ترمذی و ابوداود نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی یہ خوشی ہو کہ لوگ میری تعظیم کے لیے کھڑے رہیں، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ما جاء في كراهية قيام الرجل للرجل، الحديث: ۲۷۵۵، ص۱۹۲۹.

حدیث ۲٤: ابوداود نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عصا پر ٹیک لگا کر باہر تشریف لائے۔ ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ارشاد فرمایا: ''اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی کھڑے ہوا کرتے ہیں کہ ان میں کا بعض بعض دوسرے کی تعظیم کیا کرتا ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب الرجل يقوم للرجل يعظمه بذلك، الحديث: ۵۲۳۰، ص۱٦۰۵.

یعنی عجمیوں کا کھڑے ہونے میں جو طریقہ ہے وہ قبیح و مذموم ہے، اس طرح کھڑے ہونے کی ممانعت ہے۔ وہ یہ ہے کہ امرا بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ بروجہ تعظیم ان کے قریب کھڑے رہتے ہیں۔ دوسری صورت عدم جواز کی وہ ہے کہ وہ خود پسند کرتا ہو کہ میرے لیے لوگ کھڑے ہوا کریں اور کوئی کھڑا نہ ہو تو برا مانے جیسا کہ ہندوستان میں اب بھی بہت جگہ رواج ہے کہ امیروں، رئیسوں، زمین داروں کے لیے ان کی رعایا کھڑی ہوتی ہے، نہ کھڑی ہو تو زدوکوب تک نوبت آتی ہے۔ ایسے ہی متکبرین و متجبرین کے متعلق معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث میں وعید آئی ہے اور اگر ان کی طرف سے یہ نہ ہو بلکہ یہ کھڑا ہونے والا اس کو مستحق تعظیم سمجھ کر ثواب کے لیے کھڑا ہوتا ہے یا تواضع کے طور پر کسی کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو یہ ناجائز نہیں بلکہ مستحب ہے۔

مسئلہ ۱: مصافحہ (یعنی ہاتھ ملانا۔) سنت ہے اوراس کا ثبوت تواتر سے ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ایک حدیث یہ ہے کہ ''جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی، اس کے تمام گناہ گر جائیں گے۔'' جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ مطلقاً مصافحہ کا جواز یہ بتاتا ہے کہ نماز فجر و عصر کے بعد جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا مسلمانوں میں رواج ہے یہ بھی جائز ہے اور بعض کتابوں میں جو اس کو بدعت کہا گیا، اس سے مراد بدعتِ حسنہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج۹، ص٦٢٨.

مسئلہ ۲: جس طرح فجر و عصر کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے دوسری نمازوں کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہے، کیونکہ اصل مصافحہ کرنا جائز ہے تو کسی وقت بھی کیا جائے جائز ہی ہے، جب تک شرع مطہر سے ممانعت ثابت نہ ہو۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج۹، ص٦٢٨

مسئلہ ۳: مصافحہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی ہتھیلی دوسرے کی ہتھیلی سے ملائے، فقط انگلیوں کے چھونے کا نام مصافحہ نہیں ہے۔ سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور دونوں کے ہاتھوں کے مابین کپڑا وغیرہ کوئی چیز حائل نہ ہو۔ (ردالمحتار) المرجع السابق، ص٦٦٩.

مسئلہ ٤: مصافحہ کا ایک طریقہ وہ ہے جو بخاری شریف وغیرہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ ''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ مبارک ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں تھا۔'' یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہو۔ دوسرا طریقہ جس کو بعض فقہا نے بیان کیا اور اس کی نسبت بھی وہ کہتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے، وہ یہ کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے دہنے سے اور بایاں بائیں سے ملائے اور انگوٹھے کو دبائے کہ انگوٹھے میں ایک رگ ہے کہ اس کے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

مسئلہ ۵: مصافحہ مسنون یہ ہے کہ جب دو مسلمان باہم ملیں تو پہلے سلام کیا جائے اس کے بعد مصافحہ کریں۔ رخصت کے وقت بھی عموماً مصافحہ کرتے ہیں، اس کے مسنون ہونے کی تصریح نظر فقیر سے نہیں گزری۔ مگر اصل مصافحہ کا جواز (یعنی جائز ہونا۔) حدیث سے ثابت ہے تو اس کو بھی جائز ہی سمجھا جائے گا۔

مسئلہ ٦: معانقہ کرنا (یعنی گلے ملنا۔) بھی جائز ہے جبکہ خوف فتنہ اور اندیشۂ شہوت نہ ہو۔ چاہیے کہ جس سے معانقہ کیا جائے وہ صرف تہبند یا فقط پاجامہ پہنے ہوئے نہ ہو، بلکہ کرتا یا اچکن بھی پہنے ہو یا چادر اوڑھے ہو یعنی کپڑا حائل ہو۔ (زیلعی) "تبيين الحقائق"، كتاب الكراهية، فصل في الإستبراء وغيره، ج۷، ص٥٦. حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معانقہ کیا۔ انظر: "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في قبلة ما بين العينين، الحديث: ٥٢٢٠، ص١٦٠٤.

مسئلہ ۷: بعد نماز عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہار خوشی کا ایک طریقہ ہے۔ یہ معانقہ بھی جائز ہے، جبکہ محل فتنہ نہ ہو مثلاً امرد خوبصورت سے معانقہ کرنا کہ یہ محل فتنہ ہے۔

مسئلہ ۸: بوسہ دینا اگر بشہوت ہو تو ناجائز ہے اور اکرام و تعظیم کے لیے ہو تو ہوسکتا ہے۔ پیشانی پر بوسہ بھی انھیں شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان کو بوسہ دیا۔ اور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی بوسہ دینا ثابت ہے۔

مسئلہ ۹: بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں یہ مکروہ ہے، ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ (زیلعی) "تبیین الحقائق"، کتاب الکراھیۃ، فصل في الإستبراء وغیرہ، ج۷، ص۵٦.

مسئلہ ۱۰: عالمِ دین اور بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے، بلکہ اس کے قدم چومنا بھی جائز ہے۔ بلکہ اگر کسی نے عالمِ دین سے یہ خواہش کی کہ آپ اپنا ہاتھ یا قدم مجھے دیجیے کہ میں بوسہ دوں تو اس کے کہنے کے مطابق وہ عالم اپنا ہاتھ پاؤں بوسہ کے لیے اس کی طرف بڑھا سکتا ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحۃ، باب الإستبراء وغیرہ، ج۹، ص٦٣١

مسئلہ ۱۱: عورت نے عورت کے مونھ یا رخسارہ کو بوقتِ ملاقات یا بوقتِ رخصت بوسہ دیا، یہ مکروہ ہے۔ (درمختار) المرجع السابق، ص٦٣٢.

مسئلہ ۱۲: عالم یا کسی بڑے کے سامنے زمین کو بوسہ دینا حرام ہے۔ جس نے ایسا کیا اور جو اس پر راضی ہوا، دونوں گنہگار ہوئے۔ (زیلعی) "تبیین الحقائق"، کتاب الکراھیۃ، فصل في الإستبراء وغیرہ، ج۷، ص٥٦.

مسئلہ ۱۳: بوسہ کی چھ قسمیں ہیں:

(۱) بوسہ رحمت، جیسے والدین کا اولاد کو بوسہ دینا۔

(۲) بوسہ شفقت، جیسے اولاد کا والدین کو بوسہ دینا۔

(۳) بوسہ محبت، جیسے ایک شخص اپنے بھائی کی پیشانی کو بوسہ دے۔

(۴) بوسہ تحیت، جیسے بوقت ملاقات ایک مسلم دوسرے مسلم کو بوسہ دے۔

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

(۵) بوسہ شہوت، جیسے مرد عورت کو بوسہ دے اور

(٦) ایک قسم بوسہ دیانت ہے، جیسے حجر اسود کا بوسہ۔ (زیلعی) المرجع السابق.

مسئلہ ١٤: مصحف یعنی قرآن مجید کو بوسہ دینا بھی صحابۂ کرام کے فعل سے ثابت ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ صبح کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے یہ میرے رب کا عہد اور اس کی کتاب ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مصحف کو بوسہ دیتے اور چہرے سے مس کرتے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحۃ، باب الإستبراء وغیرہ، ج۹، ص٦٣٤.

مسئلہ ۱۵: سجدہ تحیت یعنی ملاقات کے وقت بطورِ اکرام کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے اور اگر بقصد عبادت ہو تو سجدہ کرنے والا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحۃ، باب الإستبراء وغیرہ، ج۹، ص٦٣٢.

مسئلہ ١٦: بادشاہ کو بروجہ تحیت سجدہ کرنا یا اس کے سامنے زمین کو بوسہ دینا کفر نہیں، مگر یہ شخص گنہگار ہوا اور اگر عبادت کے طور پر سجدہ کیا تو کفر ہے۔ عالم کے پاس آنے والا بھی اگر زمین کو بوسہ دے، یہ بھی ناجائز و گناہ ہے، کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں۔ (عالمگیری) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن والعشرون في ملاقاۃ الملوك، ج٥، ص٣٦٨ - ٣٦٩.

مسئلہ ۱۷: ملاقات کے وقت جھکنا منع ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٦٩. یعنی اتنا جھکنا کہ حدِ رکوع تک ہو جائے۔

مسئلہ ۱۸: آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز بلکہ مندوب ہے، جبکہ ایسے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جو مستحق تعظیم ہے، مثلاً عالم دین کی تعظیم کو کھڑا ہونا۔ کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہے یا قرآن مجید پڑھ رہا ہے اور ایسا شخص آ گیا جس کی تعظیم کرنی چاہیے تو اس حالت میں بھی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحۃ، باب الإستبراء وغیرہ، ج۹، ص٦٣٢.

مسئلہ ۱۹: جوشخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ میرے لیے کھڑے ہوں اس کی یہ بات ناپسند و مذموم ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج۹، ص۶۳۳. احادیث میں اسی قیام کی مذمت ہے یا اس قیام کو برا بتایا گیا ہے۔ جو اعاجم میں مروج ہے کہ سلاطین بیٹھے ہوتے ہیں اور اُس کے آس پاس تعظیم کے طور پر لوگ کھڑے رہتے ہیں، آنے والے کے لیے کھڑا ہونا اس قیام ممنوع میں داخل نہیں۔ قیام میلاد شریف کی ممانعت پر ان احادیث سے دلیل لانا جہالت ہے۔

مسئلہ ۲۰: جہاں یہ اندیشہ ہو کہ تعظیم کے لیے اگر کھڑا نہ ہوا تو اس کے دل میں بغض و عداوت پیدا ہوگا، خصوصاً ایسی جگہ جہاں قیام کا رواج ہے تو قیام کرنا چاہیے تاکہ ایک مسلم کو بغض و عداوت سے بچایا جائے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، باب الإستبراء وغيره، ج۹، ص۶۳۳.

چھینک اور جماہی کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو چھینک پسند ہے اور جماہی ناپسند ہے۔ جب کوئی شخص چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر یہ حق ہے کہ یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہے اور جماہی شیطان کی طرف سے ہے، جب کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے، اُسے دفع کرے کیونکہ جب جماہی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب اذا تثاء ب فليضع يده على فيه، الحديث: ۶۲۲۶، ص۵۲۴ یعنی خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ کسل اور غفلت کی دلیل ہے، ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ''جب وہ (ہا) کہتا ہے شیطان ہنستا ہے۔''

"صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده، الحديث: ۳۲۸۹، ص۲۶۶.

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہے جب یہ یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہہ لے تو چھینکنے والا اس کے جواب میں یہ کہے یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب اذا عطس كيف يشمت، الحديث: ۶۲۲۴، ص۵۲۴.

ترمذی اور دارمی کی روایت میں ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ جب چھینک آئے تو یہ کہے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال ۔

"جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء كيف يشمت العاطس، الحديث: ۲۷۴۱، ص۱۹۲۸.

حدیث ۳: طبرانی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہے۔'' "المعجم الكبير"، الحديث: ۱۰۳۲۶، ج۱۰، ص۱۶۲.

حدیث ۴: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جب کسی کو چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو فرشتے کہتے ہیں: رَبِّ الْعَالَمِیْن اور اگر وہ رَبِّ الْعَالَمِیْن کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: رَحِمَکَ اللّٰہ۔'' "المعجم الكبير"، الحديث: ۱۲۲۸۴، ج۱۱، ص۳۵۸.

حدیث ۵: ترمذی نے نافع سے روایت کی، کہ ایک شخص کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس چھینک آئی۔ اس نے کہا الحمد للّٰہ والسلام علی رسول اللّٰہ ۔ ابن عمر نے فرمایا: یہ تو میں بھی کہتا ہوں کہ الحمدللّٰہ والسلام علی رسول اللّٰہ مگر اس کے کہنے کی یہ جگہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی، ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اس موقع پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال

کہیں۔ "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ما يقول العاطس اذا عطس، الحديث: ۲۷۳۸، ص۱۹۲۷.

حدیث ۶: ترمذی وابوداود نے ہلال بن یساف سے روایت کی، کہتے ہیں: ہم سالم بن عبید کے پاس تھے، ایک شخص کو چھینک آئی، اس نے کہا: السلام علیکم۔ سالم نے کہا: **وعلیک و علی اُمِّک** اسے اس کا رنج ہوا۔ (کہ مجھے ایسا جواب کیوں دیا)۔ ابوداود کی روایت میں ہے، کہ اس نے کہا: میری ماں کا آپ نے ذکر نہ کیا ہوتا۔ نہ اچھا، نہ برا تو اچھا ہوتا۔ سالم نے کہا: میں نے وہی کہا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی، اس نے کہا السلام علیکم۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: **وعلیک وعلی اُمِّک**. جب کسی کو چھینک آئے تو کہے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن** اور جواب دینے والا کہے **یَرْحَمُکَ اللّٰه** اور وہ کہے **یَغْفِرُ اللّٰهُ لِیْ وَلَکُمْ**۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب كيف تشميت العاطس، الحديث: ۵۰۳۱، ص۱۵۹۱.و "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء كيف يشمت العاطس، الحديث: ۲۷۴۰، ص۱۹۲۸.

حدیث ۷: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس دو شخصوں کو چھینک آئی۔ آپ نے ایک کو جواب دیا، دوسرے کو نہیں دیا۔ اس نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اُس کو جواب دیا اور مجھے نہیں دیا۔ ارشاد فرمایا: ''اس نے **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** کہا اور تو نے نہیں کہا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب لا يشمت العاطس اذا لم يحمد الله، الحديث: ۶۲۲۵، ص۵۲۴.

حدیث ۸: صحیح مسلم میں ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ''جب کوئی چھینکے اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** کہے تو اسے جواب دو اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** نہ کہے تو اسے جواب مت دو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الزهد... إلخ، باب تشميت العاطس... إلخ، الحديث: ۷۴۸۸، ص۱۱۹۵.

www.dawateislami.net

حدیث ۹: صحیح مسلم میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کے جواب میں **یَرْحَمُکَ اللّٰه** کہا، پھر دوبارہ چھینک آئی تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اسے زکام ہوگیا ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الزهد... إلخ، باب تشميت العاطس... إلخ، الحديث: ۷۴۸۹، ص۱۱۹۵

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ تیسری مرتبہ چھینک آئی تب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایسا فرمایا۔ "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء كم يشمت العاطس، الحديث: ۲۷۴۳، ص۱۹۲۸. یعنی جب بار بار چھینک آئے تو جواب کی حاجت نہیں۔

حدیث ۱۰: ترمذی وابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھینک آتی تو مونھ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے اور آواز کو پست کرتے۔ "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء في خفض الصوت... إلخ، الحديث: ۲۷۴۵، ص۱۹۲۸.

حدیث ۱۱: صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ جب کسی کو جماہی آئے تو مونھ پر ہاتھ رکھ لے کیونکہ شیطان مونھ میں گھس جاتا ہے۔ "صحيح مسلم"، كتاب الزهد... إلخ، باب تشميت العاطس... إلخ، الحديث: ۷۴۹۱، ص۱۱۹۵.

حدیث ۱۲: طبرانی اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سچی بات وہ ہے کہ اس وقت چھینک آجائے۔'' "المعجم الأوسط"، باب الجيم، الحديث: ۳۳۶۰، ج۲، ص۳۰۲. اور حکیم کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے کہ ''جب کوئی بات کی جائے اور چھینک آجائے تو وہ حق ہے۔'' "نوادر الاصول في احاديث الرسول"، ج۳، ص۵ اور ابونعیم کی روایت

انھیں سے ہے، کہ ''دعا کے وقت چھینک آ جانا سچا گواہ ہے۔'' ''كنزالعمال''، كتاب الصحبة، رقم: ٢٥٥٢٠، ج٩، ص٦٨

حدیث ۱۳: بیہقی نے شعب الایمان میں عبادہ بن صامت وشداد بن اوس وواثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو آواز کو بلند نہ کرے کہ شیطان کو یہ بات پسند ہے کہ ان میں آواز بلند کی جائے۔'' ''شعب الإيمان''، باب في تشميت العاطس، فصل في خفض الصوت بالعطاس، الحديث: ٩٣٥٥، ج٧، ص٣٢

مسئلہ ۱: چھینک کا جواب دینا واجب ہے، جبکہ چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اور اس کا جواب بھی فوراً دینا اور اس طرح جواب دینا کہ وہ سن لے، واجب ہے۔ جس طرح سلام کے جواب میں ہے یہاں بھی ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) ''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٣.

مسئلہ ۲: چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے، دوبارہ چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو دوبارہ جواب واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے۔ (عالمگیری) ''الفتاوى الهندية''، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٦

مسئلہ ۳: جس کو چھینک آئے اسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہے۔ جب اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو سننے والے پر اس کا جواب دینا واجب ہو گیا اور حمد نہ کرے تو جواب نہیں۔ ایک مجلس میں کئی مرتبہ کسی کو چھینک آئی تو صرف تین بار تک جواب دینا ہے، اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے۔ (بزازیہ) ''البزازية''، كتاب الكراهية، نوع في السلام، ج٦، ص٣٥٥. (هامش ''الفتاوى الهندية'')

مسئلہ ٤: جس کو چھینک آئے وہ یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال اور اس کے جواب میں دوسرا شخص یوں کہے۔ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ (اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے۔) پھر چھینکنے والا یہ کہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ (اللہ عزوجل ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔) یا یہ کہے یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ (اللہ عزوجل تمہیں ہدایت دے اور تمہاری اصلاح فرمائے۔) اس کے سوا دوسری بات نہ کہے۔ (عالمگیری) ''الفتاوى الهندية''، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، ج٥، ص٣٢٦

مسئلہ ۵: عورت کو چھینک آئی اگر وہ بوڑھی ہے تو مرد اس کا جواب دے، اگر جوان ہے تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔ مرد کو چھینک آئی اور عورت نے جواب دیا، اگر جوان ہے تو مرد اس کا جواب اپنے دل میں دے اور بوڑھی ہے تو زور سے جواب دے سکتا ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق ص٣٢٧.

مسئلہ ٦: خطبہ کے وقت کسی کو چھینک آئی تو سننے والا اس کو جواب نہ دے۔ (خانیہ) ''الفتاوى الخانية''، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في التسبيح و التسليم، ج٢، ص٣٧٧.

مسئلہ ۷: کافر کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو جواب میں یَھْدِیْکَ اللّٰہُ کہا جائے۔ (ردالمحتار) ''ردالمحتار''، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٤.

مسئلہ ۸: چھینکنے والے کو چاہیے کہ زور سے حمد کہے تاکہ کوئی سنے اور جواب دے۔ چھینک کا جواب بعض حاضرین نے دیدیا تو سب کی طرف سے ہو گیا اور بہتر یہ ہے کہ سب حاضرین جواب دیں۔ (ردالمحتار) المرجع السابق.

مسئلہ ۹: دیوار کے پیچھے کسی کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو سننے والا اس کا جواب دے۔ (ردالمحتار) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۰: چھینکنے والے سے پہلے ہی سننے والے نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہ شخص دانتوں اور کانوں کے

درد اور تخمہ (یعنی بدہضمی۔) سے محفوظ رہے گا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ کمر کے درد سے محفوظ رہے گا۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٨٤.

مسئلہ ۱۱: چھینک کے وقت سر جھکا لے اور مونھ چھپالے اور آواز کو پست کرے، چھینک کی آواز بلند کرنا حماقت ہے۔ (ردالمحتار) المرجع السابق.

فائدہ: حدیث میں ہے کہ بات کے وقت چھینک آجانا شاہد عدل ہے۔ "ردالمحتار" كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٨٥.

مسئلہ ۱۲: بہت لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں، مثلاً کسی کام کے لیے جارہا ہے اور کسی کو چھینک آگئی تو سمجھتے ہیں کہ اب وہ کام انجام نہیں پائے گا، یہ جہالت ہے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور ایسی چیز کو بدفالی کہنا جس کو حدیث میں شاہد عدل فرمایا، سخت غلطی ہے۔

خرید و فروخت کا بیان

خرید فروخت کا مفصل بیان حصہ یازدہم میں گزر چکا ہے وہاں سے معلوم کریں۔۱۲منہ

مسئلہ ۱: جب تک خرید و فروخت کے مسائل معلوم نہ ہوں کہ کون سی بیع جائز ہے اور کون ناجائز، اس وقت تک تجارت نہ کرے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس والعشرون في البيع... إلخ، ج٥، ص٣٦٣

مسئلہ ۲: انسان کے پاخانہ کا بیع کرنا ممنوع ہے، گوبر کا بیچنا ممنوع نہیں۔ انسان کے پاخانہ میں مٹی یا راکھ مل کر غالب ہو جائے، جیسے کھات میں مٹی کا غلبہ ہو جاتا ہے تو بیع بھی جائز ہے اور اس کو کام میں لانا مثلاً کھیت میں ڈالنا بھی جائز ہے۔ (ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج۲، ص۳۷٥

www.dawateislami.net

مسئلہ ۳: یہ معلوم ہے کہ یہ فلاں شخص کی کنیز ہے اور دوسرا شخص اسے بیع کر رہا ہے، یہ بائع (یعنی بیچنے والا۔) کہتا ہے کہ اس نے مجھے بیع کا وکیل کیا ہے یا اس سے میں نے خرید لی ہے یا اس نے مجھے ہبہ کر دی (یعنی تحفۃً مالک بنا دیا۔) ہے تو اس کو خریدنا اور اس سے وطی کرنا جائز ہے۔ جبکہ وہ شخص ثقہ ہو یا غالب گمان یہ ہو کہ سچ کہتا ہے اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ وہ اس خبر میں جھوٹا ہے تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں اور اگر اس کو خود اس کا علم نہیں کہ یہ فلاں کی ہے، مگر اس بائع ہی نے بتایا کہ یہ فلاں کی ہے اور مجھے اس نے بیع کا وکیل کیا ہے اور وہ بائع ثقہ ہے یا غالب گمان یہ ہے کہ سچ کہتا ہے تو اس کو خریدنا وغیرہ جائز ہے۔ (ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج۲، ص۳۷٥.

اسی طرح دوسری اشیاء کے متعلق یہ علم ہے کہ فلاں کی ہے اور بیچنے والا کہتا ہے کہ اس نے مجھے بیع کا وکیل کیا ہے یا میں نے خرید لی ہے یا اس نے ہبہ کر دی ہے تو اس کو خریدنا اور اس چیز سے نفع اٹھانا انھیں شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

مسئلہ ٤: جو شخص چیز کو بیع کر رہا ہے اس نے یہ نہیں بتایا کہ یہ چیز میرے پاس اس طرح آئی اور مشتری (یعنی خریدنے والا۔) کو معلوم ہے کہ یہ چیز فلاں کی ہے تو جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ یہ چیز اس کو یوں ملی ہے، اسے نہ خریدے۔ مشتری کو یہ نہیں معلوم ہے کہ چیز کسی دوسرے شخص کی ہے تو بیچنے والے سے خریدنا جائز ہے کہ اس کے قبضہ میں ہونا اس کی ملک کی دلیل ہے اور اس کا معارض پایا نہیں گیا۔ پھر اس کی کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ دوسرے کی ملک کا توہم کیا جائے۔

ہاں اگر وہ چیز ایسی ہے کہ اس جیسے شخص کی نہیں ہو سکتی مثلاً وہ چیز بیش قیمت ہے اور یہ شخص ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس کی ہوگی یا جاہل کے پاس کتاب ہے اور اس کے باپ دادا بھی عالم نہ تھے کہ اسے میراث میں ملی ہو تو اس صورت میں اس کی خریداری سے بچنا چاہیے

اوراس کے باوجود اس نے خرید ہی لی تو خریدنا جائز ہے، کیونکہ خریدار نے دلیل شرعی پر اعتماد کرکے خریدا ہے یعنی قبضہ کو ملک کی دلیل قرار دیا ہے۔ (ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج۲، ص۲۷۲.

مسئلہ ۵: مشترک چیز میں جو اس کا حصہ ہے اسے نہ بیچے جب تک شریک کو مطلع نہ کردے، اگر وہ شریک خرید لے فبہا ورنہ جس کے ہاتھ چاہے بیچ ڈالے اس کا مطلب یہ ہے کہ شریک کو مطلع کرنا مستحب ہے اور بغیر مطلع کیے بیچنا مکروہ ہے یہ مطلب نہیں کہ بغیر اطلاع بیع ہی ناجائز ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس والعشرون في البيع... إلخ، ج٥، ص٣٦٤.

مسئلہ ٦: اگر بازار والے ایسے لوگوں سے مال خریدتے ہیں، جن کا غالب مال حرام ہے اور ان میں سود اور عقود فاسدہ جاری ہیں، ان سے خریدنے میں تین صورتیں ہیں۔ جس[1] چیز کے متعلق گمان غالب یہ ہے کہ ظلم کے طور پر کسی کی چیز بازار میں لاکر بیچ گیا، ایسی چیز خریدی نہ جائے۔ دوسری[2] صورت یہ ہے کہ مال حرام بعینہ موجود ہے مگر مال حلال میں اس طرح مل گیا کہ جدا کرنا ناممکن ہے، اس طرح مل جانے سے اس کی ملک ہوگئی مگر اس کو بھی خریدنا نہ چاہیے، جب تک بائع اس مالک کو عوض دے کر راضی نہ کرلے اور اگر خرید ہی لی تو مشتری کی ملک ہوجائے گی اور کراہت رہے گی۔

تیسری[3] صورت یہ ہے کہ معلوم ہے کہ جس کو غصب کیا تھا یا چوری وغیرہ کا مال تھا، وہ بعینہ باقی نہ رہا تو دوکان دار سے چیز خریدنی جائز ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس والعشرون في البيع... إلخ، ج٥، ص٣٦٤.

مسئلہ ۷: تاجر اپنی تجارت میں اس طرح مشغول نہ ہو کہ فرائض فوت ہوجائیں، بلکہ جب نماز کا وقت آجائے تو تجارت چھوڑ کر نماز کو چلا جائے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۸: نجس کپڑے کو بیچ سکتا ہے، مگر جب یہ گمان ہو کہ خریدار اُس میں نماز پڑھے گا تو اس کو ظاہر کردے کہ یہ کپڑا ناپاک ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۹: جتنے میں چیز خریدی، بائع کو اس سے کچھ زیادہ دیا تو جب تک یہ نہ کہدے کہ یہ زیادتی تمھارے لیے حلال ہے یا یہ کہ میں نے تمھیں مالک کردیا، اس زیادتی کو لینا جائز نہیں۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس والعشرون في البيع... إلخ، ج٥، ص٣٦٥. خریدنے کے بعد بہت سے لوگ روکھ (یعنی کسی چیز کی خریداری کے بعد تھوڑی سی چیز جو مفت میں لیتے ہیں۔) لیتے ہیں کہ مبیع جتنی طے ہوئی ہے، اس سے کچھ زیادہ لیتے ہیں بغیر بائع کی رضامندی کے یہ ناجائز ہے اور روکھ مانگنا بھی نہ چاہیے کہ یہ ایک قسم کا سوال ہے اور بغیر حاجت سوال کی اجازت نہیں۔

مسئلہ ۱۰: گوشت یا مچھلی یا پھل وغیرہ ایسی چیز جو جلد خراب ہوجانے والی ہے کسی کے ہاتھ بیچی اور مشتری غائب ہوگیا اور بائع کو اندیشہ ہے کہ اس کے انتظار میں چیز خراب ہوجائے گی، ایسی صورت میں اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے اور جس کو ایسا معلوم ہے، وہ خرید سکتا ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس والعشرون في البيع... إلخ، ج٥، ص٣٦٥.

مسئلہ ۱۱: جو شخص بیمار ہے اس کا باپ یا بیٹا بغیر اس کی اجازت کے ایسی چیزیں خرید سکتا ہے جس کی مریض کو حاجت ہے، مثلاً دوا وغیرہ۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲: اچھے، صاف گیہوں میں خاک دھول ملا کر بیچنا ناجائز ہے، اگرچہ وہاں ملانے کی عادت ہو۔ (عالمگیری) المرجع السابق. اسی طرح دودھ میں پانی ملا کر بیچنا ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۳: جس جگہ بازار میں روٹی گوشت کا نرخ مقرر ہے کہ اس حساب سے فروخت ہوتی ہے کسی نے خریدی بائع نے کم دی مگر خریدار کو اس وقت یہ نہیں معلوم ہوا کہ کم ہے بعد کو معلوم ہوا تو جو کچھ کمی ہے وصول کر سکتا ہے جبکہ مشتری کو بھی نرخ معلوم ہے اور اگر خریدار پردیسی ہے، وہاں کا نہیں ہے تو روٹی میں جو کمی ہے، وصول کر سکتا ہے۔ گوشت میں جو کمی ہے، وصول نہیں کر سکتا کیونکہ روٹی کا نرخ قریب قریب سب شہروں میں یکساں ہوتا ہے اور گوشت میں یہ بات نہیں۔ (زیلعی) "تبيين الحقائق"، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج۷، ص٦٣.

مسئلہ ۱۴: لوہے، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی جس کا پہننا مرد وعورت دونوں کے لیے ناجائز ہے، اس کا بیچنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس والعشرون في البيع... إلخ، ج٥، ص٣٦٥ اسی طرح افیون وغیرہ جس کا کھانا ناجائز ہے، ایسوں کے ہاتھ فروخت کرنا جو کھاتے ہوں ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر اعانت (مدد کرنا۔) ہے۔

مسئلہ ۱۵: مسلمان کا کافر پر دَین ہے، اس نے شراب بیچ کر اس کے ثمن سے دَین ادا کیا۔ مسلم کے علم میں ہے کہ یہ روپیہ شراب کا ثمن ہے، اس کا لینا جائز ہے کیونکہ کافر کا کافر کے ہاتھ شراب بیچنا جائز ہے اور ثمن میں جو روپیہ اسے ملا، وہ جائز ہے، لہٰذا مسلم اپنے دَین میں لے سکتا ہے اور مسلم نے شراب بیچی تو چونکہ یہ بیع ناجائز ہے اس کا ثمن بھی ناجائز ہے، اس روپیہ کو دَین میں لینا ناجائز ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٣٥ یہی حکم ہر ایسی صورت میں ہے جہاں یہ معلوم ہے کہ یہ مال بعینہ خبیث وحرام ہے تو اس کو لینا ناجائز ہے، مثلاً معلوم ہے کہ چوری یا غصب کا مال ہے۔

مسئلہ ۱۶: رنڈیوں کو ناچ گانے کی جو اجرت ملی ہے یہ بھی خبیث ہے، جس کسی کو دَین یا کسی مطالبہ میں دے اس کا لینا ناجائز ہے۔ جس شخص نے ظلم یا رشوت کے طور پر مال حاصل کیا ہو، مرنے کے بعد اس کا مال ورثہ کو نہ لینا چاہیے کہ یہ مال حرام ہے۔ بلکہ ورثہ یہ کریں کہ اگر معلوم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے تو جس سے مورث نے حاصل کیا ہے، اسے واپس دے دیں اور معلوم نہ ہو کہ کس سے لیا ہے تو فقرا پر تصدق کر دیں کہ ایسے مال کا یہی حکم ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٣٥

مسئلہ ۱۷: پنساری کو روپیہ دیتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ روپیہ سودے میں کٹتا رہے گا یا دیتے وقت یہ شرط نہ ہو کہ سودے میں کٹ جائے گا، مگر معلوم ہے کہ یوہیں کیا جائے گا تو اس طرح روپیہ دینا ممنوع ہے کہ اس قرض سے یہ نفع ہوا کہ اس کے پاس رہنے میں اس کے ضائع ہونے کا احتمال تھا اب یہ احتمال جاتا رہا اور قرض سے نفع اٹھانا، ناجائز ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٤٩.

مسئلہ ۱۸: احتکار ممنوع ہے۔ احتکار کے یہ معنی ہیں کہ کھانے کی چیز کو اس لیے روکنا کہ گراں ہونے پر فروخت کرے گا۔ احادیث (احتکار کے متعلق چند حدیثیں حصہ یازدہم بیع مکروہ کے بیان میں لکھی جا چکی ہیں۔ ۱۲ منہ) میں اس بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔

ایک حدیث میں یہ ہے "جو چالیس روز تک احتکار کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جذام و افلاس میں مبتلا کرے گا۔" دوسری حدیث میں یہ ہے کہ "وہ اللہ (عزوجل) سے بری اور اللہ (عزوجل) اُس سے بری۔" "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر، الحديث: ٤٨٨٠، ج٢، ص٢٧٠. تیسری حدیث یہ ہے کہ "اُس پر اللہ (عزوجل) اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ نہ اس کے نفل قبول کرے گا نہ فرض۔"

دعوتِ اسلامی www.dawateislami.net

احتکار انسان کے کھانے کی چیزوں میں بھی ہوتا ہے، مثلاً اناج اور انگور بادام وغیرہ اور جانوروں کے چارہ میں بھی ہوتا ہے جیسے گھاس، بھوسا۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٥٦.

مسئلہ ۱۹: احتکار وہیں کہلائے گا جبکہ اس کا غلہ روکنا وہاں والوں کے لیے مضر ہو یعنی اس کی وجہ سے گرانی ہو جائے یا یہ صورت ہو کہ سارا غلہ اسی کے قبضہ میں ہے، اس کے روکنے سے قحط پڑنے کا اندیشہ ہے، دوسری جگہ غلہ دستیاب نہ ہوگا۔ (ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج٢، ص٣٧٧.

مسئلہ ۲۰: احتکار کرنے والے کو قاضی یہ حکم دے گا کہ اپنے گھر والوں کے خرچ کے لائق غلہ رکھ لے اور باقی فروخت کر ڈالے، اگر وہ شخص قاضی کے اس حکم کے خلاف کرے یعنی زائد غلہ نہ بیچے تو قاضی اس کو مناسب سزا دے گا اور اس کی حاجت سے زیادہ جتنا غلہ ہے، قاضی خود بیع کر دے گا کیونکہ ضرر عام سے بچنے کی یہی صورت ہے۔ (ہدایہ) المرجع السابق، ص٣٧٨.

مسئلہ ۲۱: بادشاہ کو رعایا کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو احتکار کرنے والوں سے غلہ لے کر رعایا پر تقسیم کر دے۔ پھر جب ان کے پاس غلہ ہو جائے تو جتنا جتنا لیا ہے، واپس دیدیں۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٥٨.

مسئلہ ۲۲: اپنی زمین کا غلہ روک لینا احتکار نہیں۔ ہاں اگر یہ شخص گرانی یا قحط کا منتظر ہے تو اس بری نیت کی وجہ سے گنہگار ہوگا اور اس صورت میں بھی اگر عام لوگوں کو غلہ کی حاجت ہو اور غلہ دستیاب نہ ہوتا ہو تو قاضی اسے بیع کرنے پر مجبور کرے گا۔

(درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٥٨.

مسئلہ ۲۳: دوسری جگہ سے غلہ خرید کر لایا، اگر وہاں سے عموماً یہاں غلہ آتا ہے تو اس کا روکنا بھی احتکار ہے اور اگر وہاں سے یہاں غلہ لانے کی عادت جاری نہ ہو تو روکنا احتکار نہیں۔ مگر اس صورت میں بھی بیچ ڈالنا مستحب ہے کہ روکنے میں یہاں بھی ایک قسم کی کراہت ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) المرجع السابق.

www.dawateislami.net

مسئلہ ۲۴: حاکم کو یہ نہ چاہیے کہ اشیا کا نرخ مقرر کر دے۔ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نرخ گراں ہو گیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نرخ مقرر فرما دیں۔ ارشاد فرمایا: ''نرخ مقرر کرنے والا، تنگی کشادگی کرنے والا، روزی دینے والا اللہ (عزوجل) ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حالت میں ملوں کہ کوئی شخص خون یا مال کے معاملہ میں مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب البيوع، باب في التسعير، الحديث: ٣٤٥١، ص١٤٨١.

مسئلہ ۲۵: تاجروں نے اگر چیزوں کا نرخ بہت زیادہ کر دیا ہے اور بغیر نرخ مقرر کیے کام چلتا نظر نہ آتا ہو تو اہل الرائے سے مشورہ لے کر قاضی نرخ مقرر کر سکتا ہے اور مقرر شدہ نرخ کے موافق جو بیع ہوئی یہ بیع جائز ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بیع مکرَہ ہے کیونکہ یہاں بیع پر اکراہ نہیں، قاضی نے اسے بیچنے پر مجبور نہیں کیا۔ اسے اختیار ہے کہ اپنی چیز بیچے یا نہ بیچے، صرف یہ کیا ہے کہ اگر بیچے تو جو نرخ مقرر ہوا ہے، اس سے گراں نہ بیچے۔ (ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج٢، ص٣٧٨.

مسئلہ ۲۶: انسان کے کھانے اور جانوروں کے چارہ میں نرخ مقرر کرنا صورت مذکورہ میں جائز ہے اور دوسری چیزوں میں بھی حکم یہ ہے کہ اگر تاجروں نے بہت زیادہ گراں کر دی ہوں تو ان میں بھی نرخ مقرر کیا جا سکتا ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦١.

قرآن مجید پڑھنے کے فضائل

قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے بہت فضائل ہیں۔ اجمالی طور پر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس پر اسلام اور احکامِ اسلام کا مدار ہے۔ اس کی تلاوت کرنا، اس میں تدبر، آدمی کو خدا تک پہنچاتا ہے۔

اس موقع پر اس کے متعلق چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں بہتر وہ شخص ہے، جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب فضائل القرآن، باب خيركم من تعلم القرآن... إلخ، الحديث: ٥٠٢٧، ص٤٣٥.

حدیث ۲: صحیح مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں کوئی شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ بطحان یا عقیق میں صبح کو جائے اور وہاں سے دو اونٹنیاں کوہان والی لائے، اس طرح کہ گناہ اور قطع رحم نہ ہو یعنی جائز طور پر۔ ہم نے عرض کی، کہ یہ بات ہم سب کو پسند ہے۔ فرمایا: ''پھر کیوں نہیں صبح کو مسجد میں جا کر کتاب اللہ کی دو آیتوں کو سیکھتا، کہ یہ دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین تین سے بہتر اور چار چار سے بہتر۔''

وعلیٰ ہذا القیاس۔ "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين... إلخ، باب فضل قراءة القرآن... إلخ، الحديث: ١٨٧٣، ص٨٠٤.

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مومن قرآن پڑھتا ہے، اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا، وہ کھجور کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں مگر مزہ شیریں ہے۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا، وہ اندرائن کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں ہے اور مزہ کڑوا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے، وہ پھول کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو ہے مگر مزہ کڑوا۔'' "مشكاة المصابيح"، كتاب فضائل القرآن، الحديث: ٢١١٤، ج١، ص٥٨٢، و "صحيح البخاري"، كتاب الاطعمة، باب ذكر الطعام، الحديث: ٥٤٢٧، ص٤٦٨.

حدیث ٤: صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ اس کتاب سے بہت لوگوں کو بلند کرتا ہے اور بہتوں کو پست کرتا ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين... إلخ، باب فضل من يقوم بالقرآن... إلخ، الحديث: ١٨٩٧، ص٨٠٥. یعنی جو اس پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں، اُن کے لیے بلندی ہے اور دوسروں کے لیے پستی ہے۔

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے، وہ کراماً کاتبین کے ساتھ ہے اور جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے اور وہ اُس پر شاق ہے یعنی اُس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی، تکلیف کے ساتھ ادا کرتا ہے، اُس کے لیے دو اجر ہیں۔'' "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين... إلخ، باب فضل الماهر بالقرآن... إلخ، الحديث: ١٨٦٢، ص٨٠٣.

حدیث ٦: شرح سنہ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی۔ ایک[۱] قرآن کہ یہ بندوں کے لیے جھگڑا کرے گا، اس کے لیے ظاہر و باطن ہے اور امانت[۲] اور رشتہ[۳] پکارے گا کہ جس نے مجھے ملایا، اُسے اللہ (عزوجل) ملائے گا اور جس نے مجھے کاٹا، اللہ (عزوجل) اُسے کاٹے گا۔'' "شرح السنة"، كتاب البر و الصلة، باب ثواب صلة الرحم... إلخ، الحديث: ٣٣٢٧، ج٦، ص٤٣٨.

حدیث ۷: امام احمد و ترمذی و ابوداود و نسائی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھ اور چڑھ اور ترتیل کے ساتھ پڑھ، جس طرح دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا۔ تیری منزل آخر آیت جو تو پڑھے گا، وہاں ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الوتر، باب كيف يستحب الترتيل في القراءة، الحديث: ١٤٦٤، ص١٣٣٢.

حدیث ۸: ترمذی و دارمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے جوف میں کچھ قرآن نہیں ہے، وہ ویرانہ مکان کی مثل ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب ان الذى ليس في جوفه من القرآن... إلخ، الحديث: ٢٩١٣، ص١٩٤٤.

حدیث ۹: ترمذی و دارمی نے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا، اُسے میں اُس سے بہتر دوں گا، جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں۔ اور کلام اللہ کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ویسی ہی ہے، جیسی اللہ (عزوجل) کی فضیلت اسکی مخلوق پر ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، الحديث: ٢٩٢٦، ص١٩٤٥.

حدیث ۱۰: ترمذی و دارمی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا، اُس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہوگی۔ میں یہ نہیں کہتا الٓـمٓ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف ہے، میم تیسرا حرف۔'' "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في من قرأ حرفا من القرآن... إلخ، الحديث: ٢٩١٠، ص١٩٤٤

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ۱۱: ابوداود نے معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا، اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔ جس کی روشنی سورج سے اچھی ہے، اگر وہ تمھارے گھروں میں ہوتا تو اب خود اس عمل کرنے والے کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الوتر، باب في ثواب قراءة القرآن، الحديث: ١٤٥٣، ص١٣٣١.

حدیث ۱۲: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کرلیا، اس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا۔ اس کے گھر والوں میں سے دس شخصوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا، جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔'' "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل قارئ القرآن، الحديث: ٢٩٠٥، ص١٩٤٣. و "سنن ابن ماجه"، ابواب السنة، باب فضل من تعلم القرآن... إلخ، الحديث: ٢١٦، ص٢٤٩٠.

حدیث ۱۳: ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''قرآن سیکھو اور پڑھو کہ جس نے قرآن سیکھا اور پڑھا اور اس کے ساتھ قیام کیا، اس کی مثال یہ ہے جیسے مشک سے تھیلی بھری ہوئی ہے جس کی خوشبو ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے اور جس نے سیکھا اور سوگیا یعنی قیام اللیل نہیں کیا، اس کی مثال وہ تھیلی ہے جس میں مشک بھری ہوئی ہے اور اس کا مونھ باندھ دیا گیا ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في سورة البقرة... إلخ، الحديث: ٢٨٧٦، ص١٩٤٠.

حدیث ۱۴: بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دلوں میں بھی زنگ لگ جاتی ہے، جس طرح لوہے میں پانی لگنے سے زنگ لگتی ہے۔ عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم) !اس کی جلاکس چیز سے ہوگی؟ فرمایا: ''کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت قرآن سے۔'' "شعب الإيمان"، باب في تعظيم القرآن، فصل في ادمان تلاوته، الحديث: ٢٠١٤، ج٢، ص٣٥٢ ـ ٣٥٣.

حدیث ۱۵: صحیح بخاری و مسلم میں جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن کو اس وقت تک پڑھو، جب تک تمھارے دل کو الفت اور لگاؤ ہو اور جب دل اچاٹ ہو جائے، کھڑے ہو جاؤ۔'' "صحيح البخاري"، كتاب فضائل القرآن، باب اقرؤوا القرآن... إلخ، الحديث: ٥٠٦١، ص٤٣٨. یعنی تلاوت بند کردو۔

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ (عزوجل) کو جتنی توجہ اس نبی کی طرف ہے جو خوش آوازی سے قرآن پڑھتا ہے، کسی کی طرف اتنی توجہ نہیں۔'' "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى ولا تنفع الشفاعة عنده الالمن اذن له... إلخ، الحديث: ٧٤٨٢، ص٦٢٤.

حدیث ۱۷: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص قرآن کو تغنی یعنی خوش آوازی سے نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔'' "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد باب قول الله تعالى واسروا قولكم او اجهروا... إلخ، الحديث: ٧٥٢٧، ص٦٢٧. اس حدیث کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تغنی سے مراد استغنا ہے یعنی قرآن پڑھنے کے عوض میں کسی سے کچھ لینا نہ چاہیے۔

حدیث ۱۸: امام احمد و ابوداود و ابن ماجہ و دارمی نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔'' "سنن الدارمي"، كتاب فضائل القرآن، باب التغنى بالقرآن، الحديث: ٣٥٠٠، ج٢، ص٥٦٥. اور دارمی کی روایت میں ہے کہ ''اپنی آوازوں سے قرآن کو خوبصورت کرو، کیونکہ اچھی آواز قرآن کا حسن بڑھا دیتی ہے۔'' "سنن الدارمي"، كتاب فضائل القرآن، باب التغنى بالقرآن، الحديث: ٣٥٠١، ج٢، ص٥٦٥

حدیث ۱۹: بیہقی نے عبیدہ ملیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ نہ بناؤ یعنی سستی اور تغافل نہ برتو اور رات اور دن میں اس کی تلاوت کرو جیسا تلاوت کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور تغنی کرو یعنی اچھی آواز سے پڑھو یا اس کا معاوضہ نہ لو اور جو کچھ اس میں ہے اسے غور کرو، تاکہ تم کو فلاح ملے، اس کے ثواب میں جلدی نہ کرو کیونکہ اس کا ثواب بہت بڑا ہے۔'' "مشكاة المصابيح"، كتاب فضائل القرآن، الحديث: ٢٢١٠، ج١، ص٤١٣. (جو آخرت میں ملنے والا ہے)

حدیث ۲۰: ابوداود و بیہقی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: کہ ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہمارے ساتھ اعرابی اور عجمی بھی تھے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: کہ قرآن پڑھو! تم سب اچھے ہو، بعد میں قومیں آئیں گی جو قرآن کو اس طرح سیدھا کریں گی جیسا تیر سیدھا ہوتا ہے، اس کا بدلہ جلدی لینا چاہیں گے، دیر میں لینا نہیں چاہیں گے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب مايجزئ الامى والا عجمى من القراءة، الحديث: ٨٣٠، ص١٢٨٤. یعنی دنیا میں بدلہ لینا چاہیں گے۔

حدیث ۲۱: بیہقی نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن کو عرب کے لحن اور آواز سے پڑھو، اہلِ عشق اور یہود و نصاریٰ کے لحن سے بچو یعنی قواعد موسیقی کے مطابق گانے سے بچو اور میرے بعد ایک قوم آئے گی جو قرآن کو ترجیع کے ساتھ پڑھے گی، جیسے گانے اور نوحہ میں ترجیع ہوتی ہے، قرآن ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا، ان کے دل فتنہ میں مبتلا ہیں اور ان کے بھی جن کو ان کی یہ بات پسند ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في تعظيم القرآن، فصل في ترك التعمق فيه، الحديث: ٢٦٤٩،

دعوتِ اسلامی www.dawateislami.net

ج۲، ص٥٤٠. و "مرقاة المفاتيح"، كتاب فضائل القرآن، الحديث: ۲۲۰۷، ج٤، ص٦٠

حدیث ۲۲: ابوسعید بن معلّیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے، کہتے ہیں: میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بلایا، میں نے جواب نہیں دیا۔ (جب نماز سے فارغ ہوا) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ہے ﴿ اِسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ ﴾ پ۹، الانفال: ۲٤. اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہو جاؤ، جب وہ تمھیں بلائیں۔

پھر فرمایا: مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن میں جو سب سے بڑی سورت ہے، وہ بتادوں گا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، جب نکلنے کا ارادہ ہوا۔ میں نے عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ فرمایا تھا: کہ ''مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت کی تعلیم کروں گا۔ فرمایا: کہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے، جو مجھے ملا ہے۔''

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب ماجاء في فاتحة الكتاب، الحديث: ٤٤٧٤، ص٣٦٦.

حدیث ۲۳: ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے فرمایا: کہ نماز میں تم کس طرح پڑھتے ہو؟ انھوں نے اُم القرآن یعنی سورت فاتحہ کو پڑھا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نہ اس کی مثل توراۃ میں کوئی سورت اتاری گئی، نہ انجیل میں، نہ زبور میں، نہ قرآن میں۔ وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا۔'' "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل فاتحة الكتاب.

الحديث: ۲۸۷٥، ص١٩٤٠.

www.dawateislami.net

حدیث ۲٤: سورۂ فاتحہ ہر بیماری سے شفا ہے۔ (دارمی، بیہقی) "سنن الدارمي"، كتاب فضائل القرآن، باب فضل فاتحة الكتاب، الحديث:

۳۳۷۰، ج۲، ص٥٣٨.

حدیث ۲٥: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: جبرئیل علیہ السلام حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر تھے۔ اوپر سے ایک آواز آئی۔ انھوں نے سر اٹھایا اور یہ کہا: کہ آسمان کا یہ دروازہ آج ہی کھولا گیا، آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔ ایک فرشتہ اترا، جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا تھا۔ اس نے سلام کیا اور یہ کہا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بشارت ہو کہ دو نُور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دیے گئے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے۔ وہ دو نُور یہ ہیں، سورۂ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا خاتمہ، جو حرف آپ پڑھیں گے وہ دیا جائے گا۔ "صحيح مسلم"، كتاب صلاة

المسافرين... إلخ، باب فضل الفاتحة... إلخ، الحديث: ١٨٧٧ ص ٨٠٤.

حدیث ۲٦: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو مقابر نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔'' "صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین... إلخ، باب استحباب صلاۃ النافلۃ في

بيته... إلخ، الحديث: ١٨٢٤، ص٨٠١.

حدیث ۲۷: صحیح مسلم میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ ''قرآن پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے اصحاب کے لیے شفیع ہو کر آئے گا۔ دو چمک دار سورتیں بقرہ و آل عمران کو پڑھو کہ یہ

دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا دو ابر ہیں یا دو سائبان ہیں یا صف بستہ پرندوں کی دو جماعتیں، وہ دونوں اپنے اصحاب کی طرف سے جھگڑا کریں گی یعنی ان کی شفاعت کریں گی۔ سورہ بقرہ کو پڑھو کہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہلِ باطل اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔'' ''صحیح مسلم''، کتاب صلاۃ المسافرین... إلخ، باب فضل قراء ۃ القرآن وسورۃ البقرۃ، الحدیث: ۱۸۷۴ ص ۸۰٤.

حدیث ۲۸: صحیح مسلم میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو المنذر (یہ ابی بن کعب کی کنیت ہے) تمھارے پاس قرآن کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟'' میں نے کہا اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اعلم ہیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اے ابو المنذر تمھیں معلوم ہے کہ قرآن کی کون سی آیت تمہارے پاس سب میں بڑی ہے۔ میں نے عرض کی، اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم (یعنی آیۃ الکرسی)۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''ابو المنذر تم کو علم مبارک ہو۔'' ''صحیح مسلم''، کتاب صلاۃ المسافرین... إلخ، باب فضل سورۃ الکھف... إلخ، الحدیث: ۱۸۸۵، ص ۸۰۵.

حدیث ۲۹: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاۃ رمضان یعنی صدقۂ فطر کی حفاظت مجھے سپرد فرمائی تھی۔ ایک آنے والا آیا اور غلہ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا کہ تجھے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں پیش کروں گا۔ کہنے لگا، میں محتاج عیال دار ہوں، سخت حاجت مند ہوں، میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ابو ہریرہ تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اس نے شدید حاجت اور عیال کی شکایت کی، مجھے رحم آ گیا چھوڑ دیا۔ ارشاد فرمایا: وہ تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔

میں نے سمجھ لیا وہ پھر آئے گا، کیونکہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرما دیا ہے۔ میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پیش کروں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں محتاج ہوں، عیال دار ہوں، اب نہیں آؤں گا۔ مجھے رحم آ گیا، اسے چھوڑ دیا صبح ہوئی تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ابو ہریرہ تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی، اس نے حاجت شدیدہ اور عیال داری کی شکایت کی، مجھے رحم آیا، اسے چھوڑ دیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: وہ تم سے جھوٹ بولا اور پھر آئے گا۔

میں اس کے انتظار میں تھا وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا، میں نے پکڑا اور کہا: تجھے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس پیش کروں گا تین مرتبہ ہو چکا تو کہتا ہے نہیں آئے گا پھر آتا ہے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں تمھیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ (عزوجل) تم کو نفع دے گا، جب تم بچھونے پر جاؤ آیت الکرسی اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم آخر آیۃ تک پڑھ لو، صبح تک اللہ (عزوجل) کی طرف سے تم پر نگہبان ہو گا اور شیطان تمھارے قریب نہیں آئے گا۔ میں نے اسے چھوڑ دیا جب صبح ہوئی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی، اس نے کہا چند کلمات تم کو سکھاتا ہوں، اللہ تعالیٰ تمھیں ان سے نفع دے گا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: یہ بات اس نے سچ کہی اور وہ بڑا جھوٹا ہے اور تمھیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون ہے؟ میں نے عرض کی نہیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ وہ شیطان ہے۔ ''صحیح البخاري''، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل

رجلا... إلخ، الحديث: ٢٣١١، ص ١٨٠.

حدیث ۳۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابو مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو شخص رات میں پڑھ لے، وہ اس کے لیے کافی ہیں۔'' "صحيح البخاري"، كتاب المغازي، الحديث: ٤٠٠٨، ص ٣٢٧.

حدیث ۳۱: اللہ تعالٰی نے آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھی۔ اس میں سے دو آیتیں جو سورۂ بقرہ کے ختم پر ہیں، نازل فرمائیں۔ جس گھر میں تین راتوں تک پڑھی جائیں، شیطان اس کے قریب نہیں جائے گا۔'' (ترمذی و دارمی) "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في آخر سورة البقرة، الحديث: ٢٨٨٢، ص ١٩٤١

حدیث ۳۲: سورۂ بقرہ کے خاتمہ کی دو آیتیں اللہ تعالٰی کے اس خزانہ میں سے ہیں، جو عرش کے نیچے ہے اللہ (عزوجل) نے مجھے یہ دونوں آیتیں دیں انھیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ کہ وہ رحمت ہیں اور اللہ (عزوجل) سے نزدیکی اور دعا ہیں۔ (دارمی) "سنن الدارمي"، كتاب فضائل القرآن، باب فضل اول سورة البقرة و آية الكرسى، الحديث: ٣٣٩٠، ج٢، ص ٥٤٢.

حدیث ۳۳: صحیح مسلم میں ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں جو شخص یاد کرے، وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔'' "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين... إلخ، باب فضل سورة الكهف... إلخ، الحديث: ١٨٨٣، ص ٨٠٤

حدیث ۳۴: جو شخص سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا، اس کے لیے دو جمعہ کے مابین نور روشن ہوگا۔ (بیہقی) "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الجمعة، باب مايؤمر به في ليلة الجمعة... إلخ، الحديث: ٥٩٩٦، ج٣، ص ٣٥٣.

حدیث ۳۵: ہر چیز کے لیے دل ہے اور قرآن کا دل یٰسٓ ہے، جس نے یٰسٓ پڑھی دس مرتبہ قرآن پڑھنا اللہ تعالٰی اس کے لیے لکھے گا۔ (ترمذی و دارمی) "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل سورة يسٓ، الحديث: ٢٨٨٧، ص ١٩٤١.

حدیث ۳۶: اللہ تعالٰی نے زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے طٰہٰ و یٰسٓ پڑھا، جب فرشتوں نے سنا، یہ کہا: مبارک ہو، اس امت کے لیے جس پر یہ اتارا جائے اور مبارک ہو، ان جوفوں کے لیے جو اس کے حامل ہوں اور مبارک ہو، ان زبانوں کے لیے جو اس کو پڑھیں۔ (دارمی) "سنن الدارمي"، كتاب فضائل القرآن، باب في فضل سورة طٰه و يسٓ، الحديث: ٣٤١٤، ج٢، ص ٥٤٧ ـ ٥٤٨.

حدیث ۳۷: جو شخص اللہ تعالٰی کی رضا کے لیے یٰسٓ پڑھے گا، اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔ لہٰذا اس کو اپنے مردوں کے پاس پڑھو۔ (بیہقی) "شعب الإيمان"، باب في تعظيم القرآن، فصل في فضائل السور.. الخ، الحديث: ٢٤٥٨، ج٢، ص ٤٧٩.

حدیث ۳۸: جو شخص حٰمٓ المؤمن کو اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ تک اور آیۃ الکرسی صبح کو پڑھ لے گا، شام تک محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے گا، صبح تک محفوظ رہے گا۔ (ترمذی و دارمی) "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في سورة البقرة وآية الكرسى، الحديث: ٢٨٧٩، ص ١٩٤٠.

حدیث ۳۹: جو شخص حٰمٓ الدخان شب جمعہ میں پڑھے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ (ترمذی) "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل حمٓ الدخان، الحديث: ٢٨٨٩، ص ١٩٤١.

حدیث ۴۰: نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب تک الٓمٓ تنزیل اور تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ نہ پڑھ لیتے سوتے نہ تھے۔ (احمد، ترمذی، دارمی) "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل سورة الملك الحديث: ٢٨٩٢، ص ١٩٤٢.

حدیث ۴۱: خالد بن معدان نے کہا، نجات دینے والی سورت کو پڑھو وہ الٓمٓ تنزیل ہے۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص اس کو پڑھتا تھا

اس کے سوا کچھ نہیں پڑھتا تھا اور وہ بہت گنہگار تھا، اس سورت نے اپنا بازو اس پر بچھا دیا اور کہا اے رب! اس کی مغفرت فرما دے کہ یہ مجھ کو کثرت سے پڑھتا تھا۔ رب تعالیٰ نے اس کی شفاعت قبول فرمائی اور فرشتوں سے فرمایا: کہ ''اس کی ہر خطا کے بدلے میں ایک نیکی لکھو اور ایک درجہ بلند کرو۔''

اور خالد نے یہ بھی کہا کہ یہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑا کرے گی، کہے گی الٰہی! اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو میری شفاعت قبول فرما اور تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو اس میں سے مجھے مٹا دے۔ اور وہ پرند کی طرح اپنے بازو اس پر بچھا دے گی اور شفاعت کرے گی اور عذابِ قبر سے بچائے گی۔

اور خالد نے تبارک کے متعلق بھی ایسا ہی کہا اور جب تک ان دونوں کو پڑھ نہ لیتے خالد سوتے نہ تھے اور طاؤس نے کہا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کی ہر ایک سورۃ پر ساٹھ حسنہ کے ساتھ فضیلت رکھتی ہیں۔ (دارمی) ''سنن الدارمي''، كتاب فضائل القرآن، باب في فضل سورة تنزيل السجدة و تبارك، الحديث: ٣٤٠٨، ٣٤١٠، ٣٤١٢، ج٢، ص٥٤٦ ـ ٥٤٧

حدیث ۴۲: قرآن میں تیس آیت کی ایک سورت ہے، آدمی کے لیے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ وہ تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ ہے۔ (احمد و ترمذی و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ) ''جامع الترمذي''، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل سورة الملك، الحديث: ٢٨٩١، ص١٩٤٢

حدیث ۴۳: بعض صحابہ نے قبر پر خیمہ گاڑ دیا انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے، اس میں کسی شخص نے تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ ختم سورۃ تک پڑھا، جب انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ سنایا، تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''وہ مانعہ ہے، وہ منجیہ ہے، عذابِ الٰہی سے نجات دیتی ہے۔'' (ترمذی) ''جامع الترمذي''، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل سورة الملك، الحديث: ٢٨٩٠، ص١٩٤٢.

حدیث ۴۴: جو شخص سورہ واقعہ ہر رات میں پڑھ لے گا، اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچے گا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی صاحب زادیوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہر رات میں اس کو پڑھا کریں۔ (بیہقی) ''شعب الإيمان''، باب في تعظيم القرآن، فصل في فضائل السور و الآيات، الحديث: ٢٤٩٩، ج٢، ص٤٩١ـ٤٩٢.

حدیث ۴۵: کیا تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے کہ ہر روز ایک ہزار آیتیں پڑھا کرو، لوگوں نے عرض کی اس کی کون استطاعت رکھتا ہے کہ ہر روز ہزار آیتیں پڑھا کرے؟ فرمایا: کیا اس کی استطاعت نہیں کہ اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ لیا کرو۔ (بیہقی) ''شعب الإيمان''، باب في تعظيم القرآن، فصل في فضائل السور و الآيات، الحديث: ٢٥١٨، ج٢، ص٤٩٨.

حدیث ۴۶: کیا تم اس سے عاجز ہو کہ رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرو؟ لوگوں نے عرض کی، تہائی قرآن کیونکر کوئی پڑھ لے گا؟ فرمایا: کہ ''قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی کی برابر ہے۔'' (بخاری، مسلم) ''صحيح مسلم''، كتاب صلاة المسافرين... إلخ، باب فضل قراءة قل هو الله احد... إلخ، الحديث: ١٨٨٦، ص٨٠٥.

حدیث ۴۷: اِذَا زُلۡزِلَتۡ نصف قرآن کی برابر ہے اور قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کی برابر ہے اور قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ چوتھائی کی برابر۔ (ترمذی) ''جامع الترمذي''، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في اذا زلزلت، الحديث: ٢٨٩٤، ص١٩٤٢.

www.dawateislami.net

حدیث ۴۸: جوایک دن میں دوسومرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پڑھے گا، اس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے مگر یہ کہ اس پر دَین ہو۔ (ترمذی ودارمی) "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في سورة الاخلاص... إلخ، الحديث: ٢٨٩٨، ص١٩٤٢

حدیث ۴۹: جوشخص سوتے وقت بچھونے پر داہنی کروٹ لیٹ کرسومرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پڑھے، قیامت کے دن رب تبارک و تعالیٰ اس سے فرمائے گا: کہ "اے میرے بندے! اپنی دہنی جانب جنت میں چلا جا۔" (ترمذی) "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في سورة الاخلاص... إلخ، الحديث: ٢٨٩٨، ص١٩٤٢.

حدیث ۵۰: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پڑھتے سنا، فرمایا: کہ "جنت واجب ہوگئی۔" (امام مالک، ترمذی، نسائی) "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء في سورة الاخلاص... إلخ، الحديث: ٢٨٩٧، ص١٩٤٢.

حدیث ۵۱: کسی نے پوچھا، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قرآن میں سب سے بڑی سورت کون سی ہے؟ فرمایا: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد. اس نے عرض کی، قرآن میں سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ فرمایا: آیۃ الکرسی اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ. اس نے کہا، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کون سی آیت آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچنا محبوب ہے؟ یعنی اس کا فائدہ وثواب۔ فرمایا: سورۂ بقرہ کے خاتمہ کی آیت کہ وہ رحمت الٰہی کے خزانہ سے عرش الٰہی کے نیچے سے ہے، اللہ تعالیٰ نے وہ آیت اس اُمت کو دی دنیا وآخرت کی کوئی خیر نہیں مگر یہ اس پر مشتمل ہے۔ (دارمی) "سنن الدارمي"، كتاب فضائل القرآن، باب فضل اول سورة البقرة وآية الكرسى، الحديث: ٣٣٨٠، ج٢، ص٥٤٠.

حدیث ۵۲: جوشخص اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم تین مرتبہ پڑھ کر سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا جو شام تک اس کے لیے دعا کریں گے۔ اور اگر وہ شخص اس روز مرجائے تو شہید مرے گا اور شام کو پڑھ لے تو اس کے لیے بھی یہی ہے۔ (ترمذی) "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب في فضل قراءة آخر سورة الحشر، الحديث: ٢٩٢٢، ص١٩٤٥.

www.dawateislami.net

حدیث ۵۳: جو قرآن پڑھے اس کو اللہ (عزوجل) سے سوال کرنا چاہیے۔ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے، جو قرآن پڑھ کر آدمیوں سے سوال کریں گے۔ (احمد، ترمذی) "جامع الترمذي"، ابواب فضائل القرآن، باب من قرأ القرآن فليسأل الله به... إلخ، الحديث: ٢٩١٧، ص١٩٤٤.

حدیث ۵۴: جو قرآن پڑھ کر آدمیوں سے کھانا مانگے گا، قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت نہ ہوگا، نری ہڈیاں ہوں گی۔ (بیہقی) "شعب الإيمان"، باب في تعظيم القرآن، فصل في ترك قراءة القرآن في المساجد والأسواق ليعطى ويستأكل به، الحديث: ٢٦٢٥، ج٢، ص٥٣٢ - ٥٣٣.

حدیث ۵۵: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مصحف لکھنے کی اجرت سے سوال ہوا۔ انھوں نے فرمایا: اس میں حرج نہیں، وہ لوگ نقش بناتے ہیں اور اپنی دست کاری سے کھاتے ہیں۔ یعنی یہ ایک قسم کی دست کاری ہے، اس کا معاوضہ لینا جائز ہے۔ (رزین) "مشكاة المصابيح"، كتاب البيوع، باب الكسب و طلب الحلال، الحديث: ٢٧٨٢، ج٢، ص١٣٣.

قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے مسائل حصہ سوم میں مذکور ہو چکے ہیں وہاں سے معلوم کیے جائیں۔ مصحف شریف کے متعلق بعض باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

قرآن مجید اور کتابوں کے آداب

مسئلہ ۱: قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا جائز ہے کہ اس سے نظر عوام میں عظمت پیدا ہوتی ہے، اس میں اعراب و نقطے لگانا بھی مستحسن ہے، کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اکثر لوگ اسے صحیح نہ پڑھ سکیں گے۔ اسی طرح آیت سجدہ پر سجدہ لکھنا اور وقف کی علامتیں لکھنا اور رکوع کی علامت لکھنا اور تعشیر یعنی دس دس آیتوں پر نشان لگانا جائز ہے۔ اسی طرح سورتوں کے نام لکھنا اور یہ لکھنا کہ اس میں اتنی آیتیں ہیں یہ بھی جائز ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٣٦.

اس زمانہ میں قرآن مجید کے تراجم بھی چھاپنے کا رواج ہے اگر ترجمہ صحیح ہو تو قرآن مجید کے ساتھ طبع کرنے میں حرج نہیں، اس لیے کہ اس سے آیت کا ترجمہ جاننے میں سہولت ہوتی ہے مگر تنہا ترجمہ طبع نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۲: تاریخ کے اوراق قرآن مجید کی جلد یا تفسیر وفقہ کی کتابوں پر بطور غلاف چڑھانا جائز ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٣٧.

مسئلہ ۳: قرآن مجید کی کتابت نہایت خوش خط اور واضح حرفوں میں کی جائے، کاغذ بھی بہت اچھا، روشنائی بھی خوب اچھی ہو کہ دیکھنے والے کو بھلا معلوم ہو۔ (درمختار، ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٣٧. بعض اہلِ مطابع (یعنی چھاپنے والے۔) نہایت معمولی کاغذ پر بہت خراب کتابت و روشنائی سے چھپواتے ہیں یہ ہرگز نہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ ٤: قرآن مجید کا حجم چھوٹا کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٣٧. مثلاً آج کل بعض اہل مطابع نے تعویذی قرآن مجید چھپوائے ہیں جن کا قلم اتنا باریک ہے کہ پڑھنے میں بھی نہیں آتا، بلکہ حمائل (یعنی چھوٹے سائز کا قرآن جسے گلے میں لٹکاتے ہیں۔) بھی نہ چھپوائی جائے کہ اس کا حجم بھی بہت کم ہوتا ہے۔

www.dawateislami.net

مسئلہ ۵: قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہو گیا اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہوں گے، تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لیے لحد بنائی جائے، تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔ مصحف شریف بوسیدہ ہو جائے تو اس کو جلایا نہ جائے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢٣.

مسئلہ ٦: لغت و نحو و صرف کا ایک مرتبہ ہے، ان میں ہر ایک کی کتاب کو دوسرے کی کتاب پر رکھ سکتے ہیں اور ان سے اوپر علم کلام کی کتابیں رکھی جائیں ان کے اوپر فقہ اور احادیث و مواعظ و دعوات ماثورہ (4) (دعوات ماثورہ: یعنی قرآن و حدیث سے منقول دعائیں ماثورہ کہلاتی ہیں۔) فقہ سے اوپر اور تفسیر کو ان کے اوپر اور قرآن مجید کو سب کے اوپر رکھیں۔ قرآن مجید جس صندوق میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢٣ - ٣٢٤.

مسئلہ ۷: کسی نے محض خیر و برکت کے لیے اپنے مکان میں قرآن مجید رکھ چھوڑا ہے اور تلاوت نہیں کرتا تو گناہ نہیں بلکہ اس کی یہ نیت باعث ثواب ہے۔ (خانیہ) "الفتاوى الخانية"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في آداب المسجد، ج٢، ص٣٧٨.

مسئلہ ۸: قرآن مجید پر اگر بقصدِ توہین پاؤں رکھا کافر ہو جائے گا۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢٢.

مسئلہ ۹: جس گھر میں قرآن مجید رکھا ہو، اس میں بی بی سے صحبت کرنا جائز ہے جبکہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہو۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۰: قرآن مجید کو نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح اذان کہنے میں خوش گلوئی سے کام لے یعنی اگر آواز اچھی نہ ہو تو اچھی آواز بنانے کی کوشش کرے، لحن کے ساتھ پڑھنا کہ حروف میں کمی بیشی ہو جائے جیسے گانے والے کیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے، بلکہ پڑھنے میں قواعد تجوید کی مراعات کرے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٩٤.

مسئلہ ۱۱: قرآن مجید کو معروف و شاذ دونوں قراءتوں کے ساتھ ایک ساتھ پڑھنا مکروہ ہے تو فقط قراءت شاذہ کے ساتھ پڑھنا بدرجۂ اَولیٰ مکروہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) المرجع السابق، ص٦٩٥. بلکہ عوام کے سامنے وہی قراءت پڑھی جائے جو وہاں رائج ہے کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی ناواقفی کی وجہ سے انکار کر بیٹھیں۔

مسئلہ ۱۲: مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ قرآن مجید پڑھتے وقت اگر اٹھ کر کہیں جاتے ہیں تو بند کر دیتے ہیں کھلا ہوا چھوڑ کر نہیں جاتے یہ ادب کی بات ہے۔ مگر بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر کھلا ہوا چھوڑ دیا جائے گا تو شیطان پڑھے گا، اس کی اصل نہیں ممکن ہے کہ بچوں کو اس ادب کی طرف توجہ دلانے کے لیے ایسا اختراع کیا ہو۔

مسئلہ ۱۳: قرآن مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے، نہ پاؤں پھیلائے جائیں، نہ پاؤں کو اس سے اونچا کریں، نہ یہ کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن مجید نیچے ہو۔

مسئلہ ۱۴: قرآن مجید کو جزدان و غلاف میں رکھنا ادب ہے۔ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زمانہ سے اس پر مسلمانوں کا عمل ہے۔

مسئلہ ۱۵: نئے قلم کا تراشہ ادھر ادھر پھینک سکتے ہیں مگر مستعمل قلم کا تراشہ احتیاط کی جگہ میں رکھا جائے پھینکا نہ جائے۔ اسی طرح مسجد کا گھاس کوڑا موضع احتیاط (یعنی احتیاط کی جگہ۔) میں ڈالا جائے ایسی جگہ نہ پھینکا جائے کہ احترام کے خلاف ہو۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢٤.

مسئلہ ۱۶: جس کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو، اس میں کوئی چیز رکھنا مکروہ ہے اور تھیلی پر اسمائے الٰہی لکھے ہوں اس میں روپیہ پیسہ رکھنا مکروہ نہیں۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو کاغذ سے پونچھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٢٢.

آداب مسجد و قبلہ

مسجد کے متعلق مسائل حصہ سوم میں مفصل ذکر کیے گئے ہیں کچھ باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔ ۱۲ منہ

مسجد کو چونے اور گچ سے منقش کرنا جائز ہے، سونے چاندی کے پانی سے نقش و نگار کرنا بھی جائز ہے جبکہ کوئی شخص اپنے مال سے ایسا کرے مال وقف سے ایسا نہیں کر سکتا، بلکہ متولی مسجد نے اگر مال وقف سے سونے چاندی کا نقش کرایا تو اسے تاوان دینا ہوگا، ہاں اگر بانی مسجد نے نقش کرایا تھا جو خراب ہو گیا تو متولی مسجد مال مسجد سے بھی نقش و نگار کرا سکتا ہے۔ بعض مشائخ دیوار قبلہ میں نقش و نگار کرنے کو مکروہ بتاتے ہیں، کہ نمازی کا دل اُدھر متوجہ ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٣٦.

مسئلہ ۱: مسجد کی دیواروں میں گچ اور پلاستر کرانا جائز ہے کہ اس کی وجہ سے عمارت محفوظ رہے گی۔ مسجد میں پلاستر کرانے یا قلعی (یعنی سفیدی۔) یا کہگل (یعنی مٹی کی لپائی۔) کرانے میں ناپاک پانی استعمال نہ کیا جائے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣١٩.

مسئلہ ۲: مسجد میں درس دینا جائز ہے اگرچہ بوقت درس مسجد کی جانمازوں اور چٹائیوں کو استعمال کرتا ہو۔ مسجد میں کھانا کھانا اور سونا معتکف کو جائز ہے غیر معتکف کے لیے مکروہ ہے، اگر کوئی شخص مسجد میں کھانا یا سونا چاہتا ہو تو وہ بہ نیت اعتکاف مسجد میں داخل ہو اور ذکر کرے یا نماز پڑھے اس کے بعد وہ کام کرسکتا ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص ٣٢٠ ـ ٣٢١.

ہندوستان میں تقریباً ہر جگہ یہ رواج ہے کہ ماہ رمضان میں عام طور پر مسجد میں روزہ افطار کرتے ہیں، اگر خارج مسجد کوئی جگہ ایسی ہو کہ وہاں افطار کریں جب تو مسجد میں افطار نہ کریں۔ ورنہ داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرلیا کریں اب افطار کرنے میں حرج نہیں، مگر اس بات کا اب بھی لحاظ کرنا ہوگا کہ مسجد کا فرش یا چٹائیاں آلودہ نہ کریں۔

مسئلہ ۳: مسجد کو راستہ نہ بنایا جائے، مثلاً مسجد کے دو دروازے ہیں اور اس کو کہیں جانا ہے آسانی اس میں ہے کہ ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے۔ ایسا نہ کرے اگر کوئی شخص اس نیت سے گیا کہ اس دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے گا، اندر جانے کے بعد اپنے اس فعل پر نادم ہوا تو جس دروازے سے نکلنے کا ارادہ کیا تھا اس کے سوا دوسرے دروازے سے نکلے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ شخص پہلے نماز پڑھے پھر نکلے اور بعض نے فرمایا کہ اگر بے وضو ہے تو جس دروازہ سے گیا ہے، اسی سے نکلے مسجد میں جوتے پہن کر جانا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢١.

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

مسئلہ ٤: جامع مسجد میں تعویذ بیچنا، ناجائز ہے جیسا کہ تعویذ والے کیا کرتے ہیں کہ اس تعویذ کا یہ ہدیہ ہے اتنا دو اور تعویذ لے جاؤ۔ (عالمگیری) المرجع السابق

مسئلہ ٥: مسجد میں عقد نکاح کرنا مستحب ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق مگر یہ ضرور ہے کہ بوقت نکاح شور وغل اور ایسی باتیں جو احترام مسجد کے خلاف ہیں نہ ہونے پائیں، لہٰذا اگر معلوم ہو کہ مسجد کے آداب کا لحاظ نہ رہے گا تو مسجد میں نکاح نہ پڑھوائیں۔

مسئلہ ٦: جس کے بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو وہ مسجد میں نہ جائے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢١.

مسئلہ ۷: مسجد میں ان آداب کا لحاظ رکھے۔

جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرے بشرطیکہ جو لوگ وہاں موجود ہیں، ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں اور اگر وہاں کوئی نہ ہو یا جو لوگ ہیں وہ مشغول ہیں تو یوں کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ.

وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے۔

خرید و فروخت نہ کرے۔

ننگی تلوار مسجد میں نہ لے جائے۔

گمی ہوئی چیز مسجد میں نہ ڈھونڈے۔

ذکر کے سوا آواز بلند نہ کرے۔

دنیا کی باتیں نہ کرے۔

لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے۔

جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

اس طرح نہ بیٹھے کہ دوسروں کے لیے جگہ میں تنگی ہو۔

نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔

مسجد میں تھوک کھنکار نہ ڈالے۔

انگلیاں نہ چٹکائے۔

نجاست اور بچوں اور پاگلوں سے مسجد کو بچائے۔

ذکرالٰہی کی کثرت کرے۔(عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢١.

مسئلہ ۸: مسجد میں جگہ تنگ ہوگئی تو جو نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ بیٹھے ہوئے کو کہہ سکتا ہے کہ سرک جاؤ نماز پڑھنے کی جگہ دے دو۔ اگرچہ وہ شخص ذکرودرس یا تلاوت قرآن میں مشغول ہو یا معتکف ہو۔(عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٢٢.

مسئلہ ۹: مسجد کے سائل کو دینا منع ہے، مسجد میں دنیا کی باتیں کرنی مکروہ ہیں۔ مسجد میں کلام کرنا نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے، یہ جائز کلام کے متعلق ہے ناجائز کلام کے گناہ کا کیا پوچھنا۔

(درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٨، ٦٩٠.

مسئلہ ۱۰: نماز پڑھنے کے بعد مصلے کو لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں، یہ اچھی بات ہے کہ اس میں زیادہ احتیاط ہے، مگر بعض لوگ جانماز کا صرف کونا لوٹ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہ کرنے میں اس پر شیطان نماز پڑھے گا یہ بے اصل ہے۔

مسئلہ ۱۱: مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے، گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر مسجد میں تنگی ہو نمازیوں کی کثرت ہو تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں، جیسا کہ بمبئی اور کلکتہ میں مسجد کی تنگی کی وجہ سے چھت پر بھی جماعت ہوتی ہے۔

(عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢٢.

مسئلہ ۱۲: طالب علم نے مسجد کی چٹائی کا تنکا نشانی کے لیے کتاب میں رکھ لیا یہ معاف ہے۔(عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد... إلخ، ج٥، ص٣٢٢. اس کا یہ مطلب نہیں کہ اچھی چٹائی سے تنکا توڑ کر نشانی بنائے، کہ اس طرح بار بار کرنے سے چٹائی خراب ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۳: قبلہ کی جانب ہدف یعنی نشانہ بنا کر اس پر تیر مارنا یا اس پر گولی مارنا مکروہ ہے، یعنی قبلہ کی طرف چاند ماری کرنا مکروہ ہے۔(ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦٦.

عیادت و علاج کا بیان

عیادت کے فضائل کے متعلق چند احادیث حصہ چہارم کتاب الجنائز میں ذکر کی گئی ہیں۔ علاج کے متعلق کچھ حدیثیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کے لیے شفا بھی اتاری۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب ما انزل الله داء الاانزل له شفاء، الحديث: ٥٦٧٨، ص٤٨٦.

حدیث ۲: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بیماری کے لیے دوا ہے جب بیماری کو دوا پہنچ جائے گی، اللہ (عزوجل) کے حکم سے اچھا ہو جائے گا۔'' "صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب لكل داء دواء... إلخ، الحديث: ٥٧٤١، ص١٠٦٩.

حدیث ۳: امام احمد و ترمذی و ابوداود نے اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم دوا کریں؟ فرمایا: ''ہاں اے اللہ (عزوجل) کے بندو! دوا کرو، کیونکہ اللہ (عزوجل) نے بیماری نہیں رکھی مگر اس کے لیے شفا بھی رکھی ہے، سوا ایک بیماری کے وہ بڑھاپا ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الطب، باب الرجل يتداوى، الحديث: ٣٨٥٥، ص١٥٠٧ و "جامع الترمذي"، ابواب الطب، باب ماجاء في الدواء... إلخ، الحديث: ٢٠٣٨، ص١٨٥٦.

حدیث ٤: ابوداود نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیماری اور دوا دونوں کو اللہ تعالیٰ نے اتارا، اس نے ہر بیماری کے لیے دوا مقرر کی، پس تم دوا کرو مگر حرام سے دوا مت کرو۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الطب، باب في الادوية المكروهة، الحديث: ٣٨٧٤، ص١٥٠٧

حدیث ۵: امام احمد و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دواء خبیث سے ممانعت فرمائی۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الطب، باب في الادوية المكروهة، الحديث: ٣٨٧٠، ص١٥٠٨

www.dawateislami.net

حدیث ٦: ترمذی و ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو، کہ ان کو اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الطب، باب ماجاء لا تكرهوا مرضاكم على الطعام والشرب، الحديث: ٢٠٤٠، ص١٨٥٦.

حدیث ۷: ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مریض کھانے کی خواہش کرے تو اسے کھلا دو۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب الطب، باب المريض يشتهي الشئ، الحديث: ٣٤٤٠، ص٢٦٨٤. یہ حکم اس وقت ہے کہ کھانے کا اشتہائے صادق ہو۔ (یعنی کھانے کی سچی خواہش ہو۔)

حدیث ۸: ابوداود نے اُم منذر بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے میرے یہاں تشریف لائے۔ حضرت علی کو نقاہت تھی یعنی بیماری سے ابھی اچھے ہوئے تھے، مکان میں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ان میں سے کھجوریں تناول فرمائیں۔ حضرت علی نے کھانا چاہا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ان کو منع کیا اور فرمایا: کہ تم نقیہ ہو۔ کہتی ہیں کہ جو اور چقندر پکا کر حاضر لائی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حضرت علی سے فرمایا: ''اس میں سے لو کہ یہ تمھارے لیے نافع ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الطب، باب في الحمية، الحديث: ٣٨٥٦، ص١٥٠٧. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض کو پرہیز کرنا چاہیے جو چیزیں اس کے لیے مضر ہیں، ان سے بچنا چاہیے۔

حدیث ۹: امام احمد و ترمذی و ابوداود نے عمران بن حصین اور ابن ماجہ نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جھاڑ پھونک نہیں مگر نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹنے سے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الطب، باب ماجاء في

الرخصة في ذلك، الحديث: ٢٠٥٧، ص١٨٥٧. یعنی ان دونوں میں زیادہ مفید ہے۔

حدیث ۱۰: امام احمد وترمذی وابن ماجہ نے اسما بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، انھوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اولادِ جعفر کو جلد نظر لگ جایا کرتی ہے، کیا جھاڑ پھونک کراؤں؟ فرمایا: ''ہاں کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جانے والی ہوتی تو نظر بد سبقت لے جاتی۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الطب، باب ماجاء في الرقية من العين، الحديث: ٢٠٥٩، ص١٨٥٨.

حدیث ۱۱: صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نظر بد سے جھاڑ پھونک کرانے کا حکم فرمایا ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب رقية العين، الحديث: ٥٧٣٨، ص٤٩٠.

حدیث ۱۲: صحیح بخاری ومسلم میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہ ان کے گھر میں ایک لڑکی تھی جس کے چہرہ میں زردی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے جھاڑ پھونک کراؤ، کیونکہ اسے نظر لگ گئی ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب رقية العين، الحديث: ٥٧٣٩، ص٤٩٠.

حدیث ۱۳: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا۔ عمرو بن حزم کے گھر والوں نے حاضر ہوکر یہ کہا، کہ یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے جھاڑنے کو منع فرمایا اور ہمارے پاس بچھو کا جھاڑ ہے اور اس کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سامنے پیش کیا۔ ارشاد فرمایا: ''اس میں کچھ حرج نہیں جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے، نفع پہنچائے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين... إلخ، الحديث: ٥٧٣١، ص١٠٦٨.

www.dawateislami.net

حدیث ۱۴: صحیح مسلم میں عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے، کہتے ہیں ہم جاہلیت میں جھاڑا کرتے تھے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: کہ ''میرے سامنے پیش کرو، جھاڑ پھونک میں حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب لا بأس بالرقى مالم يكن فيه شرك، الحديث: ٥٧٣٢، ص١٠٦٨.

حدیث ۱۵: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عدویٰ نہیں، یعنی مرض لگنا اور متعدی ہونا نہیں ہے اور نہ بدفالی ہے اور نہ ہامہ (ہامہ سے مراد اُلّو ہے، زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اس کے متعلق مختلف قسم کے خیالات رکھتے تھے اور اب بھی لوگ اس کو منحوس سمجھتے ہیں۔ جو کچھ بھی ہو حدیث نے اس کے متعلق یہ ہدایت کی ہے کہ اس کا اعتبار نہ کیا جائے۔ ۱۲منہ) ہے، نہ صفر (ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں، حدیث میں فرمایا: یہ کوئی چیز نہیں۔ ۱۲منہ) اور مجذوم سے بھاگو، جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب الجذام، الحديث: ٥٧٠٧، ص٤٨٨.

دوسری روایت میں ہے، کہ ایک اعرابی نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کی کیا وجہ ہے کہ ریگستان میں اونٹ ہرن کی طرح (صاف ستھرا) ہوتا ہے اور خارشتی اونٹ (یعنی وہ اونٹ جسے خارش ہو۔) جب اس کے ساتھ مل جاتا ہے تو اسے بھی خارشتی کردیتا ہے؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''پہلے کو کس نے مرض لگا دیا۔'' یعنی جس طرح پہلا اونٹ خارشتی ہوگیا دوسرا بھی ہوگیا۔

مرض کا متعدی ہونا (یعنی ایک کا مرض دوسرے کو لگے۔) غلط ہے اور مجذوم سے بھاگنے کا حکم سدِ ذرائع کے قبیل سے ہے، کہ اگر اس سے میل جول میں دوسرے کو جذام پیدا ہو جائے تو یہ خیال ہوگا کہ میل جول سے پیدا ہوا، اس خیالِ فاسد (یعنی بُرے خیال۔) سے بچنے کے لیے یہ حکم ہوا کہ اس سے علیحدہ رہو۔

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور فال اچھی چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی، فال کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''اچھا کلمہ جو کسی سے سنے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب الطيرة، الحديث: ٥٧٥٤، ص ٤٩١. یعنی کہیں جاتے وقت یا کسی کام کا ارادہ کرتے وقت کسی کی زبان سے اگر اچھا کلمہ نکل گیا، یہ فال حسن ہے۔

حدیث ۱۷: ابوداود و ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طیرہ (بدفالی) شرک ہے۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا (یعنی مشرکین کا طریقہ ہے)۔ جو کوئی ہم میں سے ہو یعنی مسلمان ہو، وہ اللہ (عزوجل) پر توکل کرکے چلا جائے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الكهانة والتطير، باب في الطيرة، الحديث: ٣٩١٠، ص ١٥١٠.

حدیث ۱۸: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ''نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کام کے لیے نکلتے تو یہ بات حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پسند تھی کہ **یا راشد، یا نجیح** سنیں۔'' "جامع الترمذي"، ابواب السير، باب ماجاء في الطيرة، الحديث: ١٦١٦، ص ١٨١٨. یعنی اس وقت اگر کوئی شخص ان ناموں کے ساتھ کسی کو پکارتا یہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اچھا معلوم ہوتا کہ یہ کامیابی اور فلاح کی فال نیک ہے۔

حدیث ۱۹: ابوداود نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیتے، جب کسی عامل کو بھیجتے اس کا نام دریافت کرتے اگر اسکا نام پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کے آثار چہرہ میں ظاہر ہوتے اور اگر اس کا نام ناپسند ہوتا تو اس کے آثار حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے چہرہ میں دکھائی دیتے اور جب کسی بستی میں جاتے اس کا نام پوچھتے اگر اس کا نام پسند ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کے آثار چہرہ میں دکھائی دیتے اور ناپسند ہوتا تو کراہیت کے آثار چہرہ میں دکھائی دیتے۔

"سنن أبي داود"، كتاب الكهانة والتطير، باب في الطيرة، الحديث: ٣٩٢٠، ص ١٥١١.

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ناموں سے آپ بدشگونی لیتے بلکہ یہ کہ اچھے نام حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پسند تھے اور برے نام ناپسند تھے۔

حدیث ۲۰: ابوداود نے عروہ بن عامر سے مرسلاً روایت کی، کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بدشگونی کا ذکر ہوا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: فال اچھی چیز ہے اور برا شگون کسی مسلم کو واپس نہ کرے یعنی کہیں جارہا تھا اور برا شگون ہوا تو واپس نہ آئے، چلا جائے جب کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جو ناپسند ہے یعنی برا شگون پائے تو یہ کہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّاٰتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ "سنن أبي داود"، كتاب الكهانة والتطير، باب في الطيرة، الحديث: ٣٩١٩، ص ١٥١١.

حدیث ۲۱: صحیح بخاری و مسلم میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب سنو کہ فلاں جگہ طاعون ہے، تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہو جائے جہاں تم ہو، تو وہاں سے نہ نکلو۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب ما

يذكر في الطاعون، الحديث: ٥٧٢٨، ص٤٨٩.

حدیث ۲۲: صحیح مسلم میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طاعون عذاب کی نشانی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کچھ لوگوں کو اس میں مبتلا کیا، جب سنو کہ کہیں ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہو جائے جہاں تم ہو تو بھاگو مت۔'' "صحيح مسلم"، كتاب السلام، باب الطاعون والطيرة... إلخ، الحديث: ٥٧٧٣، ص١٠٧١.

حدیث ۲۳: امام احمد و بخاری نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طاعون عذاب تھا، اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اس کو بھیجتا ہے۔ اس کو اللہ (عزوجل) نے مومنین کے لیے رحمت کردیا۔ جہاں طاعون واقع ہو اور اس شہر میں جو شخص صبر کرکے اور طلب ثواب کے لیے ٹھہرا رہے اور یہ یقین رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ (عزوجل) نے لکھ دیا ہے، اس کے لیے شہید کا ثواب ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب القدر، الحديث: ٦٦١٩، ص٥٥٤.

حدیث ۲٤: امام بخاری و مسلم و احمد نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طاعون ہر مسلم کے لیے شہادت ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب ما يذكر في الطاعون، الحديث: ٥٧٣٢، ص٤٩٠. (عن انس رضى الله عنه)

مسئلہ ۱: مریض کی عیادت کرنا سنت ہے، اگر معلوم ہے کہ عیادت کو جائے گا تو اس بیمار پر گراں گزرے گا ایسی حالت میں عیادت نہ کرے۔ عیادت کو جائے اور مرض کی سختی دیکھے تو مریض کے سامنے یہ ظاہر نہ کرے کہ تمھاری حالت خراب ہے اور نہ سر ہلائے جس سے حالت کا خراب ہونا سمجھا جاتا ہے، اس کے سامنے ایسی باتیں کرنی چاہیے جو اس کے دل کو بھلی معلوم ہوں، اس کی مزاج پرسی کرے اس کے سر پر ہاتھ نہ رکھے مگر جبکہ وہ خود اس کی خواہش کرے۔ فاسق کی عیادت بھی جائز ہے، کیونکہ عیادت حقوق اسلام سے ہے اور فاسق بھی مسلم ہے۔ یہودی یا نصرانی اگر ذمی (ذمی: وہ غیر مسلم جو اسلامی سلطنت میں مطیع الاسلام ہوکر رہے اور جزیہ ادا کرے۔) ہو تو اس کی عیادت بھی جائز ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٣٩. وغيرهما

مجوسی کی عیادت کو جائے یا نہ جائے اس میں علما کو اختلاف ہے یعنی جبکہ یہ ذمی ہو۔ "العناية"، كتاب الكراهية، مسائل متفرقه، ج٨، ص٤٩٧. (هامش "فتح القدير"). (عنایہ) ہنود مجوس کے حکم میں ہیں، ان کے احکام وہی ہیں جو مجوسیوں کے ہیں، اہلِ کتاب جیسے ان کے احکام نہیں۔ ہندوستان کے یہودی، نصرانی، مجوسی، بت پرست ان میں کوئی بھی ذمی نہیں۔

مسئلہ ۲: دوا علاج کرنا جائز ہے جبکہ یہ اعتقاد (عقیدہ۔ یقین۔) ہو کہ شافی (یعنی صحت یا شفا دینے والا۔) اللہ (عزوجل) ہے، اس نے دوا کو ازالۂ مرض (یعنی مرض کو دور کرنے۔) کے لیے سبب بنا دیا ہے اور اگر دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھتا ہو تو ناجائز ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوى، ج٥، ص٣٥٤.

مسئلہ ۳: انسان کے کسی جز کو دوا کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے۔ خنزیر کے بال یا ہڈی یا کسی جز کو دواءً استعمال کرنا حرام ہے۔ دوسرے جانوروں کی ہڈیاں دوا میں استعمال کی جاسکتی ہیں بشرطیکہ ذبیحہ کی ہڈیاں ہوں یا خشک ہوں کہ اس میں رطوبت باقی نہ ہو۔ ہڈیاں اگر ایسی دوا میں ڈالی گئی ہوں جو کھائی جائے گی تو یہ ضروری ہے کہ ایسے جانور کی ہڈی ہو جس کا کھانا حلال ہے اور ذبح بھی کردیا ہو، مردار کی ہڈی کھانے میں استعمال نہیں کی جاسکتی۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

www.dawateislami.net

مسئلہ ٤: حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا ناجائز ہے، کہ حدیث میں ارشاد فرمایا: ''جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی ہے۔'' انظر: "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٧٤٩، ج٢٣، ص٣٢٦. بعض کتب میں یہ مذکور ہے کہ اگر اس چیز کے متعلق یہ علم ہو کہ اسی میں شفا ہے تو اس صورت میں وہ چیز حرام نہیں اس کا حاصل بھی وہی ہے۔ کیونکہ کسی چیز کی نسبت ہرگز یہ یقین نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس سے مرض زائل ہی ہوجائے گا، زیادہ سے زیادہ ظن اور گمان ہوسکتا ہے نہ کہ علم و یقین، خود علم طب کے قواعد و اصول ہی ظنی ہیں لہٰذا یقین حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں، یہاں ویسا یقین بھی نہیں ہوسکتا جیسا بھوکے کو حرام لقمہ کھانے سے یا پیاسے کو شراب پینے سے جان بچ جانے میں ہوتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٤١

انگریزی دوائیں بکثرت ایسی ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔

مسئلہ ٥: بیماری کے متعلق طبیب نے یہ کہا کہ خون کا غلبہ ہے، فصد وغیرہ کے ذریعہ سے خون نکالا جائے۔ مریض نے ایسا نہ کیا اور مرگیا تو اس علاج کے نہ کرنے سے گنہگار نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ یقین نہیں ہے کہ اس علاج سے شفا ہوہی جائے گی۔ (خانیہ) "الفتاوى الخانية"، كتاب الحظر و الإباحة، ج٢، ص٣٦٥.

مسئلہ ٦: دست آتے ہیں یا آنکھیں دکھتی ہیں یا کوئی دوسری بیماری ہے اس میں علاج نہیں کیا اور مرگیا گنہگار نہیں ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوى، ج٥، ص٣٥٥. یعنی علاج کرانا ضروری نہیں کہ اگر دوا نہ کرے اور مرجائے تو گنہگار ہو۔ اور بھوک پیاس میں کھانے پینے کی چیز دستیاب ہو اور نہ کھائے پیے یہاں تک کہ مرجائے تو گنہگار ہے، کہ یہاں یقیناً معلوم ہے کہ کھانے پینے سے وہ بات جاتی رہے گی۔

مسئلہ ٧: عورت کو حمل ہے تو جب تک شکم میں بچہ حرکت نہ کرے نہ فصد کھلوائے، نہ پچھنے لگوائے اور بچہ حرکت کرنے لگے تو فصد وغیرہ کراسکتی ہے، مگر جب ولادت کا زمانہ قریب آجائے تو نہ کرائے کیونکہ بچہ کو ضرر پہنچ جانے کا اندیشہ ہے، ہاں اگر فصد نہ کرانے میں خود عورت ہی کو سخت نقصان پہنچے گا تو کراسکتی ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ٨: مہینہ کی پہلی سے پندرہ تاریخوں تک پچھنے نہ لگوائے جائیں، پندرہویں کے بعد پچھنے کرائیں خصوصاً ہفتہ کا دن اس کے لیے زیادہ اچھا ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ٩: شراب سے خارجی علاج بھی ناجائز ہے مثلاً زخم میں شراب لگائی یا کسی جانور کو زخم ہے اس پر شراب لگائی یا بچہ کے علاج میں شراب کا استعمال، ان سب میں وہ گنہگار ہوگا جس نے اس کو استعمال کرایا۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوى، ج٥، ص٣٥٥.

مسئلہ ١٠: انگلی میں ایک قسم کا پھوڑا نکلتا ہے اور اس کا علاج اس طرح کیا جاتا ہے کہ جانور کا پتہ اس انگلی میں باندھ دیا جاتا ہے، فتویٰ اس پر ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ١١: بعض اورام (ورم کی جمع، سوجن۔) میں آٹا گوندھ کر باندھا جاتا ہے یا لئی پکا کر (یعنی گھلا ہوا آٹا جو آگ پر پکا کر گاڑھا کیا گیا ہو۔) باندھتے ہیں یا کچی پکی روٹی باندھتے ہیں یہ جائز ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوى، ج٥، ص٣٥٦.

مسئلہ ۱۲: علاج کے لیے حقنہ کرنے یعنی عمل دینے میں حرج نہیں جبکہ حقنہ ایسی چیز کا نہ ہو جو حرام ہے مثلاً شراب۔(ہدایہ)

"الهداية"، كتاب الكراهية، مسائل متفرقه، ج ۲، ص ۳۸۱.

مسئلہ ۱۳: بعض امراض میں مریض کو بے ہوش کرنا پڑتا ہے، تاکہ گوشت کاٹا جاسکے یا ہڈی وغیرہ کو جوڑا جاسکے یا زخم میں ٹانکے لگائے جائیں، اس ضرورت سے دوا سے بے ہوش کرنا جائز ہے۔(ردالمحتار)"ردالمحتار"،

مسئلہ ۱۴: حقنہ دینے میں بعض مرتبہ اس جگہ کی طرف نظر کرنے یا چھونے کی نوبت آتی ہے، بوجہ ضرورت ایسا کرنا جائز ہے۔

(زیلعی)"تبيين الحقائق"، كتاب الكراهية، فصل في النظر و اللمس، ج۹، ص ٤٠.

مسئلہ ۱۵: اسقاط حمل کے لیے دوا استعمال کرنا یا دائی سے حمل ساقط کرانا منع ہے۔ بچہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو دونوں کا ایک حکم ہے، ہاں اگر عذر ہو مثلاً عورت کے شیرخوار بچہ ہے اور باپ کے پاس اتنا نہیں کہ دایہ مقرر کرے یا دایہ دستیاب نہیں ہوتی اور حمل سے دودھ خشک ہوجائے گا اور بچہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ اس کے اعضا نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے۔(ردالمحتار)"ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۷۰۸.

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

بہارِ شریعت
حصہ 16
مفتی محمد امجد علی اعظمی
4921389-93/4126999
4125858
Web:www.dawateislami.net, Email:maktaba@dawateislami.net

لہو ولعب کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ﴾ پ ۲۱، لقمٰن: ٦.

''اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں، ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔''

حدیث ۱: ترمذی وابوداود اور ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے، سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو ادب دینا اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت کہ یہ تینوں حق ہیں۔'' "جامع الترمذي"، ابواب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الرمى في سبيل اللّٰه، الحديث: ١٦٣٧، ص ١٨٢٠.

حدیث ۲: امام احمد ومسلم وابوداود وابن ماجہ نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے نردشیر کھیلا گویا سوئر کے گوشت وخون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الشعر، باب تحريم اللعب بالنرد شير، الحديث: ٥٨٩٦، ص١٠٧٨

دوسری روایت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ ''اس نے اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی۔''

"سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في النهى عن اللعب بالنرد، الحديث: ٤٩٣٨، ص ١٥٨٥

حدیث ۳: امام احمد نے ابوعبدالرحمٰن خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نرد کھیلتا ہے پھر نماز پڑھنے اٹھتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیپ اور سوئر کے خون سے وضو کرکے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، احاديث رجال من اصحاب النبى صلى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ٢٣١٩٩، ج٩، ص ٥٠.

حدیث ٤: دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اصحاب شاہ جہنم میں ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ میں نے تیرے بادشاہ کو مار ڈالا۔'' "كنزالعمال"، كتاب اللهو ... إلخ، رقم: ٤٠٦٤٧، ج١٥، ص ٩٥ اس سے مراد شطرنج کھیلنے والے ہیں جو بادشاہ پر شہ دیا کرتے ہیں اور مات کرتے ہیں۔

حدیث ٥: بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں، شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔ اور ابن شہاب نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ شطرنج نہیں کھیلے گا مگر خطا کار۔ اور انھیں سے دوسری روایت یہ ہے کہ وہ باطل سے ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو دوست نہیں رکھتا۔ "شعب الإيمان"، باب في تحريم الملاعب والملاهى، الحديث: ٦٥١٨، ج٥، ص ٢٤١.

حدیث ٦: ابوداود وابن ماجہ نے ابوہریرہ سے اور ابن ماجہ نے انس وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کبوتری کے پیچھے بھاگتے دیکھا، فرمایا: ''شیطانہ کے پیچھے پیچھے شیطان جارہا ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في اللعب بالحمام، الحديث: ٤٩٤٠، ص ١٥٨٥.

حدیث ۷: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چوپایوں کولڑانے سے منع فرمایا۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الجهاد، باب ماجاء في كراهية التحريش بين البهائم... إلخ، الحديث: ۱۷۰۸، ص۱۸۲٦

حدیث ۸: بزار نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں، نغمہ کے وقت باجے کی آواز اور مصیبت کے وقت رونے کی آواز۔'' "مجمع الزوائد"، كتاب الجنائز، باب في النوح، الحديث: ٤٠١٧، ج۳، ص۱۰۰.

حدیث ۹: بیہقی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''گانے سے دل میں نفاق اوگتا ہے، جس طرح پانی سے کھیتی اُوگتی ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في حفظ اللسان، فصل في حفظ اللسان عن الغناء، الحديث: ۵۱۰۰، ج٤، ص۲۷۹

حدیث ۱۰: طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گانے سے اور گانا سننے سے اور غیبت سے اور غیبت سننے سے اور چغلی کرنے اور چغلی سننے سے منع فرمایا۔'' "كنزالعمال"، كتاب اللهو... إلخ، رقم: ٤٠٦٥٥، ج١٥، ص٩٥.

حدیث ۱۱: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوا اور کوبہ (ڈھول) حرام کیا اور فرمایا: ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔'' "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الشهادات، باب ما يدل على رد شهادة... إلخ، الحديث: ۲۰۹٤۳، ج۱۰، ص۳٦۰.

حدیث ۱۲: ابوداود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: میں گڑیاں کھیلا کرتی تھی اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے وقت تشریف لاتے کہ لڑکیاں میرے پاس ہوتیں۔ جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لاتے لڑکیاں چلی جاتیں اور جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) چلے جاتے لڑکیاں آجاتیں۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب اللعب بالبنات، الحديث: ٤٩٣١، ص١٥٨٤.

حدیث ۱۳: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہتی ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میرے ساتھ چند دوسری لڑکیاں بھی کھیلتیں۔ جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لاتے وہ چھپ جاتیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کو میرے پاس بھیج دیتے، وہ میرے پاس آکر کھیلنے لگتیں۔ "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب الانبساط الى الناس، الحديث: ٦١٣٠، ص٥١٧. و "صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة... إلخ، الحديث: ٦٢٨٧، ٦٢٨٨، ص١١٠٦

حدیث ۱٤: ابوداود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا خیبر سے تشریف لائے اور ان کے طاق پر گڑیاں تھیں اور پردہ پڑا ہوا تھا، ہوا چلی اور پردہ کا کنارہ ہٹ گیا، حضرت عائشہ کی گڑیاں دکھائی دیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: عائشہ یہ کیا ہیں؟ عرض کی، میری گڑیاں ہیں۔ ان گڑیوں کے درمیان میں کپڑے کا ایک گھوڑا تھا جس کے دو بازو تھے۔

دعوتِ اسلامی www.dawateislami.net

حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اس گھوڑے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: کہ گڑیوں کے بیچ میں یہ کیا ہے؟ عرض کی، یہ گھوڑا ہے۔ ارشادفرمایا: گھوڑے کے یہ کیا ہیں؟ عرض کی، یہ گھوڑے کے بازو ہیں۔ارشادفرمایا: گھوڑے کے لیے بازو۔حضرت عائشہ نے عرض کی، کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے بازو تھے،حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے سن کر تبسم فرمایا۔

"سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب اللعب با لبنات، الحديث: ٤٩٣٢، ص ١٥٨٤.

مسئلہ ۱: نوبت بجانا اگر تفاخر کے لیے ہوتو ناجائز ہے اور اگر لوگوں کو اس سے متنبہ کرنا مقصود ہو اور نفخات صور یاد دلانے کے لیے ہو تو تین وقتوں میں نوبت بجانے کی اجازت ہے بعد عصر اور بعد عشا اور بعد نصف شب کہ ان اوقات میں نوبت کو نفخ صور سے مشابہت ہے۔(درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص۵۷۸. یہ نیت بہت اچھی ہے اگر نوبت بجوانے والے کو بھی اس کا دھیان ہو اور کاش سننے والے کو بھی نوبت کی آواز سن کر نفخات صور یاد آئیں،مگر اس زمانہ میں ایسے لوگ کہاں، یہاں تو نوبت سے مقصود دھوم دھام اور شادی بیاہ کی رونق و زینت ہے۔

مسئلہ ۲: عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانا جائز ہے جبکہ سادے دف ہوں،اس میں جھانج نہ ہوں اور قواعد موسیقی پر نہ بجائے جائیں یعنی محض ڈھپ ڈھپ کی بے سری آواز سے نکاح کا اعلان مقصود ہو۔(ردالمحتار، عالمگیری) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص۵۷۹ و "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج۵، ص۳۵۲.

مسئلہ ۳: لوگوں کو بیدار کرنے اور خبردار کرنے کے ارادہ سے بگل بجانا جائز ہے، جیسے حمام میں بگل اس لیے بجاتے ہیں کہ لوگوں کو اطلاع ہوجائے کہ حمام کھل گیا۔رمضان شریف میں سحری کھانے کے وقت بعض شہروں میں نقارے بجتے ہیں، جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ لوگ سحری کھانے کے لیے بیدار ہوجائیں اور انھیں معلوم ہوجائے کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے یہ جائز ہے، کہ یہ صورت لہو ولعب میں داخل نہیں۔(درمختار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص۵۷۹.

اسی طرح کارخانوں میں کام شروع ہونے کے وقت اور ختم کے وقت سیٹی بجا کرتی ہے یہ جائز ہے، کہ لہو مقصود نہیں بلکہ اطلاع دینے کے لیے یہ سیٹی بجائی جاتی ہے۔اسی طرح ریل گاڑی کی سیٹی سے بھی مقصود یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ گاڑی چھوٹ رہی ہے یا اسی قسم کے دوسرے صحیح مقصد کے لیے سیٹی دی جاتی ہے یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ ٤: گنجفہ (یعنی ایک کھیل کا نام جو تاش کی طرح کھیلا جاتا ہے،اس میں 96 پتے اور آٹھ رنگ ہوتے ہیں اور تین کھلاڑی کھیلتے ہیں۔)، چوسر (یعنی نردشیر (چوسر) ایک کھیل ہے، ایک بادشاہ اَردشیر بن بابک نے یہ جُوا ایجاد کیا تھا۔) کھیلنا ناجائز ہے،شطرنج کا بھی یہی حکم ہے۔اسی طرح لہو ولعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے، بی بی سے ملاعبت اور گھوڑے کی سواری اور تیر اندازی کرنا۔(درمختار وغیرہ)

"الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٥٠. وغيره

مسئلہ ۵: ناچنا، تالی بجانا، ستار، ایک تارہ، دوتارہ، ہارمونیم، چنگ، طنبورہ بجانا، اسی طرح دوسرے قسم کے باجے سب ناجائز ہیں۔(ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٥١

مسئلہ ٦: متصوفۂ زمانہ کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے ہیں اور کبھی اچھلتے کودتے اور ناچنے لگتے ہیں اس قسم کا گانا بجانا ناجائز ہے، ایسی محفل میں جانا اور وہاں بیٹھنا ناجائز ہے، مشائخ سے اس قسم کے گانے کا کوئی ثبوت نہیں۔جو چیز مشائخ سے ثابت ہے وہ فقط یہ ہے

کہ اگر کبھی کسی نے ان کے سامنے کوئی ایسا شعر پڑھ دیا جوان کے حال و کیف کے موافق ہے تو ان پر کیفیت و رقت طاری ہوگئی اور بے خود ہو کر کھڑے ہوگئے اور اس حال وارفتگی میں ان سے حرکات غیر اختیار یہ صادر ہوئے، اس میں کوئی حرج نہیں۔
مشایخ و بزرگانِ دین کے احوال اور ان متصوفہ کے حال و قال میں زمین آسمان کا فرق ہے، یہاں مزامیر کے ساتھ محفلیں منعقد کی جاتی ہیں، جن میں فساق و فجار کا اجتماع ہوتا ہے، نااہلوں کا مجمع ہوتا ہے، گانے والوں میں اکثر بے شرع ہوتے ہیں، تالیاں بجاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے ہیں اور خوب اچھلتے کودتے ناچتے تھرکتے ہیں اور اس کا نام حال رکھتے ہیں ان حرکات کو صوفیۂ کرام کے احوال سے کیا نسبت، یہاں سب چیزیں اختیاری ہیں وہاں بے اختیاری تھیں۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج٥، ص٣٥٢.

مسئلہ ۷: کبوتر پالنا اگر اڑانے کے لیے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑاتا ہے تو ناجائز کہ یہ بھی ایک قسم کا لہو ہے اور اگر کبوتر اڑانے کے لیے چھت پر چڑھتا ہے جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا اڑانے میں کنکریاں پھینکتا ہے جن سے لوگوں کے برتن ٹوٹنے کا اندیشہ ہے، تو اس کو سختی سے منع کیا جائے گا اور سزا دی جائے گی اور اس پر بھی نہ مانے تو حکومت کی جانب سے اس کے کبوتر ذبح کر کے اسی کو دے دیے جائیں، تاکہ اڑانے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦١

مسئلہ ۸: جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ، بٹیر، تیتر، مینڈھے، بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے "الفتاوی الرضوية" (الجديدة)، ج٢٤، ص٦٥٥، اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ ۹: آم کے زمانے میں نوروز (یعنی خوشی کا دن۔) کرنے نوجوان لڑکے باغوں میں جاتے ہیں اور بعد میں چھلکے گٹھلی سے کھیلتے ہیں، اس میں حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: کشتی لڑنا اگر لہو و لعب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس لیے ہو کہ جسم میں قوت آئے اور کفار سے لڑنے میں کام دے، یہ جائز و مستحسن و کار ثواب ہے بشرطیکہ ستر پوشی کے ساتھ ہو۔ آج کل برہنہ ہو کر صرف ایک لنگوٹ یا جانگیا پہن کر لڑتے ہیں کہ ساری رانیں کھلی ہوتی ہیں یہ ناجائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکانہ سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ پچھاڑا، کیونکہ رکانہ نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو ایمان لاؤں گا پھر یہ مسلمان ہوگئے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦٦.

مسئلہ ۱۱: ہنسی مذاق میں اگر بیہودہ باتیں، گالی گلوج اور کسی مسلم کی ایذا رسانی (یعنی مسلمان کو تکلیف دینا۔) نہ ہو محض پر لطف اور دل خوش کن باتیں ہوں جن سے اہلِ مجلس کو ہنسی آئے اور خوش ہوں، اس میں حرج نہیں۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج٥، ص٣٥٢.

www.dawateislami.net

اشعار کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ؕ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۙ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۙ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ ﴾ پ ١٩، الشعرآء: ٢٢٤ ـ ٢٢٧.

''اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں، کیا تو نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ (عزوجل) کی یاد کی اور بدلا لیا اس کے بعد کہ ان پر ظلم ہوا۔'' یعنی ان کے لیے وہ حکم نہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بعض اشعار حکمت ہیں۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب ما يجوز من الشعر... إلخ، الحديث: ٦١٤٥، ص٥١٨.

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: کہ ''مشرکین کی ہجو کرو، جبریل تمھارے ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسان سے فرماتے: تم میری طرف سے جواب دو۔ الٰہی تو روح القدس سے حسان کی تائید فرما۔'' "صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللّٰه عنه، الحديث: ٦٣٨٤، ٦٣٨٧، ص١١١٥

حدیث ۳: صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حسان سے یہ فرماتے سنا کہ ''روح القدس ہمیشہ تمھاری تائید میں ہے، جب تک تم اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف سے مدافعت کرتے رہو گے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللّٰه عنه الحديث: ٦٣٩٥، ص١١١٥.

حدیث ٤: دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس شعر کا ذکر آیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''وہ ایک کلام ہے، اچھا ہے تو اچھا ہے اور برا ہے تو برا۔'' "سنن الدار قطني"، كتاب الوكالة، خبر الواحد يوجب العمل، الحديث: ٤٢٦١، ج٤، ص١٨٣.

حدیث ٥: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے جو اسے فاسد کردے، یہ بہتر ہے اس سے کہ شعر سے بھرا ہو۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب مايكره ان يكون الغالب على الانسان الشعر حتى يصده عن ذكر اللّٰه... إلخ، الحديث: ٦١٥٥، ص٥١٩.

حدیث ٦: صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ عرج میں جارہے تھے، ایک شاعر شعر پڑھتا ہوا سامنے آیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''شیطان کو پکڑو آدمی کا جوف پیپ سے بھرا ہو، یہ اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرا ہو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الشعر، باب في انشاد الاشعار... إلخ، ٥٨٩٥، ص١٠٧٨.

حدیث ۷: امام احمد نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک ایسے لوگ ظاہر نہ ہوں جو اپنی زبانوں کے ذریعہ سے کھائیں گے، جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔''

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي اسحاق سعد بن أبي وقاص، الحديث: ١٥٩٧، ج١، ص٣٨٩.

یعنی ان کا ذریعۂ رزق لوگوں کی تعریف و مذمت کرنا ہے اور اس میں حق وناحق کا بالکل خیال نہ کریں گے، جس طرح گاے اس کا خیال نہیں کرتی ہے کہ یہ چیز مفید ہے یا مضر جو چیز زبان کے سامنے آ گئی کھا گئی۔

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ اشعار اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی، اگر اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تعریف کے اشعار ہوں یا ان میں حکمت کی باتیں ہوں اچھے اخلاق کی تعلیم ہو تو اچھے ہیں اور اگر لغو و باطل پر مشتمل ہوں تو برے ہیں اور چونکہ اکثر شعرا ایسے ہی بے تکی ہانکتے ہیں اس وجہ سے ان کی مذمت کی جاتی ہے۔

مسئلہ ۱: جو اشعار مباح ہوں ان کے پڑھنے میں حرج نہیں، اشعار میں اگر کسی مخصوص عورت کے اوصاف کا ذکر ہو اور وہ زندہ ہو تو پڑھنا مکروہ ہے اور مرچکی ہو یا خاص عورت کا ذکر نہ ہو تو پڑھنا جائز ہے۔ شعر میں لڑکے کا ذکر ہو تو وہی حکم ہے جو عورت کے متعلق اشعار کا ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج٥، ص ٣٥١ ـ ٣٥٢.

مسئلہ ۲: اشعار کے پڑھنے سے اگر یہ مقصود ہو کہ ان کے ذریعہ سے تفسیر وحدیث میں مدد ملے یعنی عرب کے محاورات اور اسلوب کلام پر مطلع ہو، جیسا کہ شعراء جاہلیت کے کلام سے استدلال کیا جاتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص ٣٥٢.

جھوٹ کا بیان

جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں تمام ادیان میں یہ حرام ہے اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی، قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی۔ حدیثوں میں بھی اس کی برائی ذکر کی گئی، اس کے متعلق بعض احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''صدق کو لازم کرلو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب البر... إلخ، باب قبح الكذب... إلخ، الحديث: ٦٦٣٩، ص١١٣٣.

حدیث ۲: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور وہ باطل ہے (یعنی جھوٹ چھوڑنے کی چیز ہی ہے) اس کے لیے جنت کے کنارے میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے جھگڑا کرنا چھوڑا اور وہ حق پر ہے یعنی باوجود حق پر ہونے کے جھگڑا نہیں کرتا، اس کے لیے وسط جنت میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کیے، اس کے لیے جنت کے اعلیٰ درجہ میں مکان بنایا جائے گا۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في المراء، الحديث: ١٩٩٣، ص ١٨٥١.

حدیث ۳: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے، اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في الصدق و الكذب، الحديث: ١٩٧٢، ص ١٨٥٠.

حدیث ٤: ابوداود نے سفیان بن اسعد حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: کہ ''بڑی خیانت کی یہ بات ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے اس بات میں سچا جان رہا ہے اور تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في المعاريض، الحديث: ٤٩٧١، ص١٥٨٧.

حدیث ٥: امام احمد و بیہقی نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کی طبع میں تمام خصلتیں ہوسکتی ہیں مگر خیانت اور جھوٹ۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ٢٢٢٣٢، ج٨، ص٢٧٦.

یعنی یہ دونوں چیزیں ایمان کے خلاف ہیں، مومن کو ان سے دور رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

حدیث ٦: امام مالک و بیہقی نے صفوان بن سلیم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کی گئی، کیا مومن بخیل ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر کہا گیا، کیا مومن کذاب ہوتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ "الموطأ"، كتاب الكلام باب ماجاء في الصدق و الكذب، الحديث: ١٩١٣، ج٢، ص٤٦٨.

حدیث ٧: امام احمد نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ ایمان سے مخالف ہے۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي بكر الصديق، الحديث: ١٦، ج١، ص٢٢.

حدیث ٨: امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ پورا مومن نہیں ہوتا جب تک مذاق میں بھی جھوٹ کو نہ چھوڑ دے اور جھگڑا کرنا نہ چھوڑ دے، اگرچہ سچا ہو۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٨٦٣٨، ج٣، ص٢٦٨.

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ٩: امام احمد و ترمذی و ابوداود و دارمی نے بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہلاکت ہے اس کے لیے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الزهد، باب ماجاء من تكلم بالكلمة ليضحك الناس، الحديث: ٢٣١٥، ص١٨٨٥

حدیث ١٠: بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ بات کرتا ہے اور محض اس لیے کرتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے اس کی وجہ سے جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان و زمین کے درمیان کے فاصلہ سے زیادہ ہے اور زبان کی وجہ سے جتنی لغزش ہوتی ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جتنی قدم سے لغزش ہوتی ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في حفظ اللسان، الحديث: ٤٨٣٢، ج٤، ص٢١٣. و "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب ما جاء حفظ اللسان... إلخ، الحديث: ٤٨٣٦، ج٣، ص٤١.

حدیث ١١: ابوداود و بیہقی نے عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے مکان میں تشریف فرما تھے۔ میری ماں نے مجھے بلایا کہ آ، تجھے دوں گی۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کیا چیز دینے کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا، کھجور دوں گی۔ ارشاد فرمایا: ''اگر تو کچھ نہیں دیتی تو یہ تیرے ذمہ جھوٹ لکھا جاتا۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب التشديد في الكذب، الحديث: ٤٩٩١، ص١٥٨٨.

حدیث ١٢: بیہقی نے ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جھوٹ سے منھ کالا ہوتا ہے اور چغلی سے قبر کا عذاب ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في حفظ اللسان، الحديث: ٤٨١٣، ج٤، ص٢٠٨.

حدیث ۱۳: صحیح بخاری و مسلم میں اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان میں اصلاح کرتا ہے، اچھی بات کہتا ہے اور اچھی بات پہنچاتا ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب البر... إلخ، باب تحريم الكذب... إلخ، الحديث: ٦٦٣٣، ص١١٣٣. یعنی ایک کی طرف سے دوسرے کے پاس اچھی بات کہتا ہے جو بات اس نے نہیں کہی ہے وہ کہتا ہے، مثلاً اس نے تمھیں سلام کہا ہے، تمھاری تعریف کرتا تھا۔

حدیث ۱۴: ترمذی نے اسما بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جھوٹ کہیں ٹھیک نہیں مگر تین جگہوں میں، مرد اپنی عورت کو راضی کرنے کے لیے بات کرے اور لڑائی میں جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان میں صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في اصلاح ذات البين، الحديث: ١٩٣٩، ص١٨٤٧.

مسئلہ ۱: تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گناہ نہیں۔

ایک جنگ کی صورت میں کہ یہاں اپنے مقابل کو دھوکا دینا جائز ہے، اسی طرح جب ظالم ظلم کرنا چاہتا ہو اس کے ظلم سے بچنے کے لیے بھی جائز ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ دو مسلمانوں میں اختلاف ہے اور یہ ان دونوں میں صلح کرانا چاہتا ہے، مثلاً ایک کے سامنے یہ کہدے کہ وہ تمھیں اچھا جانتا ہے، تمھاری تعریف کرتا تھا یا اس نے تمھیں سلام کہلا بھیجا ہے اور دوسرے کے پاس بھی اسی قسم کی باتیں کرے تاکہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ بی بی کو خوش کرنے کے لیے کوئی بات خلاف واقع کہدے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج٥، ص٣٥٢.

www.dawateislami.net

مسئلہ ۲: توریہ یعنی لفظ کے جو ظاہر معنی ہیں وہ غلط ہیں مگر اس نے دوسرے معنی مراد لیے جو صحیح ہیں، ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ توریہ کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لیے بلایا وہ کہتا ہے میں نے کھانا کھالیا۔ اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اس وقت کا کھانا کھالیا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء، ج٥، ص٣٥٢.

مسئلہ ۳: احیائے حق کے لیے توریہ جائز ہے مثلاً شفیع کو رات میں جائداد مشفوعہ کی بیع کا علم ہوا اور اس وقت لوگوں کو گواہ نہ بنا سکتا ہو تو صبح کو گواہوں کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے بیع کا اس وقت علم ہوا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ لڑکی کو رات کو حیض آیا اور اس نے خیار بلوغ کے طور پر اپنے نفس کو اختیار کیا مگر گواہ کوئی نہیں ہے تو صبح کو لوگوں کے سامنے یہ کہہ سکتی ہے کہ میں نے اس وقت خون دیکھا۔ (ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٧٠٤.

مسئلہ ٤: جس اچھے مقصد کو سچ بول کر بھی حاصل کیا جاسکتا ہو اور جھوٹ بول کر بھی حاصل کرسکتا ہو، اس کے حاصل کرنے کے لیے جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ سے حاصل کرسکتا ہو، سچ بولنے میں حاصل نہ ہوسکتا ہو تو بعض صورتوں میں کذب بھی مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے، جیسے کسی بے گناہ کو ظالم شخص قتل کرنا چاہتا ہے یا ایذا دینا چاہتا ہے وہ ڈر سے چھپا ہوا ہے، ظالم نے کسی سے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے؟ یہ کہہ سکتا ہے مجھے معلوم نہیں اگرچہ جانتا ہو یا کسی کی امانت اس کے پاس ہے کوئی اسے چھیننا چاہتا ہے

پوچھتا ہے کہ امانت کہاں ہے؟ یہ انکار کرسکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس اس کی امانت نہیں۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۷۰۵.

مسئلہ ۵: کسی نے چھپ کر بے حیائی کا کام کیا ہے، اس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے یہ کام کیا؟ وہ انکار کرسکتا ہے کیونکہ ایسے کام کو لوگوں کے سامنے ظاہر کردینا یہ دوسرا گناہ ہوگا۔ اسی طرح اگر اپنے مسلم بھائی کے بھید پر مطلع ہو تو اس کے بیان کرنے سے بھی انکار کرسکتا ہے۔ (ردالمحتار) المرجع السابق

مسئلہ ٦: اگر سچ بولنے میں فساد پیدا ہوتا ہو تو اس صورت میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور اگر جھوٹ بولنے میں فساد ہوتا ہو تو حرام ہے اور اگر شک ہو معلوم نہیں کہ سچ بولنے میں فساد ہوگا یا جھوٹ بولنے میں، جب بھی جھوٹ بولنا حرام ہے۔ (ردالمحتار) المرجع السابق

مسئلہ ۷: جس قسم کے مبالغہ کا عادۃً رواج ہے لوگ اسے مبالغہ ہی پر محمول کرتے ہیں اس کے حقیقی معنی مراد نہیں لیتے وہ جھوٹ میں داخل نہیں، مثلاً یہ کہا کہ میں تمھارے پاس ہزار مرتبہ آیا یا ہزار مرتبہ میں نے تم سے یہ کہا۔ یہاں ہزار کا عدد مراد نہیں بلکہ کئی مرتبہ آنا اور کہنا مراد ہے، یہ لفظ ایسے موقع پر نہیں بولا جائے گا کہ ایک ہی مرتبہ آیا ہو یا ایک ہی مرتبہ کہا ہو اور اگر ایک مرتبہ آیا اور یہ کہہ دیا کہ ہزار مرتبہ آیا تو جھوٹا ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۷۰۵.

مسئلہ ۸: تعریض کی بعض صورتیں جن میں لوگوں کا دل خوش کرنا اور مزاح مقصود ہو جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث میں فرمایا: کہ ''جنت میں بڑھیا نہیں جائے گی۔'' انظر: "جامع الترمذي"، ابواب الشمائل، باب ماجاء في صفة ... إلخ، الحديث: ۲۳۹، ج۵، ص۵٤۵. یا ''میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔'' (ردالمحتار) انظر: "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في المزاح، الحديث: ۱۹۹۱، ص۱۸۵۱. "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۷۰٦.

www.dawateislami.net

زبان کو روکنا اور گالی گلوج غیبت اور چغلی سے پرہیز کرنا

حدیث ۱: صحیح بخاری میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص میرے لیے اس چیز کا ضامن ہو جائے جو اس کے جبڑوں کے درمیان میں ہے یعنی زبان کا اور اس کا جو اس کے دونوں پاؤں کے درمیان میں ہے یعنی شرمگاہ کا، میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، الحديث: ٦٤٧٤، ص٥٤٣. یعنی زبان اور شرمگاہ کو ممنوعات سے بچانے پر جنت کا وعدہ ہے۔

حدیث ۲: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی بات بولتا ہے اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا یعنی یہ خیال بھی نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو درجوں بلند کرتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کی بات بولتا ہے اور اس کی طرف دھیان نہیں دھرتا یعنی اس کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اس سے اتنا ناراض ہوگا، اس کلمہ کی وجہ سے جہنم میں گرتا ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، الحديث: ٦٤٧٨، ص٥٤٤.

اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ''جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو مشرق و مغرب کے فاصلہ سے بھی زیادہ ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الزهد... إلخ، باب حفظ اللسان الحديث: ۷٤۸۲، ص۱۱۹۵.

حدیث ۳: ترمذی وابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والی ہے، وہ تقویٰ اور حسن خلق ہے اور جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جہنم میں لے جانے والی ہے، وہ دو جوف دار (کھکل) چیزیں ہیں، مونھ اور شرمگاہ۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب الزهد، باب ذكر الذنوب، الحديث: ٤٢٤٦، ص٢٧٣٥. و "جامع الترمذي"، ابواب البر... إلخ، باب ماجاء في حسن الخلق، الحديث: ٢٠٠٤، ص١٨٥٢.

حدیث ٤: امام احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو چپ رہا، اسے نجات ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب صفة القيامة... إلخ، باب حديث من كان يؤمن بالله...إلخ، الحديث: ٢٥٠١، ص١٩٠٣.

حدیث ٥: امام احمد و ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، نجات کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''اپنی زبان پر قابو رکھو اور تمہارا گھر تمھارے لیے گنجائش رکھے (یعنی بے کار ادھر ادھر نہ جاؤ) اور اپنی خطا پر گریہ کرو۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ٢٢٢٩٨، ج٨، ص٢٩٠. و "جامع الترمذي"، ابواب الزهد، باب ماجاء في حفظ اللسان، الحديث: ٢٤٠٦، ص١٨٩٣.

حدیث ٦: ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''ابن آدم جب صبح کرتا ہے تو تمام اعضا زبان کے سامنے عاجزانہ یہ کہتے ہیں، کہ تو خدا سے ڈر کہ ہم سب تیرے ساتھ وابستہ ہیں، اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الزهد، باب ماجاء في حفظ اللسان، الحديث: ٢٤٠٧، ص١٨٩٣.

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ۷: امام مالک و احمد نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ترمذی اور بیہقی نے دونوں سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ لایعنی چیز چھوڑ دے۔'' "الموطأ" للإمام مالك، كتاب حسن الخلق، باب ماجاء في حسن الخلق، الحديث: ١٧١٨، ج٢، ص٤٠٣. یعنی جو چیز کار آمد نہ ہو اس میں نہ پڑے، زبان و دل و جوارح کو بے کار باتوں کی طرف متوجہ نہ کرے۔

حدیث ۸: ترمذی نے سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سب سے زیادہ کس چیز کا مجھ پر خوف ہے؟ یعنی کس چیز کے ضرر کا زیادہ اندیشہ ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: ''یہ ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الزهد، باب ماجاء في حفظ اللسان، الحديث: ٢٤١٠، ص١٨٩٣.

حدیث ۹: بیہقی نے شعب الایمان میں عمران بن حطان سے روایت کی، کہتے ہیں میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا، انھیں کالی کملی اوڑھے ہوئے مسجد میں تنہا بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں نے کہا، ابو ذر یہ تنہائی کیسی؟ اونھوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کہ ''تنہائی اچھی ہے برے ہم نشین سے اور ہم نشین صالح تنہائی سے بہتر ہے اور اچھی بات بولنا خاموشی سے بہتر ہے اور بری بات بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في حفظ اللسان، فصل في فضل السكوت... إلخ، الحديث: ٤٩٩٣، ج٤، ص٢٥٦.

حدیث ۱۰: بیہقی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''سکوت پر قائم رہنا ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في حفظ اللسان، فصل في فضل السكوت عما لايعنيه، الحديث: ٤٩٥٣، ج٤، ص٢٤٥.

حدیث ۱۱: بیہقی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے وصیت فرمائیے، ارشاد فرمایا: میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ اس سے تمھارے سب کام آراستہ ہوجائیں گے۔ میں نے عرض کی اور وصیت فرمائیے، فرمایا: کہ تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کو لازم کرلو، کہ اس کی وجہ سے تمہارا ذکر آسمان میں ہوگا اور زمین میں تمھارے لیے نور ہوگا۔ میں نے کہا اور وصیت فرمائیے، ارشاد فرمایا: زیادتی خاموشی کو لازم کرلو، کہ اس سے شیطان دفع ہوگا اور تمھیں دین کے کاموں میں مدد دے گی۔

میں نے عرض کی اور وصیت کیجیے، فرمایا: کہ زیادہ ہنسنے سے بچو کہ یہ دل کو مُردہ کردیتا ہے اور چہرہ کے نور کو دور کرتا ہے۔ میں نے کہا اور وصیت کیجیے۔ فرمایا: حق بولو، اگرچہ کڑوا ہو۔ میں نے کہا اور وصیت کیجیے، فرمایا: کہ اللہ (عزوجل) کے بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو۔ میں نے کہا اور وصیت کیجیے، فرمایا: تم کو دوسرے لوگوں سے روکے وہ چیز جو تم اپنے نفس سے جانتے ہو۔'' "شعب الإيمان"، باب في حفظ اللسان، فصل في فضل السكوت عما لايعنيه، الحديث: ٤٩٤٢، ج٤، ص٢٤٢. یعنی جو اپنے عیوب کی طرف نظر رکھے گا دوسروں کے عیوب میں نہ پڑے گا اور کام کی بات یہ ہے کہ اپنے عیب پر نظر کی جائے تا کہ اسکے زائل کرنے کی کوشش کی جائے۔

حدیث ۱۲: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوذر! کیا میں تم کو ایسی دو باتیں نہ بتادوں جو پیٹھ پر ہلکی ہیں اور میزان میں بھاری ہیں؟ انھوں نے کہا، ہاں۔ ارشاد فرمایا: زیادہ خاموش رہنا اور خوبی اخلاق، قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمام مخلوقات نے ان کی مثل پر عمل نہیں کیا۔'' "شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق، الحديث: ٨٠٠٦، ج٦، ص٢٣٩ یعنی ان کی مثل کوئی چیز نہیں جس پر عمل کیا جائے۔

حدیث ۱۳: امام مالک نے اسلم سے روایت کی، کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور حضرت صدیق اکبر اپنی زبان پکڑ کر کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر نے عرض کی، کیا بات ہے اللہ (عزوجل) آپ کی مغفرت کرے، حضرت صدیق نے فرمایا: اس نے مجھے مہالک (یعنی ہلاکتوں۔) میں ڈالا ہے۔ "الموطأ" للإمام مالك، كتاب الكلام، باب ماجاء فيما يخاف من اللسان، الحديث: ١٩٠٦، ج٢، ص٤٦٦.

حدیث ۱٤: امام احمد و بیہقی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے لیے چھ چیزوں کے ضامن ہوجاؤ میں تمھارے لیے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہوں۔

(۱) جب بات کرو سچ بولو اور

(۲) جب وعدہ کرو اسے پورا کرو اور

(۳) جب تمھارے پاس امانت رکھی جائے اسے ادا کرو اور

(۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور

(۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور

(٦) اپنے ہاتھوں کو روکو۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عبادة بن الصامت الحديث: ٢٢٨٢١، ج٨، ص ٤١٢ یعنی ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ پہنچاؤ۔

حدیث ۱۵: ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''مومن نہ طعن کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا بے ہودہ ہوتا ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر... إلخ، باب ماجاء في اللعنة، الحديث: ١٩٧٧، ص ١٨٥٠.

حدیث ۱٦: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کو یہ نہ چاہیے کہ لعنت کرنے والا ہو۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر... إلخ، باب ماجاء في اللعن والطعن، الحديث: ٢٠١٩، ص ١٨٥٤.

حدیث ۱۷: صحیح مسلم میں ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ''جو لوگ لعنت کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن نہ گواہ ہوں گے، نہ کسی کے سفارشی۔'' "صحيح مسلم"، كتاب البر... إلخ، باب النهى عن لعن الدواب و غيرها، الحديث: ٦٦١٢، ص ١١٣١.

حدیث ۱۸: ترمذی و ابوداود نے سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ (عزوجل) کی لعنت و غضب اور جہنم کے ساتھ آپس میں لعنت نہ کرو۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر... إلخ، باب ماجاء في اللعنة، الحديث: ١٩٧٦، ص ١٨٥٠ و "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان... إلخ، الحديث: ٤٨٤٩، ج٣، ص ٤٣.

حدیث ۱۹: ابوداود نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: کہ ''جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کو جاتی ہے، آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر زمین پر اتاری جاتی ہے، اس کے دروازے بھی بند کر دیے جاتے ہیں پھر دہنے بائیں جاتی ہے، جب کہیں راستہ نہیں پاتی تو اس کی طرف آتی ہے جس پر لعنت بھیجی گئی، اگر اسے اس کا اہل پاتی ہے تو اس پر پڑتی ہے، ورنہ بھیجنے والے پر آجاتی ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في اللعن، الحديث: ٤٩٠٥، ص ١٥٨٣.

حدیث ۲۰: ترمذی و ابوداود نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ ایک شخص کی چادر کو ہوا کے تیز جھونکے لگے، اس نے ہوا پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہوا پر لعنت نہ کرو کہ وہ خدا کی طرف سے مامور ہے اور جو شخص ایسی چیز پر لعنت کرتا ہے جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اُسی پر لوٹ آتی ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في اللعن، الحديث: ٤٩٠٨، ص ١٥٨٣.

حدیث ۲۱: ترمذی نے اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہوا کو گالی نہ دو اور جب دیکھو کہ تمھیں بری لگتی ہے تو یہ کہو کہ الٰہی! میں اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جو کچھ اس میں خیر ہے اور جس خیر کا اسے حکم ہوا اور میں اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور جو کچھ اس میں شر ہے اور اس کے شر سے جس کا اسے حکم ہوا۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الفتن باب ماجاء في النهى عن سب الرياح، الحديث: ٢٢٥٢، ص ١٨٧٩.

حدیث ۲۲: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے اپنی سواری کے جانور پر لعنت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس سے اتر جاؤ ہمارے ساتھ میں ملعون چیز کو لے کر نہ چلو، اپنے اوپر اور اپنی اولاد واموال پر بددعا نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا اس ساعت میں ہو جس میں جو دعا خدا سے کی جائے قبول ہوتی ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الزهد، باب حديث جابر الطويل... إلخ، الحديث: ٧٥١٥، ص١١٩٨.

حدیث ۲۳: طبرانی نے ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن پر لعنت کرنا اس کے قتل کی مثل ہے اور جو شخص مومن مرد یا عورت پر کفر کی تہمت لگائے تو یہ اس کے قتل کی مثل ہے۔'' "المعجم الكبير"، الحديث: ١٣٣٠، ج٢، ص٧٣

حدیث ۲٤: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو اس کلمہ کے ساتھ دونوں میں سے ایک لوٹے گا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب من اكفر اخاه بغير تأويل فهو كما قال، الحديث: ٦١٠٤، ٦١٠٣، ص٥١٥. و "صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب بيان حال ايمان من قال لاخيه المسلم يا كافر، الحديث: ٢١٦، ٢١٥، ص٦٩٠. یعنی یہ کلمہ دونوں میں سے ایک پر پڑے گا۔

حدیث ۲۵: صحیح بخاری میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دوسرے کو فسق اور کفر کی تہمت لگائے اور وہ ایسا نہ ہو تو اس کہنے والے پر لوٹتا ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب ما ينهى من السباب واللعن، الحديث: ٦٠٤٥، ص٥١١.

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ۲٦: صحیح بخاری و مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلائے یا دشمنِ خدا کہے اور وہ ایسا نہیں ہے تو اسی کہنے والے پر لوٹے گا۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب بيان حال ايمان من قال لاخيه المسلم: يا كافر، الحديث: ٢١٧، ص٦٩١.

حدیث ۲۷: بخاری و مسلم و احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلم سے گالی گلوج کرنا فسق ہے اور اس سے قتال کفر ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب ما ينهى من السباب واللعن، الحديث: ٦٠٤٤، ص٥١١.

حدیث ۲۸: صحیح مسلم میں انس و ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو شخص گالی گلوج کرنے والے انھوں نے جو کچھ کہا سب کا وبال اس کے ذمہ ہے جس نے شروع کیا ہے، جب تک مظلوم تجاوز نہ کرے۔''

"صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب النهى عن السباب، الحديث: ٦٥٩١، ص١١٣٠.

یعنی جتنا پہلے نے کہا، اس سے زیادہ نہ کہے۔

حدیث ۲۹: طبرانی نے سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی کسی کو برا بھلا کہنا ہی چاہتا ہے تو نہ اس پر افترا کرے، نہ اس کے والدین کو گالی دے، نہ اس کی قوم کو گالی دے، ہاں اگر اس میں ایسی بات ہے جو اس کے علم میں ہے تو یوں کہے کہ تو بخیل ہے یا تو بزدل ہے یا تو جھوٹا ہے یا بہت سونے والا ہے۔'' "المعجم الكبير"، الحديث: ٧٠٣٠، ج٧،

ص۲۵۳.

حدیث ۳۰: امام احمد وترمذی وابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فحش جس چیز میں ہوگا، اسے عیب دار کردے گا اور حیا جس میں ہوگی، اسے آراستہ کردے گی۔'' "جامع الترمذي"، ابوب البر... إلخ، باب ماجاء في الفحش... إلخ، الحديث: ۱۹۷٤، ص ۱۸۵۰.

حدیث ۳۱: صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب لوگوں میں بدتر مرتبہ اس کا ہے کہ اس کے شر سے بچنے کے لیے لوگوں نے اسے چھوڑ دیا ہو۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب لم يكن النبى صلى الله عليه وسلم فاحشا... إلخ، الحديث: ٦٠٣٢، ص ٥١٠. اور ایک روایت میں ہے کہ ''اُس کے فحش سے بچنے کے لیے چھوڑ دیا ہو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب البر و الصلة، باب مداراة من يتقى فحشه، الحديث: ٦٥٩٦، ص ١١٣٠.

حدیث ۳۲: بخاری ومسلم واحمد وابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے کہ دہر کو برا کہتا ہے، دہر تو میں ہوں میرے ہاتھ میں سب کام ہیں، رات اور دن کو میں بدلتا ہوں۔'' "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ ﴿ يريدون ان يبدلوا كلم الله ﴾، الحديث: ٧٤٩١، ص ٦٢٤. یعنی زمانہ کو برا کہنا اللہ (عزوجل) کو برا کہنا ہے کہ زمانہ میں جو کچھ ہوتا ہے، وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔

حدیث ۳۳: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص یہ کہے کہ سب لوگ ہلاک ہوگئے تو سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا یہ ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب البر و الصلة... إلخ، باب النهى عن قول: هلك الناس، الحديث: ٦٦٨٣، ص ١١٣٥. یعنی جو شخص تمام لوگوں کو گنہگار اور مستحق نار بتائے تو سب سے بڑھ کر گنہگار وہ خود ہے۔

حدیث ۳۴: صحیح بخاری ومسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے زیادہ برا قیامت کے دن اس کو پاؤ گے، جو ذوالوجہین ہو۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب ماقيل في ذى الوجهين، الحديث: ٦٠٥٨، ص ٥١٢. یعنی دورخا آدمی کہ ان کے پاس ایک مونھ سے آتا ہے اور ان کے پاس دوسرے مونھ سے آتا ہے یعنی منافقوں کی طرح کہیں کچھ کہتا ہے اور کہیں کچھ کہتا ہے، یہ نہیں کہ ایک طرح کی بات سب جگہ کہے۔

حدیث ۳۵: دارمی نے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں دورخا ہوگا، قیامت کے دن آگ کی زبان اس کے لیے ہوگی۔'' "سنن الدارمي"، كتاب الرقائق، باب ما قيل في ذى الوجهين، الحديث: ٢٧٦٤، ج٢، ص ٤٠٥. ابوداود کی روایت میں ہے کہ ''اس کے لیے دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في ذى الوجهين، الحديث: ٤٨٧٣، ص ١٥٨٠.

حدیث ۳۶: صحیح بخاری ومسلم میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ ''جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب بيان غلظ تحريم النميمة، الحديث: ٢٩١، ص٦٩٦.

حدیث ۳۷: بیہقی نے شعب الایمان میں عبدالرحمٰن بن غنم واسما بنتِ یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ (عزوجل) کے نیک بندے وہ ہیں کہ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور اللہ (عزوجل) کے برے بندے

وہ ہیں، جو چغلی کھاتے ہیں، دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں اور جو شخص جرم سے بری ہے، اس پر تکلیف ڈالنا چاہتے ہیں۔'' "شعب الإيمان"، باب في الاصلاح بين الناس... إلخ، الحديث: ١١١٠٨، ج٧، ص٤٩٤. و "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان... إلخ، الحديث: ٤٨٧١، ج٣، ص٤٦.

حدیث ۳۸: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی، اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس چیز کے ساتھ ذکر کرے جو اسے بری لگے۔ کسی نے عرض کی، اگر میرے بھائی میں وہ موجود ہو جو میں کہتا ہوں (جب تو غیبت نہیں ہوگی)۔ فرمایا: ''جو کچھ تم کہتے ہو، اگر اس میں موجود ہے جب ہی تو غیبت ہے اور جب تم ایسی بات کہو جو اس میں ہو نہیں، یہ بہتان ہے۔'' "صحيح مسلم" كتاب البر والصلة... إلخ، باب تحريم الغيبة، الحديث: ٦٥٩٣، ص ١١٣٠.

حدیث ۳۹: امام احمد و ترمذی و ابو داود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا، صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ایسی ہیں ایسی ہیں یعنی پستہ قد ہیں، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ ''تم نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر سمندر میں ملایا جائے تو اس پر غالب آجائے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في الغيبة، الحديث: ٤٨٧٥، ص ١٥٨١. یعنی کسی پستہ قد کو ناٹا ٹھگنا کہنا بھی غیبت میں داخل ہے، جبکہ بلا ضرورت ہو۔

حدیث ۴۰: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، دو شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور وہ دونوں روزہ دار تھے، جب نماز پڑھ چکے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں وضو کرو اور نماز کا اعادہ کرو اور روزہ پورا کرو اور دوسرے دن اس روزہ کی قضا کرنا۔ انھوں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ حکم کس لیے؟ ارشاد فرمایا: ''تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في تحريم اعراض الناس، الحديث: ٦٧٢٩، ج٥، ص٣٠٣.

حدیث ۴۱: ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقل کروں، اگرچہ میرے لیے اتنا اتنا ہو۔'' "جامع الترمذي"، ابواب صفة القيامة... إلخ، باب حديث: لومزج بهاماء البحر... الحديث: ٢٥٠٣، ص١٩٠٣. یعنی نقل کرنا دنیا کی کسی چیز کے مقابل میں درست نہیں ہوسکتا۔

حدیث ۴۲: بیہقی نے شعب الایمان میں ابو سعید و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) زنا سے زیادہ سخت غیبت کیونکر ہے۔ فرمایا: کہ ''مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی، جب تک وہ نہ معاف کردے جس کی غیبت ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في تحريم اعراض الناس، الحديث: ٦٧٤١، ج٥، ص٣٠٦.

اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ ''زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کی توبہ نہیں ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في تحريم اعراض الناس، الحديث: ٦٧٤٢، ج٥، ص٣٠٦.

حدیث ۴۳: بیہقی نے دعوات کبیر میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ غیبت کے کفارہ میں یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے، اس کے لیے استغفار کرے، یہ کہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَہ. "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان... إلخ، الحديث: ٤٨٧٧، ج٣، ص٤٧. ''الٰہی! ہمیں اور اسے بخش دے۔''

حدیث ٤٤: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ماعز اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جب رجم کیا گیا تھا، دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے، ایک نے دوسرے سے کہا، اسے تو دیکھو کہ اللہ (عزوجل) نے اس کی پردہ پوشی کی تھی مگر اس کے نفس نے نہ چھوڑا، کتے کی طرح رجم کیا گیا۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے سن کر سکوت فرمایا۔ کچھ دیر تک چلتے رہے، راستہ میں مرا ہوا گدھا ملا جو پاؤں پھیلائے ہوئے تھا۔

حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ان دونوں شخصوں سے فرمایا: جاؤ اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔ انھوں نے عرض کی، یا نبی اللہ! اسے کون کھائے گا؟ ارشاد فرمایا: ''وہ جو تم نے اپنے بھائی کی آبروریزی کی، وہ اس گدھے کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ (ماعز) اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الحدود، باب رجم ما عزبن مالك، الحديث: ٤٤٢٨، ص١٥٤٦.

حدیث ٤٥: امام احمد و نسائی و ابن ماجہ و حاکم نے اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ (عزوجل) کے بندو! اللہ (عزوجل) نے حرج اٹھالیا، مگر جو شخص کسی مرد مسلم کی بطور ظلم آبروریزی کرے، وہ حرج میں ہے اور ہلاک ہوا۔'' "كنز العمال"، كتاب الاخلاق، الحديث: ٨٠١٤، ج٣، ص٢٣٤.

حدیث ٤٦: امام احمد و ابوداود و حاکم نے مستورد بن شداد (بہارِ شریعت کے نسخوں میں مسور بن شداد لکھا ہے، یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، جسے ہم نے ''مستورد بن شداد'' لکھ کر صحیح کردیا ہے۔) رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کو کسی مرد مسلم کی برائی کرنے کی وجہ سے کھانے کو ملا، اللہ تعالٰی اس کو اتنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جس کو مرد مسلم کی برائی کی وجہ سے کپڑا پہننے کو ملا، اللہ تعالٰی اس کو جہنم کا اتنا ہی کپڑا پہنائے گا۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في الغيبة، الحديث: ٤٨٨١، ص١٥٨١. و "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث المستورد بن شداد، الحديث: ١٨٠٣٣، ج٦، ص٢٩٤.

حدیث ٤٧: امام احمد و ابوداود نے ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے وہ لوگ جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کرے گا، اللہ تعالٰی اس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کرے گا اور جس کی اللہ (عزوجل) ٹٹول کرے گا اس کو رسوا کردے گا، اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في الغيبة الحديث: ٤٨٨٠، ص١٥٨١ ـ و "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي برزة الاسلمي، الحديث: ١٩٧٩٧، ج٧، ص١٨١

حدیث ٤٨: امام احمد و ابوداود نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج ہوئی، ایک قوم پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے مونھ اور سینے کو نوچتے تھے۔ میں نے کہا: جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے کہا، ''یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروریزی کرتے تھے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في الغيبة، الحديث: ٤٨٧٨، ص١٥٨١.

حدیث ۴۹: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں اس کا مال اور اس کی آبرو اور اس کا خون آدمی کو برائی سے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔'' "سنن أبي داود"، کتاب الادب، باب في الغيبة، الحديث: ٤٨٨٢، ص ١٥٨١.

حدیث ۵۰: ابوداود نے معاذ بن انس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مسلمان پر کوئی بات کہے اس سے مقصد عیب لگانا ہو، اللہ تعالیٰ اس کو پل صراط پر روکے گا جب تک اس چیز سے نہ نکلے جو اس نے کہی۔''

"سنن أبي داود"، کتاب الادب، باب الرجل يذب عن عرض اخيه، الحديث: ٤٨٨٣، ص ١٥٨١

حدیث ۵۱: ابوداود نے جابر بن عبداللہ اور ابوطلحہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جہاں مرد مسلم کی ہتک حرمت کی جاتی ہو اور اس کی آبروریزی کی جاتی ہو ایسی جگہ جس نے اُس کی مدد نہ کی، یعنی یہ خاموش سنتا رہا اور اُن کو منع نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہیں کرے گا جہاں اسے پسند ہو کہ مدد کی جائے اور جو شخص مرد مسلم کی مدد کرے گا ایسے موقع پر جہاں اُس کی ہتک حرمت اور آبروریزی کی جارہی ہو، اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا ایسے موقع پر جہاں اسے محبوب ہے کہ مدد کی جائے۔'' "سنن أبي داود"، کتاب الادب، باب الرجل يذب عن عرض اخيه، الحديث: ٤٨٨٤، ص ١٥٨١.

حدیث ۵۲: شرح سنہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد پر قادر ہو اور مدد کی، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی مدد کرے گا اور اگر باوجود قدرت اس کی مدد نہیں کی تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسے پکڑے گا۔'' "مشكاة المصابيح"، کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق الحديث: ٤٩٨٠، ج٣، ص٦٩.

www.dawateislami.net

حدیث ۵۳: بیہقی نے اسما بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے بھائی کے گوشت سے اس کی غیبت میں روکے یعنی مسلمان کی غیبت کی جارہی تھی، اس نے روکا تو اللہ (عزوجل) پر حق ہے کہ اُسے جہنم سے آزاد کردے۔'' "مشكاة المصابيح"، کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق الحديث: ٤٩٨١، ج٣، ص ٧٠.

حدیث ۵۴: شرح سنہ میں ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو سے روکے یعنی کسی مسلم کی آبروریزی ہوتی تھی اس نے منع کیا تو اللہ (عزوجل) پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کو جہنم کی آگ سے بچائے۔ اس کے بعد اس آیت کی تلاوت کی۔''

﴿ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾

"شرح السنة"، کتاب البر والصلة، باب الذب عن المسلمين، الحديث: ٣٤٢٢، ج٦، ص٤٩٤. پ ٢١، الروم: ٤٧.

''مسلمانوں کی مدد کرنا ہم پر حق ہے۔''

حدیث ۵۵: ترمذی و ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی ہے، اس کی چیزوں کو ہلاک ہونے سے بچائے اور غیبت میں اس کی حفاظت کرے۔'' "سنن أبي داود"، کتاب الادب، باب في النصيحة و الحياطة، الحديث: ٤٩١٨، ص ١٥٨٤.

حدیث ۵۶: امام احمد و ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ایسی چیز دیکھے جس کو چھپانا چاہیے اور اس نے پردہ ڈال دیا یعنی چھپادی تو ایسا ہے جیسے موؤدہ (یعنی زندہ درگور) کو زندہ کیا۔''

''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل حديث عقبة بن عامر الجهني، الحديث: ١٧٣٣٤، ج٦، ص١٢٦. و ''سنن أبي داود''، كتاب الادب، باب في الستر على المسلم، الحديث: ٤٨٩١، ص١٥٨٢.

حدیث ۵۷: ابونعیم نے معرفہ میں شبیب بن سعد بلوی سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ کو قیامت کے دن اس کا دفتر کھلا ہوا ملے گا، وہ اس میں ایسی نیکیاں بھی دیکھے گا جن کو کیا نہیں ہے، عرض کرے گا، اے رب! یہ میرے لیے کہاں سے آئیں؟ میں نے تو انھیں کیا نہیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ یہ وہ ہیں جو تیری لاعلمی میں لوگوں نے تیری غیبت کی تھی۔'' ''كنز العمال''، كتاب الاخلاق، رقم: ٨٠٤٣، ج٣، ص٢٣٦.

حدیث ۵۸: ترمذی نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جس نے اپنے بھائی کو ایسے گناہ پر عار دلایا جس سے وہ توبہ کر چکا ہے، تو مرنے سے پہلے وہ خود اس گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔'' ''جامع الترمذي''، ابواب صفة القيامة... إلخ، باب في وعيد من عير اخاه بذنب، الحديث: ٢٥٠٥، ص١٩٠٣.

حدیث ۵۹: ترمذی نے واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اپنے بھائی کی شماتت نہ کر یعنی اس کی مصیبت پر اظہار مسرت نہ کر، کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا اور تجھے اس میں مبتلا کر دے گا۔'' ''جامع الترمذي''، ابواب صفة القيامة... إلخ، باب لا تظهر الشماتة لأخيك... إلخ، الحديث: ٢٥٠٦، ص١٩٠٣.

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ۶۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری ساری امت عافیت میں ہے مگر مجاہرین یعنی جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں یہ عافیت میں نہیں ان کی غیبت اور برائی کی جائے گی اور آدمی کی بے باکی سے یہ ہے کہ رات میں اس نے کوئی کام کیا یعنی گناہ کا کام اور خدا نے اس کو چھپایا اور یہ صبح کو خود کہتا ہے، کہ آج رات میں میں نے یہ کیا، خدا نے اس پر پردہ ڈالا تھا اور یہ شخص پردۂ الٰہی کو ہٹا دیتا ہے۔'' ''صحيح البخاري''، كتاب الادب، باب ستر المؤمن على نفسه، الحديث: ٦٠٦٩، ص٥١٣. و ''صحيح مسلم''، كتاب الزهد، باب النهى عن هتك الانسان ستر نفسه، الحديث: ٧٤٨٥، ص١١٩٥. و ''مشكاة المصابيح''، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان... إلخ، الحديث: ٤٨٣١، ج٣، ص٤٠.

حدیث ۶۱: طبرانی و بیہقی نے بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا فاجر کے ذکر سے بچتے ہو اس کو لوگ کب پہچانیں گے، فاجر کا ذکر اس چیز کے ساتھ کرو جو اس میں ہے، تاکہ لوگ اس سے بچیں۔'' ''السنن الكبرى'' للبيهقي، كتاب الشهادات باب الرجل من اهل الفقه... إلخ، الحديث: ٢٠٩١٤، ج١٠، ص٣٥٤.

حدیث ۶۲: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے حیا کی چادر ڈال دی اس کی غیبت نہیں۔'' ''السنن الكبرى'' للبيهقي، كتاب الشهادات باب الرجل من اهل الفقه... إلخ، الحديث: ٢٠٩١٥، ج١٠، ص٣٥٤. یعنی ایسوں کی برائی بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔

حدیث ٦٣: طبرانی نے معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فاسق کی غیبت نہیں ہے۔'' "المعجم الكبير"، الحديث: ١٠١١، ج١٩، ص٤١٨.

حدیث ٦٤: صحیح مسلم میں مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مبالغہ کے ساتھ مدح کرنے والوں کو جب تم دیکھو، تو ان کے مونھ میں خاک ڈال دو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الزهد... إلخ، باب النهي عن المدح اذا كان فيه افراط... إلخ، الحديث: ٧٥٠٦، ص١١٩٦.

حدیث ٦٥: صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ دوسرے کی تعریف کرتا ہے اور تعریف میں مبالغہ کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ''تم نے اسے ہلاک کر دیا یا اس کی پیٹھ توڑ دی۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب ما يكره من التمادح، الحديث: ٦٠٦٠، ص٥١٢.

حدیث ٦٦: صحیح بخاری و مسلم میں ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''تجھے ہلاکت ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی اس کو تین مرتبہ فرمایا، جس شخص کو کسی کی تعریف کرنی ضروری ہی ہو تو یہ کہے کہ میرے گمان میں فلاں ایسا ہے اگر اس کے علم میں یہ ہو کہ وہ ایسا ہے اور اللہ (عزوجل) اس کو خوب جانتا ہے اور اللہ (عزوجل) پر کسی کا تزکیہ نہ کرے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الزهد... إلخ، باب النهي عن المدح... إلخ، الحديث: ٧٥٠١، ٧٥٠٢، ص١١٩٦. یعنی جزم اور یقین کے ساتھ کسی کی تعریف نہ کرے۔

حدیث ٦٧: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے، رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرشِ الٰہی جنبش کرنے لگتا ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في حفظ اللسان، الحديث: ٤٨٨٦، ج٤، ص٢٣٠.

مسائل فقہیہ

غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط﴾

''تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم بُرا سمجھتے ہو۔'' پ٢٦، الحجرات: ١٢.

احادیث میں بھی غیبت کی بہت برائی آئی ہے، چند حدیثیں ذکر کر دی گئیں انھیں غور سے پڑھو، اس حرام سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ آج کل مسلمانوں میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے اس سے بچنے کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے، بہت کم مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جو چغلی اور غیبت سے محفوظ ہوں۔

مسئلہ ١: ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہے اس کی اس ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں، کیونکہ اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کی اس حرکت سے واقف ہو جائیں اور اس

سے بچتے رہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی نماز اور روزے سے دھوکا کھا جائیں اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ حدیث میں ارشاد فرمایا: کہ ''کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو جو خرابی کی بات اس میں ہے بیان کر دو تا کہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور بچیں۔'' (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٣. "شعب الإيمان"، باب في الستر... إلخ، الحديث: ٩٦٦٦، ج٧، ص١٠٩.

مسئلہ ۲: ایسے شخص کا حال جس کا ذکر اوپر گزرا اگر بادشاہ یا قاضی سے کہا تا کہ اسے سزا ملے اور اپنی حرکت سے باز آجائے یہ چغلی اور غیبت میں داخل نہیں۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٣. یہ حکم فاسق و فاجر کا ہے جس کے شر سے بچانے کے لیے لوگوں پر اس کی برائی کھول دینا جائز ہے اور غیبت نہیں۔ اب سمجھنا چاہیے کہ بدعقیدہ لوگوں کا ضرر فاسق کے ضرر سے بہت زائد ہے فاسق سے جو ضرر پہنچے گا وہ اس سے بہت کم ہے، جو بدعقیدہ لوگوں سے پہنچتا ہے فاسق سے اکثر دنیا کا ضرر ہوتا ہے اور بدمذہب سے تو دین و ایمان کی بربادی کا ضرر ہے اور بدمذہب اپنی بدمذہبی پھیلانے کے لیے نماز روزہ کی بظاہر خوب پابندی کرتے ہیں، تا کہ ان کا وقار لوگوں میں قائم ہو پھر جو گمراہی کی بات کریں گے ان کا پورا اثر ہوگا، لہٰذا ایسوں کی بدمذہبی کا اظہار فاسق کے فسق کے اظہار سے زیادہ اہم ہے اس کے بیان کرنے میں ہرگز دریغ نہ کریں۔

آج کل کے بعض صوفی اپنا تقدس یوں ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں کسی کی برائی نہیں کرنی چاہیے یہ شیطانی دھوکا ہے مخلوق خدا کو گمراہوں سے بچانا یہ کوئی معمولی بات نہیں، بلکہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے جس کو نا کارہ تاویلات سے چھوڑنا چاہتا ہے اور اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں ہر دل عزیز بنوں، کیوں کسی کو اپنا مخالف کروں۔

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

مسئلہ ۳: یہ معلوم ہے کہ جس میں برائی پائی جاتی ہے اگر اس کے والد کو خبر ہو جائے گی تو وہ اس حرکت سے روک دے گا، تو اسکے باپ کو خبر کر دے زبانی کہہ سکتا ہو تو زبانی کہے یا تحریر کے ذریعہ مطلع کر دے اور اگر معلوم ہے کہ اپنے باپ کا کہا بھی نہیں مانے گا اور باز نہیں آئے گا تو نہ کہے کہ بلا وجہ عداوت پیدا ہوگی۔ اسی طرح بیوی کی شکایت اس کے شوہر سے کی جاسکتی ہے اور رعایا کی بادشاہ سے کی جاسکتی ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٣. مگر یہ ضرور ہے کہ ظاہر کرنے سے اس کی برائی کرنا مقصود نہ ہو بلکہ اصلی مقصد یہ ہو کہ وہ لوگ اس برائی کا انسداد (یعنی برائی کی روک تھام۔) کریں اور اس کی یہ عادت چھوٹ جائے۔

مسئلہ ٤: کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی برائی افسوس کے طور پر کی کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے یہ غیبت نہیں، کیونکہ جس کی برائی کی اگر اسے خبر بھی ہوگئی تو اس صورت میں وہ برا نہ مانے گا، برا اس وقت مانے گا جب اسے معلوم ہو کہ اس کہنے والے کا مقصود ہی برائی کرنا ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ اس چیز کا اظہار اس نے حسرت و افسوس ہی کی وجہ سے کیا ہو ورنہ یہ غیبت ہے بلکہ ایک قسم کا نفاق اور ریا اور اپنی مدح سرائی ہے، کیونکہ اس نے مسلمان بھائی کی برائی کی اور ظاہر یہ کیا کہ برائی مقصود نہیں یہ نفاق ہوا اور لوگوں پر یہ ظاہر کیا کہ یہ کام میں اپنے لیے اور دوسروں کے لیے برا جانتا ہوں یہ ریا ہے اور چونکہ غیبت کو غیبت کے طور پر نہیں کیا، لہٰذا اپنے کو صلحا میں سے ہونا بتایا یہ تزکیۂ نفس اور خودستائی ہوئی۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٣.

مسئلہ ۵: کسی بستی یا شہر والوں کی برائی کی، مثلاً یہ کہا کہ وہاں کے لوگ ایسے ہیں، یہ غیبت نہیں کیونکہ ایسے کلام کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ وہاں کے سب ہی لوگ ایسے ہیں بلکہ بعض لوگ مراد ہوتے ہیں اور جن بعض کو کہا گیا وہ معلوم نہیں، غیبت اس صورت میں ہوتی ہے جب معین و معلوم اشخاص کی برائی ذکر کی جائے اور اگر اس کا مقصود وہاں کے تمام لوگوں کی برائی کرنا ہے تو یہ غیبت ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) المرجع السابق، ص ٦٧٤.

مسئلہ ٦: فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ غیبت چار قسم کی ہے:

ایک کفر اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص غیبت کر رہا ہے اس سے کہا گیا کہ غیبت نہ کرو۔ کہنے لگا یہ غیبت نہیں میں سچا ہوں، اس شخص نے ایک حرام قطعی کو حلال بتایا۔

دوسری صورت نفاق ہے کہ ایک شخص کی برائی کرتا ہے اور اس کا نام نہیں لیتا مگر جس کے سامنے برائی کرتا ہے، وہ اس کو جانتا پہچانتا ہے، لہٰذا یہ غیبت کرتا ہے اور اپنے کو پرہیز گار ظاہر کرتا ہے، یہ ایک قسم کا نفاق ہے۔

تیسری صورت معصیت ہے وہ یہ کہ غیبت کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ حرام کام ہے ایسا شخص توبہ کرے۔

چوتھی صورت مباح ہے وہ یہ کہ فاسق معلن یا بدمذہب کی برائی بیان کرے، بلکہ جبکہ لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص ٦٧٤.

مسئلہ ۷: جو شخص علانیہ برا کام کرتا ہے اور اس کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے، اس کی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں، مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''جس نے حیا کا حجاب اپنے چہرے سے ہٹا دیا، اس کی غیبت نہیں۔'' (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص ٦٧٤. "شعب الإيمان"، باب في الستر... إلخ، الحديث: ٩٦٦٤، ج٧، ص١٠٨

مسئلہ ۸: جس سے کسی بات کا مشورہ لیا گیا وہ اگر اس شخص کا عیب و برائی ظاہر کرے جس کے متعلق مشورہ ہے یہ غیبت نہیں۔ حدیث میں ہے، ''جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔'' لہٰذا اس کی برائی ظاہر نہ کرنا خیانت ہے، مثلاً کسی کے یہاں اپنا یا اپنی اولاد وغیرہ کا نکاح کرنا چاہتا ہے دوسرے سے اس کے متعلق تذکرہ کیا کہ میرا ارادہ ایسا ہے تمھاری کیا رائے ہے اس شخص کو جو کچھ معلومات ہیں بیان کر دینا غیبت نہیں۔

اسی طرح کسی کے ساتھ تجارت وغیرہ میں شرکت کرنا چاہتا ہے یا اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھنا چاہتا ہے یا کسی کے پڑوس میں سکونت کرنا چاہتا ہے اور اس کے متعلق دوسرے سے مشورہ لیتا ہے یہ شخص اس کی برائی بیان کرے غیبت نہیں۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٥.

مسئلہ ۹: جو بدمذہب اپنی بدمذہبی چھپائے ہوئے ہے، جیسا کہ روافض کے یہاں تقیہ ہے یا آج کل کے بہت سے وہابی بھی اپنی وہابیت چھپاتے اور خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بدمذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کی بدمذہبی کا اظہار غیبت نہیں کہ لوگوں کو ان کے مکر و شر سے بچانا ہے اور اگر اپنی بدمذہبی کو چھپاتا نہیں بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے، جب بھی غیبت نہیں کہ وہ علانیہ برائی کرنے والوں میں داخل ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٥. وغيره

www.dawateislami.net

مسئلہ ۱۰: کسی کے ظلم کی شکایت حاکم کے پاس کرنا بھی غیبت نہیں، مثلاً یہ کہ فلاں شخص نے مجھ پر یہ ظلم وزیادتی کی ہے، تاکہ حاکم اس کا انصاف ودادرسی کرے۔ اسی طرح مفتی کے سامنے استفتا پیش کرنے میں کسی کی برائی کی کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ یہ کیا ہے اس سے بچنے کی کیا صورت ہے۔ مگر اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ نام نہ لے، بلکہ یوں کہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ساتھ یہ کیا بلکہ زید وعمرو سے تعبیر کرے، جیسا کہ اس زمانہ میں استفتا کی عموماً یہی صورت ہوتی ہے پھر بھی اگر نام لے دیا جب بھی جائز ہے اس میں بھی قباحت نہیں۔

جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا، کہ ہند نے ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں شکایت کی کہ وہ بخیل ہیں اتنا نفقہ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو مگر جبکہ میں ان کی لاعلمی میں کچھ لے لوں، ارشاد فرمایا: کہ ''تم اتنا لے سکتی ہو جو معروف کے ساتھ تمھارے اور بچوں کے لیے کافی ہو۔'' (ردالمحتار) ”ردالمحتار“، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٧٥.

”صحيح البخاري“، كتاب النفقات، باب اذا لم ينفق الرجل فللمرأة ان تاخذ بغير علمه... إلخ، الحديث: ٥٣٦٤، ص٤٦٣

مسئلہ ۱۱: ایک صورت اس کے جواز کی یہ ہے کہ اس سے مقصود مبیع کا عیب بیان کرنا ہو مثلاً غلام کو بیچنا چاہتا ہے اور اس غلام میں کوئی عیب ہے چور یا زانی ہے اس کا عیب مشتری کے سامنے بیان کردینا جائز ہے۔ یوہیں کسی نے دیکھا کہ مشتری بائع کو خراب روپیہ دیتا ہے اس سے اس کی حرکت کو ظاہر کرسکتا ہے۔ (ردالمحتار) ”ردالمحتار“، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٧٥.

مسئلہ ۱۲: ایک صورت جواز کی یہ بھی ہے کہ اس عیب کے ذکر سے مقصود اس کی برائی نہیں ہے، بلکہ اس شخص کی معرفت وشناخت مقصود ہے مثلاً جو شخص ان عیوب کے ساتھ ملقب ہے تو مقصود معرفت ہے نہ بیان عیب۔ جیسے اعمی، اعمش، اعرج، احول، صحابۂ کرام میں عبداللہ بن اُم مکتوم نابینا تھے اور روایتوں میں ان کے نام کے ساتھ اعمٰی آتا ہے۔ محدثین میں بڑے زبردست پایہ کے سلیمان اعمش ہیں اعمش کے معنی چندھے کے ہیں یہ لفظ ان کے نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی بعض مرتبہ محض پہچاننے کے لیے کسی کو اندھا یا کانا یا ٹھگنا یا لمبا کہا جاتا ہے، یہ غیبت میں داخل نہیں۔ (ردالمحتار) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: حدیث کے راویوں اور مقدمہ کے گواہوں اور مصنفین پر جرح کرنا اور ان کے عیوب بیان کرنا جائز ہے اگر راویوں کی خرابیاں بیان نہ کی جائیں تو حدیث صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز نہ ہوسکے گا۔ اسی طرح مصنفین کے حالات نہ بیان کیے جائیں تو کتب معتمدہ وغیر معتمدہ میں فرق نہ رہے گا۔ گواہوں پر جرح نہ کی جائے تو حقوق مسلمین کی نگہداشت نہ ہوسکے گی، اول سے آخر تک گیارہ صورتیں وہ ہیں، جو بظاہر غیبت ہیں اور حقیقت میں غیبت نہیں اور ان میں عیوب کا بیان کرنا جائز ہے، بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے۔ (ردالمحتار) ”ردالمحتار“، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٧٥

مسئلہ ۱۴: غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے فعل سے بھی ہوتی ہے۔ صراحت کے ساتھ برائی کی جائے یا تعریض وکنایہ کے ساتھ ہو سب صورتیں حرام ہیں، برائی کو جس نوعیت سے سمجھائے گا سب غیبت میں داخل ہے۔ تعریض کی یہ صورت ہے کہ کسی کے ذکر کرتے وقت یہ کہا کہ الحمدللہ میں ایسا نہیں جس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے کسی کی برائی لکھ دی یہ بھی غیبت ہے سر وغیرہ کی حرکت بھی غیبت ہوسکتی ہے، مثلاً کسی کی خوبیوں کا تذکرہ تھا اس نے سر کے اشارہ سے یہ بتانا چاہا کہ اس میں جو کچھ برائیاں ہیں ان سے تم واقف نہیں، ہونٹوں اور آنکھوں اور بھوؤں اور زبان یا ہاتھ کے اشارہ سے بھی غیبت ہوسکتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، ایک عورت ہمارے پاس آئی، جب وہ چلی گئی تو میں نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ وہ ٹھگنی ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: کہ ''تم نے اس کی غیبت کی۔'' (درمختار، ردالمحتار) ''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الحظر و الإباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۶. انظر: ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا، الحدیث: ۲۵۱۰۳، ج۹، ص۴۶۳. و ''شعب الإیمان'' للبیھقي، باب في تحریم أعراض الناس، الحدیث: ۶۷۶۷، ج۵، ص۳۱۳. ''الدرالمختار''، کتاب الحظر و الإباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۶.

مسئلہ ۱۵: ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور لنگڑا کر چلے یا جس چال سے کوئی چلتا ہے اس کی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے، بلکہ زبان سے کہہ دینے سے یہ زیادہ برا ہے کیونکہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی اور بات کو سمجھانا پایا جاتا ہے کہ کہنے میں وہ بات نہیں ہوتی۔ (درمختار) ''الدرالمختار''، کتاب الحظر و الإباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۶.

مسئلہ ۱۶: غیبت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کہا کہ ایک شخص ہمارے پاس اس قسم کا آیا تھا یا میں ایک شخص کے پاس گیا جو ایسا ہے اور مخاطب کو معلوم ہے کہ فلاں شخص کا ذکر کرتا ہے، اگرچہ متکلم نے کسی کا نام نہیں لیا مگر جب مخاطب کو ان لفظوں سے سمجھا دیا تو غیبت ہوگئی کیونکہ جب مخاطب کو یہ معلوم ہے کہ اس کے پاس فلاں آیا تھا یا یہ فلاں کے پاس گیا تھا تو اب نام لینا نہ لینا دونوں کا ایک حکم ہے، ہاں اگر مخاطب نے شخص معین کو نہیں سمجھا مثلاً اس کے پاس بہت سے لوگ آئے یا یہ بہتوں کے یہاں گیا تھا مخاطب کو یہ پتا نہ چلا کہ یہ کس کے متعلق کہہ رہا ہے تو غیبت نہیں۔ (درمختار) ''الدرالمختار''، کتاب الحظر و الإباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۶.

مسئلہ ۱۷: جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہوسکتی ہے مرے ہوئے مسلمان کو برائی کے ساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے، جبکہ وہ صورتیں نہ ہوں جن میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔ مسلم کی غیبت جس طرح حرام ہے کافر ذمی کی بھی ناجائز ہے کہ ان کے حقوق بھی مسلم کی طرح ہیں کافر حربی کی برائی کرنا غیبت نہیں۔ (ردالمحتار) ''ردالمحتار''، کتاب الحظر و الإباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۶.

www.dawateislami.net

مسئلہ ۱۸: کسی کی برائی اس کے سامنے کرنا اگر غیبت میں داخل نہ بھی ہو جبکہ غیبت میں پیٹھ پیچھے برائی کرنا معتبر ہو مگر یہ اس سے بڑھ کر حرام ہے کیونکہ غیبت میں جو وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایذاء مسلم ہے وہ یہاں بدرجۂ اَولیٰ پائی جاتی ہے غیبت میں تو یہ احتمال ہے کہ اسے اطلاع ملے یا نہ ملے اگر اسے اطلاع نہ ہوئی تو ایذا بھی نہ ہوئی، مگر احتمال ایذا کو یہاں ایذا قرار دے کر شرع مطہر نے حرام کیا اور مونھ پر اس کی مذمت کرنا تو حقیقۃً ایذا ہے پھر یہ کیوں حرام نہ ہو۔ (ردالمحتار) المرجع السابق.

بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں کرتے ہو، وہ نہایت دلیری کے ساتھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کا ڈر پڑا ہے چلو میں اس کے مونھ پر یہ باتیں کہہ دوں گا ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا غیبت و حرام ہے اور مونھ پر کہو گے تو یہ دوسرا حرام ہوگا اگر تم اس کے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اس کی وجہ سے غیبت حلال نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۹: غیبت کے طور پر جو عیوب بیان کیے جائیں وہ کئی قسم کے ہیں، اس کے بدن میں عیب ہو مثلاً اندھا، کانا، لنگڑا، لولا، ہونٹ کٹا، نک چپٹا وغیرہ یا نسب کے اعتبار سے وہ عیب سمجھا جاتا ہو مثلاً اس کے نسب میں یہ خرابی ہے اس کی دادی، نانی چماری تھی، ہندوستان والوں نے پیشہ کو بھی نسب ہی کا حکم دے رکھا ہے، لہٰذا بطور عیب کسی کو دھنا جولاہا کہنا بھی غیبت و حرام ہے، اخلاق و افعال کی برائی یا اس کی بات چیت میں خرابی مثلاً ہکلا یا توتلا یا دین داری میں وہ ٹھیک نہ ہو یہ سب صورتیں غیبت میں داخل ہیں، یہاں تک کہ اس کے کپڑے اچھے نہ ہوں یا مکان اچھا نہ ہو ان چیزوں کو بھی اس طرح ذکر کرنا جو اسے برا معلوم ہو، ناجائز ہے۔ (ردالمحتار) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۰: جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے لازم ہے کہ زبان سے انکار کردے مثلاً کہدے کہ میرے سامنے اس کی برائی نہ کرو۔ اگر زبان سے انکار کرنے میں اس کو خوف واندیشہ ہے تو دل سے اسے برا جانے اور اگر ممکن ہو تو یہ شخص جس کے سامنے برائی کی جارہی ہے وہاں سے اٹھ جائے یا اس بات کو کاٹ کر کوئی دوسری بات شروع کردے ایسا نہ کرنے میں سننے والا بھی گناہ گار ہوگا، غیبت کا سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔ حدیث میں ہے، ''جس نے اپنے مسلم بھائی کی آبرو غیبت سے بچائی، اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر یہ ہے کہ وہ اسے جہنم سے آزاد کردے۔'' (ردالمحتار) ''ردالمحتار''، کتاب الحظر و الإباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۷.

''مجمع الزوائد''، کتاب الأدب، باب فیمن ذب... إلخ، الحدیث: ۱۳۱۵۰، ج۸، ص۱۷۹

مسئلہ ۲۱: جس کی غیبت کی اگر اس کو اس کی خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگنی ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے سامنے یہ کہے کہ میں نے تمھاری اس اس طرح غیبت یا برائی کی تم معاف کردو اس سے معاف کرائے اور توبہ کرے تب اس سے بریٔ الذمہ ہوگا اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی ہو تو توبہ اور ندامت کافی ہے۔ (درمختار) ''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الحظر و الإباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۷.

مسئلہ ۲۲: جس کی غیبت کی ہے اسے خبر نہ ہوئی اور اس نے توبہ کرلی اس کے بعد اسے خبر ملی کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے آیا اس کی توبہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس میں علما کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ توبہ صحیح ہے اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمادے گا، جس نے غیبت کی اس کی مغفرت توبہ سے ہوئی اور جس کی غیبت کی گئی اس کو جو تکلیف پہنچی اور اس نے درگزر کیا، اس وجہ سے اس کی مغفرت ہوجائے گی۔

اور بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ معلق رہے گی اگر وہ شخص جس کی غیبت ہوئی خبر پہنچنے سے پہلے ہی مرگیا تو توبہ صحیح ہے اور توبہ کے بعد اسے خبر پہنچ گئی تو صحیح نہیں، جب تک اس سے معاف نہ کرائے۔ بہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضرور ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔ (ردالمحتار) ''ردالمحتار''، کتاب الحظر و الإباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۷.

مسئلہ ۲۳: معافی مانگنے میں یہ ضرور ہے کہ غیبت کے مقابل میں اس کی ثناء حسن کرے اور اس کے ساتھ اظہار محبت کرے کہ اس کے دل سے یہ بات جاتی رہے اور فرض کرو اس نے زبان سے معاف کردیا مگر اس کا دل اس سے خوش نہ ہوا تو اس کا معافی مانگنا اور اظہار محبت کرنا غیبت کی برائی کے مقابل ہوجائے گا اور آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا۔ (ردالمحتار) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۴: اس نے معافی مانگی اور اس نے معاف کردیا مگر اس نے سچائی اور خلوص دل سے معافی نہیں مانگی تھی محض ظاہری اور نمائشی یہ معافی تھی تو ہوسکتا ہے کہ آخرت میں مؤاخذہ ہو، کیونکہ اس نے یہ سمجھ کر معاف کیا تھا کہ یہ خلوص کے ساتھ معافی مانگ رہا ہے۔ (ردالمحتار) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۵: امام غزالی علیہ الرحمۃ یہ فرماتے ہیں، کہ جس کی غیبت کی وہ مرگیا یا کہیں غائب ہوگیا اس سے کیونکر معافی مانگے یہ معاملہ بہت دشوار ہوگیا، اس کو چاہیے کہ نیک کام کی کثرت کرے تاکہ اگر اس کی نیکیاں غیبت کے بدلے میں اسے دے دی جائیں، جب بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں۔ (ردالمحتار) ''ردالمحتار''، کتاب الحظر و الإباحۃ، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۷.

مسئلہ ۲۶: اگراس کی ایسی برائیاں بیان کی ہیں جن کو وہ چھپاتا تھا یعنی یہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ ان پر مطلع ہوں تو معافی مانگنے میں ان عیوب کی تفصیل نہ کرے، بلکہ مبہم طور پر یہ کہدے کہ میں نے تمھارے عیوب لوگوں کے سامنے ذکر کیے ہیں تم معاف کردواور اگر ایسے عیوب نہ ہوں تو تفصیل کے ساتھ بیان کرے۔اسی طرح اگر وہ باتیں ایسی ہوں جن کے ظاہر کرنے میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو ظاہر نہ کرے بعض علماء کا یہ قول ہے کہ حقوق مجہولہ کو معاف کردینا بھی صحیح ہے اوراس طرح بھی معافی ہوسکتی ہے، لہٰذا اس قول پر بنا کی جائے اورایسی خاص صورتوں میں تفصیل نہ کی جائے۔(ردالمحتار) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۷: دوشخصوں میں جھگڑا تھا دونوں نے معذرت کے ساتھ مصافحہ کیا یہ بھی معافی کا ایک طریقہ ہے۔جس کی غیبت کی ہے وہ مرگیا تو ورثہ کو یہ حق نہیں کہ معاف کریں ان کے معاف کرنے کا اعتبار نہیں۔(ردالمحتار) المرجع السابق، ص٦٧٨.

مسئلہ ۲۸: کسی کے مونھ پراس کی تعریف کرنا منع ہے اور پیٹھ پیچھے تعریف کی مگر یہ جانتا ہے کہ میرے اس تعریف کرنے کی خبر اس کو پہنچ جائے گی یہ بھی منع ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ پس پشت تعریف کرتا ہے اس کا خیال بھی نہیں کرتا کہ اسے خبر پہنچ جائے گی یا نہ پہنچے گی یہ جائز ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ تعریف میں جو خوبیاں بیان کرے وہ اس میں ہوں، شعراء کی طرح اَن ہوئی باتوں کے ساتھ تعریف نہ کرے کہ یہ نہایت درجہ قبیح ہے۔(عالمگیری) "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب الثالث والعشرون في الغیبة، ج٥، ص٣٦٣.

بغض وحسد کا بیان

قرآن مجید میں ارشادہوا:

﴿ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝ ﴾ پ٥، النسآء: ٣٢

''اوراس کی آرزو مت کروجس سے اللہ(عزوجل)نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی، مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ ہے اورعورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ اوراللہ(عزوجل)سے اس کا فضل مانگو، بے شک اللہ(عزوجل)ہر چیز کو جانتا ہے۔'' اور فرماتا ہے:

﴿ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ ﴾ پ٣٠، الفلق: ٥.

''تم کہو!میں پناہ مانگتا ہوں حاسد کے شر سے، جب وہ حسد کرتا ہے۔''

حدیث ۱: ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے اورصدقہ خطا کو بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب الزھد، باب الحسد، الحدیث: ٤٢١٠، ص٢٧٣٢. اسی کی مثل ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲: دیلمی نے مسندالفردوس میں معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے، جس طرح ایلوا (ایلوا: ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رس ہے۔) شہد کو بگاڑتا ہے۔'' "الجامع الصغیر" للسیوطي، حرف الحاء، الحدیث: ٣٨١٩، ص٢٣٢

حدیث ۳: امام احمد وترمذی نے زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگلی امت کی بیماری تمھاری طرف بھی آئی وہ بیماری حسد وبغض ہے، وہ مونڈنے والا ہے دین کو مونڈتا ہے بالوں کو نہیں مونڈتا، قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے! جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور مومن نہیں ہوگے جب تک آپس میں محبت نہ کرو، میں تمھیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب اسے کروگے آپس میں محبت کرنے لگوگے، آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔''

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الزبير بن العوام، الحديث: ١٤١٢، ١٤٣٠، ج١، ص٣٤٨، ٣٥٢. و "جامع الترمذي"، ابواب صفة القيامة... إلخ، باب في فضل صلاح ذات البين، الحديث: ٢٥١٠، ص١٩٠٤

حدیث ٤: طبرانی نے عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''حسد اور چغلی اور کہانت نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔'' "مجمع الزوائد"، كتاب الادب، باب ماجاء في الغيبة والنميمة، الحديث: ١٣١٢٦، ج٨، ص١٧٢-١٧٣ یعنی مسلمان کو ان چیزوں سے بالکل تعلق نہ ہونا چاہیے۔

حدیث ٥: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپس میں نہ حسد کرو، نہ بغض کرو، نہ پیٹھ پیچھے برائی کرو اور اللہ (عزوجل) کے بندے بھائی بھائی ہوکر رہو۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب يايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن... إلخ، الحديث: ٦٠٦٦، ص٥١٢.

حدیث ٦: صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ''حسد نہیں ہے مگر دو پر، ایک وہ شخص جسے خدا نے کتاب دی یعنی قرآن کا علم عطا فرمایا وہ اس کے ساتھ رات میں قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ کہ خدا نے اسے مال دیا وہ دن اور رات کے اوقات میں صدقہ کرتا ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب فضائل القرآن، باب اغتباط صاحب القرآن، الحديث: ٥٠٢٥، ص٤٣٥.

حدیث ۷: صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسد نہیں ہے مگر دو شخصوں پر ایک وہ شخص جسے خدا نے قرآن سکھایا وہ رات اور دن کے اوقات میں اس کی تلاوت کرتا ہے، اس کے پڑوسی نے سنا تو کہنے لگا، کاش! مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جو فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اُس کی طرح عمل کرتا۔ دوسرا وہ شخص کہ خدا نے اسے مال دیا وہ حق میں مال کو خرچ کرتا ہے، کسی نے کہا، کاش! مجھے بھی ویسا ہی دیا جاتا جیسا فلاں شخص کو دیا گیا تو میں بھی اسی کی طرح عمل کرتا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب فضائل القرآن، باب اغتباط صاحب القرآن، الحديث: ٥٠٢٦، ص٤٣٥.

ان دونوں حدیثوں میں حسد سے مراد غبطہ ہے جس کو لوگ رشک کہتے ہیں، جس کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کو جو نعمت ملی ویسی مجھے بھی مل جائے اور یہ آرزو نہ ہو کہ اسے نہ ملتی یا اس سے جاتی رہے اور حسد میں یہ آرزو ہوتی ہے، اسی وجہ سے حسد مذموم ہے اور غبطہ مذموم نہیں۔ امام بخاری کے ترجمۃ الباب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان حدیثوں میں غبطہ مراد ہے، لہٰذا ان حدیثوں کے یہ معنی ہوئے کہ یہی دو چیزیں غبطہ کرنے کی ہیں، کہ یہ دونوں خدا کی بہت بڑی نعمتیں ہیں غبطہ ان پر کرنا چاہیے نہ کہ دوسری نعمتوں پر، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حدیث ۸: بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب میں اپنے بندوں پر خاص تجلی فرماتا ہے، جو استغفار کرتے ہیں ان کی مغفرت کرتا ہے اور جو رحم کی درخواست کرتے ہیں ان پر رحم کرتا ہے اور عداوت والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في الصيام، ماجاء في ليلة النصف من شعبان، الحديث: ٣٨٣٥، ج٣، ص ٣٨٢ ـ ٣٨٣.

حدیث ۹: امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ہفتہ میں دو بار دو شنبہ اور پنج شنبہ کو لوگوں کے اعمال نامے پیش ہوتے ہیں، ہر بندے کی مغفرت ہوتی ہے مگر وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو ان کے متعلق یہ فرماتا ہے: ''انھیں چھوڑ دو اس وقت تک کہ باز آجائیں۔'' "كنزالعمال"، كتاب الاخلاق، رقم: ٧٤٤٩، ج٣، ص١٨٧.

حدیث ۱۰: طبرانی نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''دوشنبہ اور پنج شنبہ کو اللہ تعالیٰ کے حضور لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں، سب کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر جو دو شخص باہم عداوت رکھتے ہیں اور وہ شخص جو قطع رحم کرتا ہے۔'' "المعجم الكبير"، باب الالف، الحديث: ٤٠٩، ج١، ص١٦٧.

حدیث ۱۱: امام احمد و ابو داود و ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''دوشنبہ اور پنج شنبہ کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، جس بندہ نے شرک نہیں کیا ہے اسکی مغفرت کی جاتی ہے، مگر جو شخص ایسا ہے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہے، ان کے متعلق کہا جاتا ہے انھیں مہلت دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کرلیں۔''

"سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في هجرة الرجل اخاه، الحديث: ٤٩١٦، ص١٥٨٣. و "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في المتهاجرين، الحديث: ٢٠٢٣، ص١٨٥٤.

مسائل فقہیہ

حسد حرام ہے، احادیث میں اس کی بہت مذمت وارد ہوئی۔ حسد کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص میں خوبی دیکھی اس کو اچھی حالت میں پایا اس کے دل میں یہ آرزو ہے کہ یہ نعمت اس سے جاتی رہے اور مجھے مل جائے اور اگر یہ تمنا ہے کہ میں بھی ویسا ہو جاؤں مجھے بھی وہ نعمت مل جائے یہ حسد نہیں اس کو غبطہ کہتے ہیں جس کو لوگ رشک سے تعبیر کرتے ہیں۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثالث والعشرون في الغيبة، ج٥، ص٢٦٢ ـ ٣٦٣.

مسئلہ ۱: یہ آرزو کہ جو نعمت فلاں کے پاس ہے وہ بعینھا (یعنی ویسے ہی۔) مجھے مل جائے یہ حسد ہے، کیونکہ بعینہ وہی چیز اس کو جب ملے گی کہ اس سے جاتی رہے اور اگر یہ آرزو ہے کہ اس کی مثل مجھے ملے یہ غبطہ ہے کیونکہ اس سے زائل ہونے کی آرزو نہیں پائی گئی۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثالث والعشرون في الغيبة، ج٥، ص٣٦٣ **حدیث** میں فرمایا ہے: کہ ''حسد نہیں ہے مگر دو چیزوں میں، ایک وہ شخص جس کو خدا نے مال دیا ہے اور وہ راہِ حق میں صرف کرتا ہے، دوسرا وہ شخص جس کو خدا نے علم دیا ہے، وہ لوگوں کو سکھاتا ہے اور علم کے موافق فیصلہ کرتا ہے۔''

اس حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دو چیزوں میں حسد جائز ہے مگر بغور دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی حسد حرام

دعوتِ اسلامی www.dawateislami.net

ہے،بعض علمانے یہ بتایا کہ اس حدیث میں حسد بمعنی غبطہ ہے۔امام بخاری علیہ الرحمۃ کے ترجمۃ الباب سے بھی یہی پتا چلتا ہے۔
اوربعض نے کہا کہ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ اگر حسد جائز ہوتا تو ان میں جائز ہوتا مگر ان میں بھی ناجائز ہے۔جیسا کہ حدیث لَا شُوْمَ اِلَّا فِي الدَّارِ. (الحدیث) میں اسی قسم کی تاویل کی جاتی ہے۔
اوربعض علمانے فرمایا کہ معنی حدیث یہ ہیں کہ حسد انھیں دونوں میں ہوسکتا ہے اور چیزیں تو اس قابل ہی نہیں کہ ان میں حسد پایا جاسکے کہ حسد کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے میں کوئی نعمت دیکھے اور یہ آرزو کرے کہ وہ مجھے مل جائے اور دنیا کی چیزیں نعمت نہیں کہ جن کی تحصیل کی فکر ہو دنیا کی چیزوں کا مآل اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور یہ چیزیں وہ ہیں کہ ان کا مآل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ورضا ہے، لہٰذا نعمت جس کا نام ہے وہ یہی ہیں ان میں حسد ہوسکتا ہے۔(عالمگیری وغیرہ) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثالث والعشرون في الغيبة، ج٥، ص٣٦٢. وغيره

ظلم کی مذمت

قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی برائی ذکر کی گئی اور احادیث اس کے متعلق بہت ہیں بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہے۔'صحيح البخاري"، كتاب المظالم، باب الظلم ظلمات يوم القيامة، الحديث: ٢٤٤٧، ص١٩٢.
یعنی ظلم کرنے والا قیامت کے دن سخت مصیبتوں اور تاریکیوں میں گھرا ہوا ہوگا۔(بخاری ومسلم)

حدیث ۲: اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے، مگر جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں، اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی:
﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ط ﴾ 'صحيح البخاري"، كتاب التفسير، الحديث: ٤٦٨٦، ص٣٨٩. ''ایسی ہی تیرے رب کی پکڑ ہے، جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو پکڑتا ہے۔'' پ١٢، هود: ١٠٢

حدیث ۳: جس کے ذمہ اس کے بھائی کا کوئی حق ہو وہ آج اس سے معاف کرالے، اس سے پہلے کہ نہ اشرفی ہوگی نہ روپیہ بلکہ اس کے عمل صالح کو بقدر حق لے کر دوسرے کو دیدیے جائیں گے اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو دوسرے کے گناہ اس پر لاد دیے جائیں گے۔(بخاری) "صحيح البخاري"، كتاب المظالم، باب من كانت له مظلمة عند الرجل... إلخ، الحديث: ٢٤٤٩، ص١٩٢.

حدیث ٤: تمھیں معلوم ہے مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی، ہم میں مفلس وہ ہے کہ نہ اس کے پاس روپیہ ہے نہ متاع۔ فرمایا: ''میری امت میں مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز، روزہ، زکاۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہے، کسی پر تہمت لگائی ہے، کسی کا مال کھالیا ہے، کسی کا خون بہایا ہے، کسی کو مارا ہے۔ لہٰذا اس کی نیکیاں اس کو دے دی جائیں گی اگر لوگوں کے حقوق پورے ہونے سے پہلے نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کی خطائیں اس پر ڈال دی جائیں گی پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''
(مسلم شریف) "صحيح مسلم"، كتاب البر و الصلة... إلخ، باب تحريم الظلم، الحديث: ٦٥٧٩، ص١١٢٩.

حدیث ٥: اِمعہ نہ بنو کہ یہ کہنے لگو کہ لوگ اگر ہمارے ساتھ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے، بلکہ اپنے نفس کو اس پر جماؤ کہ لوگ احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔
(ترمذی) "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في الاحسان والعفو، الحديث: ٢٠٠٧، ص١٨٥٢.

حدیث ٦: جو شخص اللہ (عزوجل) کی خوشنودی کا طالب ہو لوگوں کی ناراضی کے ساتھ یعنی اللہ (عزوجل) راضی ہو، چاہے لوگ ناراض ہوں ہوا کریں اس کی کوئی پروانہ کرے، اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے اس کی کفایت کرے گا اور جو شخص لوگوں کو خوش رکھنا چاہے اللہ (عزوجل) کی ناراضی کے ساتھ، اللہ تعالیٰ اس کو آدمیوں کے سپرد کردے گا۔(4) (ترمذی) "جامع الترمذي"، ابواب الزهد، باب منه عاقبة من التمس رضا الناس... إلخ، الحديث: ٢٤١٤، ص١٨٩٤

حدیث ٧: سب سے بُرا قیامت کے دن وہ بندہ ہے، جس نے دوسرے کی دنیا کے بدلے میں اپنی آخرت برباد کردی۔ (ابن ماجہ) "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الظلم، الحديث: ٥١٣٢، ج٣، ص٩٦

حدیث ٨: مظلوم کی بددعا سے بچ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگے گا اور کسی حق والے کے حق سے اللہ (عزوجل) منع نہیں کرے گا۔ (بیہقی) "شعب الإيمان"، باب في طاعة اولى الامر، فصل في ذكر ماورد من التشديد في الظلم، الحديث: ٧٤٦٤، ج٦، ص٤٩.

غصّہ اور تکبّر کا بیان

حدیث ١: ایک شخص نے عرض کی، مجھے وصیت کیجیے۔ فرمایا: ''غصہ نہ کرو۔'' اس نے بار بار وہی سوال کیا، جواب یہی ملا کہ غصہ نہ کرو۔ (بخاری) "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب الحذر من الغضب، الحديث: ٦١١٦، ص٥١٦.

حدیث ٢: قوی وہ نہیں جو پہلوان ہو دوسرے کو پچھاڑ دے، بلکہ قوی وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے۔ (بخاری، مسلم) "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب الحذر من الغضب، الحديث: ٦١١٤، ص٥١٦

حدیث ٣: اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بندہ نے غصہ کا گھونٹ پیا، اس سے بڑھ کر اللہ (عزوجل) کے نزدیک کوئی گھونٹ نہیں۔ (احمد) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب، الحديث: ٦١٢٢، ج٢، ص٤٨٢.

حدیث ٤: قرآن مجید کی آیت ہے:

﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ ﴾

پ٢٤، حٰمٓ السجدة: ٣٤.

''اس کے ساتھ دفع کر جو احسن ہے پھر وہ شخص کہ تجھ میں اور اس میں عداوت ہے، ایسا ہو جائے گا گویا وہ خالص دوست ہے۔''

اس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ غصہ کے وقت صبر کرے اور دوسرا اس کے ساتھ برائی کرے تو یہ معاف کردے، جب ایسا کریں گے اللہ (عزوجل) ان کو محفوظ رکھے گا اور ان کا دشمن جھک جائے گا گویا وہ خالص دوست قریب ہے۔ (بخاری) "الدرالمنثور في تفسير المأثور"، ج٧، ص٣٢٧

حدیث ٥: غصہ ایمان کو ایسا خراب کرتا ہے، جس طرح ایلوا شہد کو خراب کردیتا ہے۔ (بیہقی) "شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق، فصل في ترك الغضب، الحديث: ٨٢٩٤، ج٦، ص٣١١.

حدیث ٦: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، اے رب! کون بندہ تیرے نزدیک عزت والا ہے؟ فرمایا: ''وہ جو باوجود قدرت معاف کردے۔'' (بیہقی) "شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق، فصل في ترك الغضب، الحديث: ٨٣٢٧، ج٦، ص٣١٩.

حدیث ٧: جو شخص اپنی زبان کو محفوظ رکھے گا، اللہ (عزوجل) اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے غصہ کو روکے گا، قیامت کے دن

www.dawateislami.net

اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس سے روک دے گا اور جو اللہ (عزوجل) سے عذر کرے گا، اللہ (عزوجل) اس کے عذر کو قبول فرمائے گا۔

(بیہقی) "شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق، فصل في ترك الغضب، الحديث: ٨٣١١، ج٦، ص٣١٥.

حدیث ۸: غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوتا ہے اور آگ پانی ہی سے بجھائی جاتی ہے، لہٰذا جب کسی کو غصہ آجائے تو وضو کرلے۔ (ابوداود) "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب ما يقال عندالغضب، الحديث: ٤٧٨٤، ص١٥٧٥.

حدیث ۹: جب کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر غصہ چلا جائے فبہا ورنہ لیٹ جائے۔

(احمد، ترمذی) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي ذر الغفاري، الحديث: ٢١٤٠٦، ج٨، ص٨٠ ـ ٨١.

حدیث ۱۰: بعض لوگوں کو غصہ جلد آجاتا ہے اور جلد جاتا رہتا ہے، ایک کے بدلے میں دوسرا ہے اور بعض کو دیر میں آتا ہے اور دیر میں جاتا ہے یہاں بھی ایک کے بدلے میں دوسرا ہے یعنی ایک بات اچھی ہے اور ایک بری ادلا بدلا ہوگیا اور تم میں بہتر وہ ہیں کہ دیر میں انھیں غصہ آئے اور جلد چلا جائے اور بدتر وہ ہیں جنھیں جلد آئے اور دیر میں جائے۔ غصہ سے بچو کہ وہ آدمی کے دل پر ایک انگارا ہے، دیکھتے نہیں ہو کہ گلے کی رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں جو شخص غصہ محسوس کرے لیٹ جائے اور زمین سے چپٹ جائے۔ "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الامر بالمعروف، الحديث: ٥١٤٥، ج٣، ص١٠٠.

حدیث ۱۱: میں تم کو جنت والوں کی خبر نہ دوں، وہ ضعیف ہیں جن کو لوگ ضعیف و حقیر جانتے ہیں۔ (مگر ہے یہ کہ) اگر اللہ (عزوجل) پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ (عزوجل) اس کو سچا کردے اور کیا جہنم والوں کی خبر نہ دوں وہ سخت گو سخت خو تکبر کرنے والے ہیں۔

(بخاری، مسلم) "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب ﴿عتلٍ بعد ذلك زنيم﴾، الحديث: ٤٩١٨، ص٤٢٢

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

حدیث ۱۲: جس کسی کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور جس کسی کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ (مسلم) "صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب تحريم الكبر و بيانه، الحديث: ٢٦٦، ص٦٩٤. دونوں جملوں کی وہی تاویل ہے جو اس مقام میں مشہور ہے۔

حدیث ۱۳: تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن نہ تو اللہ تعالیٰ کلام کرے گا، نہ ان کو پاک کرے گا، نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، بوڑھا زناکار، بادشاہ کذاب اور محتاج متکبر۔ (مسلم) "صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب بيان غلظ تحريم اسبال الازار والمن بالعطية... إلخ، الحديث: ٢٩٦، ص٦٩٦.

حدیث ۱۴: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ "کبریا اور عظمت میری صفتیں ہیں، جو شخص ان میں سے کسی ایک میں مجھ سے منازعت کرے گا، اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔" (مسلم) "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الغضب والكبر، الحديث: ٥١١٠، ج٣، ص٩٢ و "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب ماجاء في الكبر، الحديث: ٤٠٩٠، ص١٥٢٢

حدیث ۱۵: آدمی اپنے کو (اپنے مرتبہ سے اونچے مرتبہ کی طرف) لے جاتا رہتا ہے یہاں تک کہ جبارین میں لکھ دیا جاتا ہے، پھر جو انھیں پہنچے گا اسے بھی پہنچے گا۔ (ترمذی) "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في الكبر، الحديث: ٢٠٠٠، ص١٨٥٢

حدیث ۱۶: متکبرین کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی برابر جسموں میں ہوگا اور ان کی صورتیں آدمیوں کی ہوں گی، ہر طرف سے ان پر ذلت چھائے ہوئے ہوگی اون کو کھینچ کر جہنم کے قیدخانہ کی طرف لے جائیں گے جس کا نام بولس ہے، ان کے اوپر آگوں کی آگ

ہوگی، جہنمیوں کا نچوڑ انھیں پلایا جائے گا جس کو طینۃ الخبال کہتے ہیں۔ (ترمذی) "جامع الترمذي"، ابواب صفة القيامة... إلخ، الحديث: ٢٤٩٢، ص١٩٠٢

حدیث ۱۷: جو اللہ (عزوجل) کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ (عزوجل) اس کو بلند کرتا ہے، وہ اپنے نفس میں چھوٹا مگر لوگوں کی نظروں میں بڑا ہے اور جو بڑائی کرتا ہے اللہ (عزوجل) اس کو پست کرتا ہے، وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہے اور اپنے نفس میں بڑا ہے، وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سوئر سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ (بیہقی) "شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق، فصل في التواضع، الحديث: ٨١٤٠، ج٦، ص٢٧٦.

حدیث ۱۸: تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں:

نجات والی چیزیں یہ ہیں: پوشیدہ[1] اور ظاہر میں اللہ (عزوجل) سے تقویٰ، خوشی[2] و ناخوشی میں حق بات بولنا، مالداری[3] و احتیاج کی حالت میں درمیانی چال چلنا۔

ہلاک کرنے والی یہ ہیں: خواہش[1] نفسانی کی پیروی کرنا اور بخل[2] کی اطاعت اور اپنے[3] نفس کے ساتھ گھمنڈ کرنا، یہ سب میں سخت ہے۔

(بیہقی) "شعب الإيمان"، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، فصل في الطبع على القلب، الحديث: ٧٢٥٢، ج٥، ص٤٥٢.

ہجر اور قطع تعلق کی ممانعت

حدیث ۱: صحیح مسلم و بخاری میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کے لیے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے، کہ دونوں ملتے ہیں ایک ادھر مونھ پھیر لیتا ہے اور دوسرا ادھر مونھ پھیر لیتا ہے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو ابتداءً سلام کرے۔" "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب الهجرة، الحديث: ٦٠٧٧، ص٥١٣.

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

حدیث ۲: ابو داود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "مسلم کے لیے یہ نہیں ہے کہ دوسرے مسلم کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے، جب اس سے ملاقات ہو تو تین مرتبہ سلام کرلے، اگر اوس نے جواب نہیں دیا تو اس کا گناہ بھی اوسی کے ذمہ ہے۔" "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في هجرة الرجل اخاه، الحديث: ٤٩١٣، ص١٥٨٣

حدیث ۳: ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن کے لیے یہ حلال نہیں کہ مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے، اگر تین دن گزر گئے ملاقات کرلے اور سلام کرے اگر دوسرے نے سلام کا جواب دے دیا تو اجر میں دونوں شریک ہوگئے اور اگر جواب نہیں دیا تو گناہ اس کے ذمہ ہے اور یہ شخص چھوڑنے کے گناہ سے نکل گیا۔"

"سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في هجرة الرجل اخاه، الحديث: ٤٩١٢، ص١٥٨٣.

حدیث ٤: ابوداود نے ابوخراش سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ''جو شخص اپنے بھائی کو سال بھر چھوڑ دے، تو یہ اس کے قتل کی مثل ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في هجرة الرجل اخاه، الحديث: ٤٩١٥، ص١٥٨٣.

حدیث ٥: امام احمد و ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلم کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے، پھر جس نے ایسا کیا اور مر گیا تو جہنم میں گیا۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في هجرة الرجل اخاه، الحديث: ٤٩١٤، ص١٥٨٣

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

بہارِ شریعت
حصہ 16
مفتی محمد امجد علی اعظمی
Web:www.dawateislami.net, Email:maktaba@dawateislami.net

سلوك کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ ط﴾ پ ۱، البقرة: ۸۳

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کسی کو نہ پوجنا اور ماں باپ اور رشتہ والوں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھلائی کرنا اور نماز قائم کرو اور زکاۃ دو۔''

اور فرماتا ہے:

﴿قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ o﴾

''تم فرماؤ! جو کچھ نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر کے لیے ہو اور جو کچھ بھلائی کروگے، بے شک اللہ (عزوجل) اس کو جانتا ہے۔'' پ ۲، البقرة: ۲۱۵.

اور فرماتا ہے:

﴿وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ کِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا o وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا o ط﴾

www.dawateislami.net

''اور تمھارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان سے عزت کی بات کہنا اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا دے نرم دلی سے اور یہ کہہ کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ انھوں نے بچپن میں مجھے پالا۔'' پ ۱۵، بنیٓ اسرآءیل: ۲۳ - ۲٤.

اور فرماتا ہے:

﴿وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ط وَاِنْ جَاهَدٰکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ط﴾

''اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیّت کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا ایسے کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔'' پ ۲۰، العنکبوت: ۸.

اور فرماتا ہے:

﴿وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ج حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ط اِلَیَّ الْمَصِیْرُ o وَاِنْ جَاهَدٰکَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ لا فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ز﴾

''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ شکر کر میرا اور اپنے ماں باپ کا، میری ہی طرف تجھے آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش

کریں کہ میرا شریک ٹھہرا ایسے کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں بھلائی کے ساتھ ان کا ساتھ دے۔'' پ ۲۱، لقمٰن: ۱۴۔ ۱۵

اور فرماتا ہے:

﴿ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ ﴾

''اور ہم نے آدمی کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا، اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اسے پیٹ میں رکھا اور تکلیف کے ساتھ اس کو جنا۔'' پ۲۶، الاحقاف: ۱۵

اور فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ۙ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ ﴾

''نصیحت وہی مانتے ہیں جنھیں عقل ہے، وہ جو اللہ (عزوجل) کا عہد پورا کرتے ہیں اور بات پختہ کر کے نہیں توڑتے اور جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے اسے جوڑتے ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے ڈرتے رہتے ہیں۔'' پ۱۳، الرعد: ۱۹۔ ۲۱

اور فرماتا ہے:

﴿ وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴾

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

''اور جو لوگ اللہ (عزوجل) کے عہد کو مضبوطی کے بعد توڑتے ہیں اور اللہ (عزوجل) نے جس کے جوڑنے کا حکم دیا ہے، اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں، ان کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہے۔'' پ۱۳، الرعد: ۲۵.

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ ﴾

''اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو، جس سے تم سوال کرتے ہو اور رشتہ سے۔'' پ٤، النسآء: ١

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سب سے زیادہ حسنِ صحبت یعنی احسان کا مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا: ''تمھاری ماں یعنی ماں کا حق سب سے زیادہ ہے۔ انھوں نے پوچھا، پھر کون؟ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے پھر ماں کو بتایا۔ انھوں نے پھر پوچھا کہ پھر کون؟ ارشاد فرمایا: تمہارا والد۔'' ''صحیح البخاري''، کتاب الأدب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، الحدیث: ٥٩٧١، ص٥٠٦. اور ایک روایت میں ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''سب سے زیادہ ماں ہے، پھر ماں، پھر ماں، پھر باپ، پھر وہ جو زیادہ قریب، پھر وہ ہے جو زیادہ قریب ہے۔'' ''صحیح مسلم''، کتاب البر و الصلة... إلخ، باب بر الوالدین... إلخ، الحدیث: ٦٥٠١، ٦٥٠٠، ص١١٢٤. یعنی احسان کرنے میں ماں کا مرتبہ باپ سے بھی تین درجہ بلند ہے۔

حدیث ۲: ابوداود و ترمذی بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ راوی، کہتے ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کس کے ساتھ احسان کروں؟ فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا، پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ۔

میں نے کہا، پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ۔ میں نے کہا، پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: اپنے باپ کے ساتھ، پھر اس کے ساتھ جو زیادہ قریب ہو، پھر اس کے بعد جو زیادہ قریب ہو۔'' ''جامع الترمذي''، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في بر الوالدين، الحديث: ١٨٩٧، ص١٨٤٣.

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''زیادہ احسان کرنے والا وہ ہے جو اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں احسان کرے۔'' ''صحيح مسلم''، كتاب البر و الصلة... إلخ، باب فضل صلة اصدقاء... إلخ، الحديث: ٦٥١٥، ص١١٢٥. یعنی جب باپ مرگیا یا کہیں چلا گیا ہو۔

حدیث ٤: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اس کی ناک خاک میں ملے۔ (اس کو تین مرتبہ فرمایا) یعنی ذلیل ہو۔ کسی نے پوچھا، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کون؟ یعنی یہ کس کے متعلق ارشاد ہے۔ فرمایا: ''جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپے کے وقت پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا۔'' ''صحيح مسلم''، كتاب البر... إلخ، باب رغم من ادرك ابويه... إلخ، الحديث: ٦٥١٠، ٦٥١١، ص١١٢٥. یعنی ان کی خدمت نہ کی کہ جنت میں جاتا۔

حدیث ٥: صحیح بخاری و مسلم میں اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتی ہیں: جس زمانہ میں قریش نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے معاہدہ کیا تھا میری ماں جو مشرکہ تھی میرے پاس آئی، میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میری ماں آئی ہے اور وہ اسلام کی طرف راغب ہے یا وہ اسلام سے اعراض کیے ہوئے ہے، کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں؟ ارشاد فرمایا: ''اس کے ساتھ سلوک کرو۔'' ''صحيح البخاري''، كتاب الجزية والموادعة، الحديث: ٣١٨٣، ص٢٥٨. و ''صحيح مسلم''، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة... إلخ، الحديث: ٢٣٢٤، ٢٣٢٥، ص٨٣٦. یعنی کافرہ ماں کے ساتھ بھی سلوک کیا جائے گا۔

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ٦: صحیح بخاری و مسلم میں مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں تم پر حرام کردی ہیں:

ماؤں کی نافرمانی کرنا اور

لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور

دوسروں کا جو اپنے اوپر آتا ہو اسے نہ دینا اور اپنا مانگنا کہ لاؤ۔

اور یہ باتیں تمھارے لیے مکروہ کیں:

قیل وقال یعنی فضول باتیں اور

کثرت سوال اور

اضاعت مال۔'' ''صحيح البخاري''، كتاب الاستقراض والديون، باب ما ينهى عن اضاعة المال، الحديث: ٢٤٠٨، ص١٨٨.

حدیث ٧: صحیح مسلم و بخاری میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بات کبیرہ گناہوں میں ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا: ''ہاں، اس کی صورت یہ ہے کہ یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے، وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے، وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔'' ''صحيح مسلم''، كتاب الايمان، باب الكبائر و اكبرها، الحديث: ٢٦٣،

ص٦٩٣.

صحابۂ کرام جنھوں نے عرب کا زمانۂ جاہلیت دیکھا تھا، ان کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اپنے ماں باپ کو کوئی کیوں کر گالی دے گا یعنی یہ بات ان کی سمجھ سے باہر تھی۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بتایا کہ مراد دوسرے سے گالی دلوانا ہے اور اب وہ زمانہ آیا کہ بعض لوگ خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں اور کچھ لحاظ نہیں کرتے۔

حدیث ۸: شرح سنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں گیا، اس میں قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا یہ کون پڑھتا ہے؟ فرشتوں نے کہا، حارثہ بن نعمان ہیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''یہی حال ہے احسان کا، یہی حال ہے احسان کا، حارثہ اپنی ماں کے ساتھ بہت بھلائی کرتے تھے۔'' "شرح السنة"، كتاب البر و الصلة، باب بر الوالدين، الحديث: ٣٣١٢، ٣٣١٣، ج٦، ص٤٢٦ ـ ٤٢٧.

حدیث ۹: ترمذی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناراضی میں ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء من الفضل في رضا الوالدين، الحديث: ١٨٩٩، ص١٨٤٣.

حدیث ۱۰: ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی، کہ ایک شخص ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور یہ کہا کہ میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دوں۔ ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کہ ''والد جنت کے دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے، اب تیری خوشی ہے کہ اس دروازہ کی حفاظت کرے یا ضائع کردے۔''

"جامع الترمذی" ابواب البر و الصلة، باب ماجاء من الفضل في رضا الوالدين، الحديث: ١٩٠٠، ص١٨٤٤.

www.dawateislami.net

حدیث ۱۱: ترمذی و ابوداود نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں میں اپنی بی بی سے محبت رکھتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عورت سے کراہت کرتے تھے۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو، میں نے نہیں دی پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مجھ سے فرمایا: کہ ''اسے طلاق دے دو۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في بر الوالدين، الحديث: ٥١٣٨، ص١٥٩٩.

علما فرماتے ہیں کہ اگر والدین حق پر ہوں جب تو طلاق دینا واجب ہی ہے اور اگر بی بی حق پر ہو جب بھی والدین کی رضامندی کے لیے طلاق دینا جائز ہے۔

حدیث ۱۲: ابن ماجہ نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا: کہ ''وہ دونوں تیری جنت و دوزخ ہیں۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب الادب، باب بر الوالدين، الحديث: ٣٦٦٢، ص٢٦٩٦. یعنی ان کو راضی رکھنے سے جنت ملے گی اور ناراض رکھنے سے دوزخ کے مستحق ہوگے۔

حدیث ۱۳: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اس حال میں صبح کی کہ اپنے والدین کا فرمانبردار ہے، اس کے لیے صبح ہی کو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہی ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے متعلق خدا کی نافرمانی کرتا ہے، اس کے لیے صبح ہی کو جہنم

کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ ایک شخص نے کہا، اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں؟ فرمایا: ''اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں۔'' "شعب الإيمان"، باب في بر الوالدين، فصل في حفظ حق الوالدين بعد موتهما، الحديث: ٧٩١٦، ج٦، ص٢٠٦.

حدیث ۱٤: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اولاد اپنے والدین کی طرف نظر رحمت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر نظر کے بدلے حج مبرور کا ثواب لکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا، اگرچہ دن میں سو مرتبہ نظر کرے؟ فرمایا: ہاں اللہ (عزوجل) بڑا ہے اور اطیب ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في برالوالدين، الحديث: ٧٨٥٦، ج٦، ص١٨٦.

یعنی اُسے سب کچھ قدرت ہے، اس سے پاک ہے کہ اس کو اس کے دینے سے عاجز کہا جائے۔

حدیث ۱۵: امام احمد و نسائی و بیہقی نے معاویہ بن جاہمہ سے روایت کی، کہ ان کے والد جاہمہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے مشورہ لینے کو حاضر ہوا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تیری ماں ہے؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ''اس کی خدمت لازم کرلے کہ جنت اس کے قدم کے پاس ہے۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث معاوية بن جاهمة، الحديث: ١٥٥٣٨، ج٥، ص٢٩٠. و "سنن النسائي"، كتاب الجهاد، باب الرخصة في التخلف لمن له والدة، الحديث: ٣١٠٦، ص٢٢٨٧.

حدیث ۱٦: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''کسی کے ماں باپ دونوں یا ایک کا انتقال ہوگیا اور یہ ان کی نافرمانی کرتا تھا، اب ان کے لیے ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیکوکار لکھ دیتا ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في برالوالدين، فصل في حفظ حق الوالدين بعد موتهما، الحديث: ٧٩٠٢، ج٦، ص٢٠٢

www.dawateislami.net

حدیث ۱۷: نسائی و دارمی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''منان یعنی احسان جتانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور شراب خواری کی مداومت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔''

"سنن النسائي"، كتاب الاشربة، باب الرواية في المدمنين في الخمر، الحديث: ٥٦٧٥، ص٢٤٤٩.

حدیث ۱۸: ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، کہ یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے، آیا میری توبہ قبول ہوگی؟ فرمایا: کیا تیری ماں زندہ ہے۔ عرض کی نہیں، فرمایا: تیری کوئی خالہ ہے۔ عرض کی ہاں، فرمایا: ''اس کے ساتھ احسان کر۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب في بر الخالة، الحديث: ١٩٠٤، ص١٨٤٤.

حدیث ۱۹: ابوداود و ابن ماجہ نے ابی اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ میں کا ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے والدین مرچکے ہیں اب بھی ان کے ساتھ احسان کا کوئی طریقہ باقی ہے؟ فرمایا: ''ہاں ان کے لیے دُعا و استغفار کرنا اور جو انھوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرنا اور جس رشتہ والے کے ساتھ انھیں کی وجہ سے سلوک کیا جاسکتا ہو اس کے ساتھ سلوک کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في بر الوالدين، الحديث: ٥١٤٢، ص١٥٩٩.

حدیث ۲۰: حاکم نے مستدرک میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم لوگ منبر کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ ہم سب حاضر ہوئے، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے فرمایا: آمین، جب دوسرے پر چڑھے کہا: آمین، جب تیسرے درجہ پر چڑھے کہا: آمین۔ جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) منبر سے اُترے ہم نے عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے آج ایسی بات سنی کہ کبھی ایسی نہیں سنا کرتے تھے۔

فرمایا: کہ ''جبرئیل میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ اسے رحمت الٰہی سے دوری ہو، جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی، اس پر میں نے آمین کہی۔ جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انھوں نے کہا، اس شخص کے لیے رحمت الٰہی سے دوری ہو، جس کے سامنے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ذکر ہوا اور وہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود نہ پڑھے، اس پر میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے زینہ پر چڑھا انھوں نے کہا، اس کے لیے دوری ہو، جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آیا اور انھوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا، میں نے کہا آمین۔'' "المستدرك" للحاكم، كتاب البر و الصلة، باب لعن الله العاق لوالديه... إلخ، الحديث: ۷۳۳۸، ج۵، ص۲۱۲.

حدیث ۲۱: بیہقی نے سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ویسا ہی حق ہے، جیسا کہ باپ کا حق اولاد پر ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في برالوالدين، فصل في صلة الرحم، الحديث: ۷۹۲۹ ج۶، ص۲۱۰.

حدیث ۲۲: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا فرما چکا، رشتہ (کہ یہ بھی ایک مخلوق ہے) کھڑا ہوا اور دربارِ الوہیت میں استغاثہ کیا، ارشادِ الٰہی ہوا: کیا ہے۔ رشتہ نے کہا، میں تیری پناہ مانگتا ہوں کاٹنے والوں سے۔ ارشاد ہوا: کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے میں اسے کاٹ دوں گا؟ اس نے کہا، ہاں میں راضی ہوں، فرمایا: تو بس یہی ہے۔'' "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب البرو الصلة، الحديث: ۴۹۱۹، ج۳، ص۵۹

حدیث ۲۳: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم (رشتہ) رحمٰن سے مشتق ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو تجھے ملائے گا، میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا، میں اسے کاٹوں گا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب من وصل وصله الله، الحديث: ۵۹۸۸، ص۵۰۷.

حدیث ۲۴: صحیح بخاری و مسلم میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''رشتہ عرش الٰہی سے لپٹ کر یہ کہتا ہے: جو مجھے ملائے گا، اللہ (عزوجل) اس کو ملائے گا اور جو مجھے کاٹے گا، اللہ (عزوجل) اسے کاٹے گا۔'' "صحيح مسلم"، كتاب البروالصلة... إلخ، باب صلة الرحم... إلخ، الحديث: ۶۵۱۹، ص۱۱۲۶.

حدیث ۲۵: ابوداود نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں، رحم (یعنی رشتہ) کو میں نے پیدا کیا اور اس کا نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا، لہٰذا جو اسے ملائے گا، میں اسے ملاؤں گا اور جو اسے کاٹے گا، میں اسے کاٹوں گا۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في قطيعة الرحم، الحديث: ۱۹۰۷، ص۱۸۴۴. و "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في صلة الرحم، الحديث: ۱۶۹۴، ص۱۳۴۹.

حدیث ۲۶: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جو یہ پسند کرے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کے اثر (یعنی عمر) میں تاخیر کی جائے، تو اپنے رشتہ والوں کے ساتھ سلوک کرے۔''

"صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب صلة الرحم... إلخ، الحديث: ٦٥٢٤، ص١١٢٦

حدیث ۲۷: ابن ماجہ نے ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''تقدیر کو کوئی چیز رد نہیں کرتی مگر دعا اور بر۔'' "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب البر و الصلة، الحديث: ٤٩٢٥، ج٣، ص٦٠. یعنی احسان کرنے سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے اور آدمی گناہ کرنے کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دعا سے بلائیں دفع ہوتی ہیں۔ یہاں تقدیر سے مراد تقدیر معلق ہے اور زیادتی عمر کا بھی یہی مطلب ہے کہ احسان کرنا درازی عمر کا سبب ہے اور رزق سے ثواب اخروی مراد ہے کہ گناہ اس کی محرومی کا سبب ہے اور ہوسکتا ہے کہ بعض صورتوں میں دنیوی رزق سے بھی محروم ہو جائے۔

حدیث ۲۸: حاکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے نسب پہچانو تاکہ صلۂ رحم کرو، کیونکہ اگر رشتہ کو کاٹا جائے تو اگرچہ قریب ہو وہ قریب نہیں اور اگر جوڑا جائے تو دور نہیں اگرچہ دور ہو۔''

"المستدرك"، كتاب البر و الصلة، باب ان الله ليعمر بالقوم الزمان بصلتهم لارحامهم، الحديث: ٧٣٦٥، ج٥، ص٢٢٣.

حدیث ۲۹: ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے نسب کو اتنا سیکھو جس سے صلۂ رحم کرسکو، کیونکہ صلۂ رحم اپنے لوگوں میں محبت کا سبب ہے اس سے مال میں زیادتی اور اثر (یعنی عمر) میں تاخیر ہوگی۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في تعليم النسب، الحديث: ١٩٧٩، ص١٨٥٠.

www.dawateislami.net

حدیث ۳۰: حاکم نے مستدرک میں عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو یہ پسند ہو کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو اور بری موت دفع ہو وہ اللہ تعالٰی سے ڈرتا رہے اور رشتہ والوں سے سلوک کرے۔''

"المستدرك"، كتاب البر و الصلة، باب من سره ان يدفع عنه ميتة السوء... إلخ، الحديث: ٧٣٦٢، ج٥، ص٢٢٢.

حدیث ۳۱: صحیح بخاری و مسلم میں جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''رشتہ کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔'' "صحيح مسلم"، كتاب البر واالصلة... إلخ، باب صلة الرحم... إلخ، الحديث: ٦٥٢٠، ص١١٢٦.

حدیث ۳۲: بیہقی نے شعب الایمان میں عبد اللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ ''جس قوم میں قاطع رحم ہوتا ہے، اس پر رحمت الٰہی نہیں اُترتی۔'' "شعب الإيمان"، باب في صلة الارحام، الحديث: ٧٩٦٢، ج٦، ص٢٢٣.

حدیث ۳۳: ترمذی و ابو داود نے ابو بکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس گناہ کی سزا دنیا میں بھی جلد ہی دے دی جائے اور اس کے لیے آخرت میں بھی عذاب کا ذخیرہ رہے، وہ بغاوت اور قطع رحم سے بڑھ کر نہیں۔'' "جامع الترمذي"، ابواب صفة القيامة، الحديث: ٢٥١١، ص١٩٠٤.

اور بیہقی کی روایت شعب الایمان میں انھیں سے یوں ہے کہ ''جتنے گناہ ہیں ان میں سے جس کو اللہ تعالٰی چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے سوا والدین کی نافرمانی کے، کہ اس کی سزا زندگی میں موت سے پہلے دی جاتی ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في برالوالدين، فصل في عقوق

الوالدين وما جاء فيه، الحديث: ۷۸۸۹، ج٦، ص۱۹۷.

حدیث ۳٤: صحیح بخاری میں ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صلہ رحمی اس کا نام نہیں کہ بدلہ دیا جائے یعنی اس نے اس کے ساتھ احسان کیا اس نے اس کے ساتھ کر دیا، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ ادھر سے کاٹا جاتا ہے اور یہ جوڑتا ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب ليس الواصل بالمكافئ، الحديث: ٥٩٩١، ص٥٠٧.

حدیث ۳۵: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے عرض کی، کہ یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میری قرابت والے ایسے ہیں کہ میں انھیں ملاتا ہوں اور وہ کاٹتے ہیں، میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں اور میں ان کے ساتھ حلم سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ پر جہالت کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''اگر ایسا ہی ہے جیسا تم نے بیان کیا تو تم ان کو گرم راکھ پھنکاتے ہو اور ہمیشہ اللہ (عزوجل) کی طرف سے تمھارے ساتھ ایک مددگار رہے گا، جب تک تمھاری یہی حالت رہے۔'' "صحيح مسلم" كتاب البر و الصلة... إلخ، باب صلة الرحم... إلخ، الحديث: ٦٥٢٥، ص١١٢٦.

حدیث ۳٦: حاکم نے مستدرک میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات کو گیا۔ میں نے جلدی سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا دستِ مبارک پکڑ لیا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے میرے ہاتھ کو جلدی سے پکڑ لیا۔ پھر فرمایا: ''اے عقبہ! دنیا و آخرت کے افضل اخلاق یہ ہیں کہ تم اس کو ملاؤ، جو تمھیں جدا کرے اور جو تم پر ظلم کرے، اسے معاف کردو اور جو یہ چاہے کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو، وہ اپنے رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرے۔''

'المستدرك"، كتاب البر و الصلة، باب من اراد ان يمد في رزقه فليصل ذارحمه، الحديث: ٧٣٦٧، ج٥، ص٢٢٤

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

مسائل فقہیہ

صلۂ رحم کے معنی رشتہ کو جوڑنا ہے یعنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنا۔ ساری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلۂ رحم واجب ہے اور قطع رحم حرام ہے، جن رشتہ والوں کے ساتھ صلہ واجب ہے وہ کون ہیں۔ بعض علما نے فرمایا: وہ ذو رحم محرم ہیں اور بعض نے فرمایا: اس سے مراد ذو رحم ہیں، محرم ہوں یا نہ ہوں۔

اور ظاہر یہی قول دوم ہے احادیث میں مطلقاً رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرنے کا حکم آتا ہے قرآن مجید میں مطلقاً ذوی القربیٰ فرمایا گیا مگر یہ بات ضرور ہے کہ رشتہ میں چونکہ مختلف درجات ہیں صلۂ رحم کے درجات میں بھی تفاوت ہوتا ہے۔ والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے، ان کے بعد ذو رحم محرم کا، ان کے بعد بقیہ رشتہ والوں کا علیٰ قدر مراتب۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٨.

مسئلہ ۱: صلہ رحم کی مختلف صورتیں ہیں ان کو ہدیہ و تحفہ دینا اور اگر ان کو کسی بات میں تمھاری اعانت درکار ہو تو اس کام میں ان کی مدد کرنا، انھیں سلام کرنا، ان کی ملاقات کو جانا، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا ان سے بات چیت کرنا ان کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنا۔ (درر) "الدرر الحكام"، كتاب الكراهية، الجزء الأول، ص٣٢٣.

مسئلہ ۲: اگر یہ شخص پردیس میں ہے تو رشتہ والوں کے پاس خط بھیجا کرے، ان سے خط و کتابت جاری رکھے تاکہ بے تعلقی پیدا نہ ہونے پائے اور ہو سکے تو وطن آئے اور رشتہ داروں سے تعلقات تازہ کر لے اس طرح کرنے سے محبت میں اضافہ ہوگا۔ (ردالمحتار)

"ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٨.

مسئلہ ۳: یہ پردیس میں ہے والدین اسے بلاتے ہیں تو آنا ہی ہوگا، خط لکھنا کافی نہیں ہے۔ یوہیں والدین کو اس کی خدمت کی حاجت ہو تو آئے اور ان کی خدمت کرے، باپ کے بعد دادا اور بڑے بھائی کا مرتبہ ہے کہ بڑا بھائی بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے بڑی بہن اور خالہ ماں کی جگہ پر ہیں، بعض علما نے چچا کو باپ کی مثل بتایا اور حدیث
عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيهِ ۔ (یعنی آدمی کا چچا باپ کی مثل ہوتا ہے۔) سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے ان کے علاوہ اوروں کے پاس خط بھیجنا یا ہدیہ بھیجنا کفایت کرتا ہے۔ (ردالمحتار) 'الدرالمختار''، کتاب الحظر و الإباحة، ج۹، ص۶۷۸.

مسئلہ ٤: رشتہ داروں سے ناغہ دے کر ملتا رہے یعنی ایک دن ملنے کو جائے دوسرے دن نہ جائے وعلیٰ ہذا القیاس کہ اس سے محبت و الفت زیادہ ہوتی ہے، بلکہ اقربا سے جمعہ جمعہ ملتا رہے یا مہینہ میں ایک بار اور تمام قبیلہ اور خاندان کو ایک ہونا چاہیے۔ جب حق ان کے ساتھ ہو تو دوسروں سے مقابلہ اور اظہارِ حق میں سب متحد ہو کر کام کریں، جب اپنا کوئی رشتہ دار کوئی حاجت پیش کرے تو اس کی حاجت روائی کرے، اس کو رد کر دینا قطع رحم ہے۔ (درر) 'الدرر الحکام''، کتاب الکراهیة، الجزء الأول، ص۳۲۳.

مسئلہ ٥: صلۂ رحمی اسی کا نام نہیں کہ وہ سلوک کرے تو تم بھی کرو، یہ چیز تو حقیقت میں مکافاۃ یعنی ادلا بدلا کرنا ہے کہ اس نے تمھارے پاس چیز بھیج دی تم نے اس کے پاس بھیج دی، وہ تمھارے یہاں آیا تم اس کے پاس چلے گئے۔ حقیقتاً صلۂ رحم یہ ہے کہ وہ کاٹے اور تم جوڑو، وہ تم سے جدا ہونا چاہتا ہے، بے اعتنائی کرتا ہے اور تم اس کے ساتھ رشتہ کے حقوق کی مراعات کرو۔ (ردالمحتار)

''ردالمحتار''، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۸.

مسئلہ ٦: حدیث میں آیا ہے کہ ''صلۂ رحم سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور رزق میں وسعت ہوتی ہے۔'' بعض علما نے اس حدیث کو ظاہر پر حمل کیا ہے یعنی یہاں قضا معلق مراد ہے کیونکہ قضا مبرم ٹل نہیں سکتی۔

www.dawateislami.net

﴿ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ ﴾ پ ۱۱، یونس: ٤٩

اور بعض نے فرمایا کہ زیادتی عمر کا یہ مطلب ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب لکھا جاتا ہے گویا وہ اب بھی زندہ ہے یا یہ مراد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ذکر خیر لوگوں میں باقی رہتا ہے۔ (ردالمحتار) ''ردالمحتار''، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۶۷۸

اولاد پر شفقت اور یتامیٰ پر رحمت

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، کہ آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں ہم انھیں بوسہ نہیں دیتے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں کیا کروں۔'' ''صحیح البخاري''، کتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبیله... إلخ، الحدیث:

۵۹۹۸، ص۵۰۸

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں: ایک عورت اپنی دو لڑکیاں لے کر میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے کچھ مانگا، میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا، میں نے وہی دے دی۔ عورت نے کھجور تقسیم کر کے دونوں لڑکیوں کو دے دی اور خود نہیں کھائی جب وہ چلی گئی، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لائے، میں نے یہ واقعہ بیان کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''جس کو خدا نے لڑکیاں دی ہوں، اگر وہ ان کے ساتھ احسان کرے تو وہ جہنم کی آگ سے اس کے لیے روک ہو جائیں گی۔'' ''صحیح مسلم''، کتاب البر والصلة... إلخ، باب فضل الاحسان الی البنات، الحدیث: ٦٦٩٣، ص۱۱۳٦.

حدیث ۳: امام احمد و مسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: ایک مسکین عورت دو لڑکیوں کو لے کر میرے پاس آئی، میں نے اسے تین کھجوریں دیں، ایک ایک لڑکیوں کو دے دی اور ایک کو مونھ تک کھانے کے لیے لے گئی کہ لڑکیوں نے اس سے مانگی، اس نے دو ٹکڑے کرکے دونوں کو دے دی۔ جب یہ واقعہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو سنایا ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت واجب کردی اور جہنم سے آزاد کردیا۔'' "صحيح مسلم" كتاب البر والصلة... إلخ، باب فضل الاحسان الى البنات، الحديث: ٦٦٩٤، ص١١٣٦.

حدیث ٤: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی عیال (پرورش) میں دو لڑکیاں بلوغ تک رہیں، وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ پاس پاس ہوں گے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا: کہ اس طرح۔'' "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب فضل الاحسان الى البنات، الحديث: ٦٦٩٥، ص١١٣٦.

حدیث ۵: شرح سنہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ضرور جنت واجب کردے گا مگر جبکہ ایسا گناہ کیا ہو جس کی مغفرت نہ ہو اور جو شخص تین لڑکیوں یا اتنی ہی بہنوں کی پرورش کرے، ان کو ادب سکھائے، ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انھیں بے نیاز کردے (یعنی اب ان کو ضرورت باقی نہ رہے)، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کردے گا۔''
کسی نے کہا، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یا دو (یعنی دو کی پرورش میں یہی ثواب ہوجائے)، فرمایا: دو (یعنی ان میں بھی وہی ثواب ہے) اور اگر لوگوں نے ایک کے متعلق کہا ہوتا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایک کو بھی فرما دیتے۔ اور جس کی کریمتین کو اللہ نے دور کردیا، اس کے لیے جنت واجب ہے۔ دریافت کیا گیا کریمتین کیا ہیں؟ فرمایا: آنکھیں۔ "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الحديث: ٤٩٧٥، ج٣، ص٦٩. و "شرح السنة"، كتاب البر و الصلة، باب ثواب كافل اليتيم، الحديث: ٣٣٥١، ج٦، ص٤٥٢.

حدیث ٦: ابو داود نے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''میں اور وہ عورت جس کے رخسارے میلے ہیں، دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في فضل من عال يتامى، الحديث: ٥١٤٩، ص١٥٩٩. یعنی جس طرح کلمہ اور بیچ کی انگلیاں پاس پاس ہیں۔ اس سے مراد وہ عورت ہے جو منصب و جمال والی تھی اور بیوہ ہوگئی اور اس نے یتیموں کی خدمت کی، یہاں تک کہ وہ جدا ہوجائیں۔ (یعنی بڑے ہوجائیں یا مر جائیں۔)

حدیث ۷: امام احمد و حاکم و ابن ماجہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تم کو یہ نہ بتادوں کہ افضل صدقہ کیا ہے، وہ اپنی اس لڑکی پر صدقہ کرنا ہے، جو تمھاری طرف واپس ہوئی (یعنی اس کا شوہر مرگیا یا اس کو طلاق دے دی اور باپ کے یہاں چلی آئی) تمھارے سوا اس کا کمانے والا کوئی نہیں ہے۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب الادب، باب بر الوالد... إلخ، الحديث: ٣٦٦٧، ص٢٦٩٦.

حدیث ۸: ابو داود نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور اس کی توہین نہ کرے اور اولاد ذکور کو اس پر ترجیح نہ دے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔''

"سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في فضل من عال يتامى، الحديث: ٥١٤٦، ص١٥٩٩.

حدیث ۹: ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب دے، وہ اس کے لیے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في ادب الولد، الحديث: ١٩٥١، ص١٨٤٨.

حدیث ۱۰: ترمذی وبیہقی نے بروایت ایوب بن موسیٰ عن ابیہ عن جدہ روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''باپ کا اولاد کو کوئی عطیہ ادب حسن سے بہتر نہیں۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في ادب الولد، الحديث: ١٩٥٢، ص١٨٤٨.

حدیث ۱۱: ترمذی وحاکم نے عمرو بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''والد کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں، کہ اسے اچھے آداب سکھائے۔'' "المستدرك" للحاكم، كتاب الادب، باب فضل تاديب الاولاد، الحديث: ٧٧٥٣، ج٥، ص٣٧٣.

حدیث ۱۲: ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی اولاد کا اکرام کرو اور انھیں اچھے آداب سکھاؤ۔'' "سنن ابن ماجه" ابواب الادب، باب بر الوالد... إلخ، الحديث: ٣٦٧١، ص٢٦٩٦.

حدیث ۱۳: ابن النجار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''باپ کے ذمہ بھی اولاد کے حقوق ہیں، جس طرح اولاد کے ذمہ باپ کے حقوق ہیں۔'' "كنزالعمال"، كتاب النكاح، رقم: ٤٥٣٣٦، ج١٦، ص١٨٤

حدیث ۱۴: طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی اولاد کو برابر دو، اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔'' "المعجم الكبير"، الحديث: ١١٩٩٧، ج١١، ص٢٨٠.

حدیث ۱۵: طبرانی نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''عطیہ میں اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، جس طرح تم خود یہ چاہتے ہو کہ وہ سب تمھارے ساتھ احسان و مہربانی میں عدل کریں۔'' "كنزالعمال"، كتاب النكاح، رقم: ٤٥٣٣٩، ج١٦، ص١٨٤.

حدیث ۱۶: ابن النجار نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، یہاں تک کہ بوسہ لینے میں۔'' "كنزالعمال"، كتاب النكاح، رقم: ٤٥٣٤٢، ج١٦، ص١٨٥.

حدیث ۱۷: صحیح بخاری میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جو شخص یتیم کی کفالت کرے وہ یتیم اسی گھر کا ہو یا غیر کا، میں اور وہ دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کیا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الطلاق، باب اللعان... إلخ، الحديث: ٥٣٠٤، ص٤٥٨. و "صحيح مسلم"، كتاب الزهد... إلخ، باب فضل الاحسان الى الارملة... إلخ، الحديث: ٧٤٦٩، ص١١٩٤.

حدیث ۱۸: ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے برا وہ گھر ہے، جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برائی کی جاتی ہو۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب الادب، باب حق اليتيم، الحديث: ٣٦٧٩، ص٢٦٩٧.

حدیث ۱۹: امام احمد و ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص یتیم کے سر پر محض اللہ (عزوجل) کے لیے ہاتھ پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرے گا، ہر بال کے مقابل میں اس کے لیے نیکیاں ہیں اور جو شخص یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے پر احسان کرے میں اور وہ جنت میں (دوانگلیوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح ہوں گے۔''

''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ۲۲۲۱۵، ۲۲۳٤۷، ج۸، ص۲۷۲، ۳۰۰.

حدیث ۲۰: امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے اپنی دل کی سختی کی شکایت کی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر و اور مسکین کو کھانا کھلاؤ'' ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة الحديث: ۹۰۲۸، ج۳، ص۳۳۵.

حدیث ۲۱: طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''لڑکا یتیم ہو تو اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے میں آگے کو لائے اور بچہ کا باپ ہو تو ہاتھ پھیرنے میں گردن کی طرف لے جائے۔'' ''المعجم الأوسط''، باب الالف، الحديث: ۱۲۷۹، ج۱، ص۳۵۱. عن عبد الله بن عباس

پڑوسیوں کے حقوق

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴾ پ۵، النسآء: ۳۶.

www.dawateislami.net

''اور اللہ (عزوجل) کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنے باندی غلام سے،
بے شک اللہ (عزوجل) کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا، بڑائی مارنے والا۔''

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خدا کی قسم! وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں، خدا کی قسم وہ مومن نہیں۔ عرض کی گئی، کون یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمایا: وہ شخص کہ اس کے پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہوں۔'' ''صحيح البخاري''، كتاب الادب، باب اثم من لا يأمن جاره بوائقه، الحديث: ۶۰۱۶، ص۵۰۹. یعنی جو اپنے پڑوسیوں کو تکلیفیں دیتا ہے۔

حدیث ۲: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ جنت میں نہیں جائے گا، جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے امن میں نہیں ہے۔'' ''صحيح مسلم''، كتاب الايمان، باب بيان تحريم، ايذاء الجار، الحديث: ۱۷۲، ص۶۸۸.

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے متعلق برابر وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے۔'' ''صحيح البخاري''، كتاب الادب، باب الوصاءة بالجار، الحديث: ۶۰۱٤، ص۵۰۹.

حدیث ٤: ترمذی و دارمی و حاکم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں وہ بہتر ہے، جو اپنے ساتھی کا خیر خواہ ہو اور پروسیوں میں اللہ (عزوجل) کے نزدیک وہ بہتر ہے، جو اپنے پروسی کا خیر خواہ ہو۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في حق الجوار، الحديث: ١٩٤٤، ص١٨٤٧.

حدیث ٥: حاکم نے مستدرک میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پروسی کا اکرام کرے۔'' "المستدرك" للحاكم، كتاب البر و الصلة، باب خير الاصحاب عند الله... إلخ، الحديث: ٧٣٧٨، ج٥، ص٢٢٨.

حدیث ٦: ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ایک شخص نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے یہ کیونکر معلوم ہو کہ میں نے اچھا کیا یا برا کیا؟ فرمایا: ''جب تم اپنے پروسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے اچھا کیا ہے تو بے شک تم نے اچھا کیا اور جب یہ کہتے سنو کہ تم نے برا کیا تو بے شک تم نے برا کیا ہے۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب الزهد، باب الثناء الحسن، الحديث: ٤٢٢٣، ص٢٧٣٣.

حدیث ٧: بیہقی نے شعب الایمان میں عبدالرحمٰن بن ابی قراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ صحابہ کرام نے وضو کا پانی لے کر مونھ وغیرہ پر مسح کرنا شروع کر دیا۔
حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کیا چیز تمھیں اس کام پر آمادہ کرتی ہے؟ عرض کی، اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس کی خوشی یہ ہو کہ اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے محبت کرے یا اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس سے محبت کریں، وہ جب بات بولے سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کردے اور جو اس کے جوار میں ہو، اس کے ساتھ احسان کرے۔'' "شعب الإيمان"، باب في تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم واجلاله و توقيره، الحديث: ١٥٣٣، ج٢، ص٢٠١.

حدیث ٨: بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''مومن وہ نہیں جو خود پیٹ بھر کھائے اور اس کا پروسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في الزكاة، فصل في كراهية امساك الفضل... إلخ، الحديث: ٣٣٨٩، ج٣، ص٢٢٥ یعنی مومن کامل نہیں۔

حدیث ٩: طبرانی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جب کوئی شخص ہانڈی پکائے تو شوربا زیادہ کرے اور پروسی کو بھی اس میں سے کچھ دے۔'' "المعجم الأوسط"، باب الراء، الحديث: ٣٥٩١، ج٢، ص٣٧٩.

حدیث ١٠: دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اے عائشہ! پروسی کا بچہ آجائے تو اس کے ہاتھ میں کچھ رکھ دو کہ اس سے محبت بڑھے گی۔'' "الفردوس بمأثور الخطاب"، الحديث: ٨٦٣٠، ج٥، ص٤٢٧.

حدیث ١١: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''پروسی تمھاری دیوار پر کڑیاں رکھنا چاہے تو اسے منع نہ کرو۔'' "صحيح البخاري"، كتاب المظالم، باب لا يمنع جار جاره ان يغرز خشبة في جداره، الحديث: ٢٤٦٣، ص١٩٣. یہ حکم دیانت کا ہے، قضاءً اس کو منع کرسکتا ہے۔

حدیث ۱۲: امام احمد وبیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فلانی عورت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ نماز وروزہ وصدقہ کثرت سے کرتی ہے مگر یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے، فرمایا: ''وہ جہنم میں ہے۔'' انھوں نے کہا، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فلانی عورت کی نسبت زیادہ ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کے روزہ وصدقہ ونماز میں کمی ہے (یعنی نوافل)، وہ پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے اور اپنی زبان سے پڑوسیوں کو ایذا نہیں دیتی، فرمایا: ''وہ جنت میں ہے۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٩٦٨١، ج٣، ص٤٤١. و"شعب الإيمان"، باب في اكرام الجار، الحديث: ٩٥٤٥، ٩٥٤٦، ج٧، ص٧٨ ـ ٧٩.

حدیث ۱۳: امام احمد وبیہقی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ نے تمھارے مابین اخلاق کی اسی طرح تقسیم فرمائی جس طرح رزق کی تقسیم فرمائی، اللہ تعالیٰ دنیا اسے بھی دیتا ہے جو اسے محبوب ہو اور اسے بھی جو محبوب نہیں اور دین صرف اسی کو دیتا ہے جو اس کے نزدیک پیارا ہے، لہٰذا جس کو خدا نے دین دیا اسے محبوب بنالیا، قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! بندہ مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہو۔'' "شعب الإيمان"، باب في قبض اليد عن الاموال المحرمة، الحديث: ٥٥٢٤، ج٤، ص٣٩٥ ـ ٣٩٦. یعنی جب تک دل میں تصدیق اور زبان سے اقرار نہ ہو اور مومن نہیں ہوتا جب تک اس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے امن میں نہ ہو، اسی کی مثل حاکم نے مستدرک میں روایت کی۔

حدیث ۱۴: حاکم نے مستدرک میں نافع بن عبدالحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مرد مسلم کے لیے دنیا میں یہ بات سعادت میں سے ہے، کہ اس کا پڑوسی صالح ہو اور مکان کشادہ ہو اور سواری اچھی ہو۔''

"المستدرك"، كتاب البر و الصلة، باب ان الله لايعطى الايمان الا من يحب، الحديث: ٧٣٨٦، ج٥، ص٢٣٢.

حدیث ۱۵: حاکم نے مستدرک میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے دو پڑوسی ہیں، ان میں سے کس کے پاس ہدیہ بھیجوں؟ فرمایا: ''جس کا دروازہ زیادہ نزدیک ہو۔''

"المستدرك" للحاكم، كتاب البر و الصلة، باب لايشبع الرجل دون جاره، الحديث: ٧٣٨٩، ج٥، ص٢٣٢.

حدیث ۱۶: امام احمد نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''قیامت کے دن سب سے پہلے جو دو شخص اپنا جھگڑا پیش کریں گے، وہ دونوں پڑوسی ہوں گے۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل حديث عقبة بن عامر الجهني، الحديث: ١٧٣٧٧، ج٦، ص١٣٤.

حدیث ۱۷: بیہقی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند ضعیف روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟ یہ کہ جب وہ تم سے مدد مانگے مدد کرو اور جب قرض مانگے قرض دو اور جب محتاج ہو تو اسے دو اور جب بیمار ہو عیادت کرو اور جب اسے خیر پہنچے تو مبارک باد دو اور جب مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو اور مرجائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ اور بغیر اجازت اپنی عمارت بلند نہ کرو، کہ اس کی ہوا روک دو اور اپنی ہانڈی سے اس کو ایذا نہ دو، مگر اس میں سے کچھ اسے بھی دو اور میوے خریدو تو اس کے پاس بھی ہدیہ کرو اور اگر ہدیہ نہ کرنا ہو تو چھپا کر مکان میں لاؤ اور تمھارے بچے اسے لے کر باہر نہ نکلیں کہ پڑوسی کے بچوں کو رنج ہوگا۔

تمھیں معلوم ہے کہ پروسی کا کیا حق ہے؟ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! پوری طور پر پروسی کا حق ادا کرنے والے تھوڑے ہیں، وہی ہیں جن پر اللہ (عزوجل) کی مہربانی ہے۔ برابر پروسی کے متعلق حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وصیت فرماتے رہے یہاں تک کہ لوگوں نے گمان کیا کہ پروسی کو وارث کردیں گے۔

پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''پروسی تین قسم کے ہیں، بعض کے تین حق ہیں، بعض کے دو اور بعض کا ایک حق ہے۔ جو پروسی مسلم ہو اور رشتہ والا ہو، اس کے تین حق ہیں۔ حق جوار اور حق اسلام اور حق قرابت۔ پروسی مسلم کے دو حق ہیں، حق جوار اور حق اسلام اور پروسی کافر کا صرف ایک حق جوار ہے۔'' ہم نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کو اپنی قربانیوں میں سے دیں؟ فرمایا: کہ مشرکین کو قربانیوں میں سے کچھ نہ دو۔ "شعب الإيمان"، باب في اكرام الجار، الحديث: ۹۵۶۰، ج۷، ص۸۳ ـ ۸۴.

مسئلہ ۱: چھت پر چڑھنے میں دوسروں کے گھروں میں نگاہ پہنچتی ہے تو وہ لوگ چھت پر چڑھنے سے منع کرسکتے ہیں، جب تک پردہ کی دیوار نہ بنوالے یا کوئی ایسی چیز نہ لگالے جس سے بے پردگی نہ ہو اور اگر دوسرے لوگوں کے گھروں میں نظر نہیں پڑتی مگر وہ لوگ جب چھت پر چڑھتے ہیں تو سامنا ہوتا ہے تو اس کو چڑھنے سے منع نہیں کرسکتے، بلکہ ان کی مستورات کو یہ چاہیے کہ وہ خود چھتوں پر نہ چڑھیں تاکہ بے پردگی نہ ہو۔ (درمختار) "الدر المختار"،

مسئلہ ۲: اس کے مکان کی پچھیت (یعنی مکان کے پیچھے کی دیوار۔) دوسرے کے مکان میں ہے یہ اپنی دیوار میں مٹی لگانا چاہتا ہے، مالک مکان اپنے گھر میں جانے سے اسے روکتا ہے۔ اب مٹی کیوں کر لگائی جائے مالک مکان سے کہا جائے گا کہ اسے مکان میں جانے کی اجازت دے، ورنہ وہ خود مٹی لگوادے، اس کے پیسے اس سے دلوادیے جائیں گے۔ اسی طرح اگر اس کی دیوار دوسرے کے مکان میں گرگئی ہے، وہاں سے مٹی اٹھانے کی ضرورت ہے، مالک مکان اس کو اجازت دیدے کہ یہ وہاں سے مٹی اٹھائے اور اجازت نہیں دیتا تو خود اٹھائے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۴.

مخلوقِ خدا پر مہربانی کرنا

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص ﴾

''نیکی اور پرہیزگاری پر آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ وظلم پر مدد نہ کرو۔'' پ۶، المآئدة: ۲.

حدیث ۱: صحیح بخاری ومسلم میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول الله تبارك و تعالىٰ قل ادعوا الله... إلخ، الحديث: ۷۳۷۶، ص۶۱۴.

حدیث ۲: امام احمد وترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: کہ ''رحمت نہیں نکالی جاتی مگر بدبخت سے۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۸۰۰۷، ج۳، ص۱۶۴. و "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في رحمة الناس، الحديث: ۱۹۲۳، ص۱۸۴۶.

حدیث ۳: ابوداود وترمذی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے، زمین والوں پر رحم کرو، تم پر وہ رحم فرمائے گا جس کی حکومت آسمان میں ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب

البرو الصلة، باب ماجاء في رحمة الناس، الحديث: ١٩٢٤، ص١٨٤٦.

حدیث ٤: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کی توقیر نہ کرے اور اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بری بات سے منع نہ کرے۔''

"جامع الترمذي"، ابواب البرو الصلة، باب ما جاء في رحمة الصبيان، الحديث: ١٩٢١، ١٩١٩، ص١٨٤٥.

حدیث ٥: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، ''جوان اگر بوڑھے کا اکرام اس کی عمر کی وجہ سے کرے گا تو اس کی عمر کے وقت اللہ تعالیٰ ایسے کو مقرر کر دے گا، جو اس کا اکرام کرے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في اجلال الكبير، الحديث: ٢٠٢٢، ص١٨٥٤.

حدیث ٦: ابوداود نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ بات اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے کہ بوڑھے مسلمان کا اکرام کیا جائے اور اس حامل قرآن کا اکرام کیا جائے جو نہ غالی ہو، نہ جافی (یعنی جو غلو کرتے ہیں کہ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں کہ پڑھنے میں الفاظ کی صحت کا لحاظ نہیں رکھتے یا معنی غلط بیان کرتے ہیں یا ریا کے طور پر تلاوت کرتے ہیں اور جفا یہ ہے کہ اُس سے اعراض کرے، نہ قرآن کی تلاوت کرے، نہ اس کے احکام پر عمل کرے) اور بادشاہ عادل کا اکرام کرنا۔''

"سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في تنزيل الناس منازلهم، الحديث: ٤٨٤٣، ص١٥٧٩.

حدیث ٧: امام احمد و بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''مومن الفت کی جگہ ہے اور اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو نہ الفت کرے، نہ اس سے الفت کی جائے۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٩٢٠٩، ج٣، ص٣٦٢ ـ ٣٦٣. و "شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق، فصل في لين الجانب... إلخ، الحديث: ٨١١٩، ج٦، ص٢٧٠ ـ ٢٧١

www.dawateislami.net

حدیث ٨: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو میری امت میں کسی کی حاجت پوری کر دے جس سے مقصود اس کو خوش کرنا ہے، اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا، اس نے اللہ (عزوجل) کو خوش کیا اور جس نے اللہ (عزوجل) کو خوش کیا، اللہ (عزوجل) اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' "شعب الإيمان"، باب في التعاون على البر والتقوى، الحديث: ٧٦٥٣، ج٦، ص١١٥.

حدیث ٩: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر مغفرتیں لکھے گا، ان میں سے ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہو جائے گی اور بہتر سے قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں گے۔'' "شعب الإيمان"، باب في التعاون على البر والتقوى، الحديث: ٧٦٧٠، ج٦، ص١٢٠.

حدیث ١٠: صحیح مسلم میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''تمام مومنین شخص واحد کی مثل ہیں، اگر اس کی آنکھ بیمار ہوئی تو وہ کل بیمار ہے اور سر میں بیماری ہوئی تو کل بیمار ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب تراحم المومنين... إلخ، الحديث: ٦٥٨٩، ٦٥٨٨، ص١١٣٠.

حدیث ١١: صحیح بخاری و مسلم میں ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''مومن مومن کے لیے عمارت کی مثل ہے کہ اس کا بعض بعض کو قوت پہنچاتا ہے۔ پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایک ہاتھ کی انگلیاں

دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب تعاون المؤمنين... إلخ، الحديث: ٦٠٢٦، ص ٥١٠. یعنی جس طرح یہ ملی ہوئی ہیں مسلمانوں کو بھی اسی طرح ہونا چاہیے۔

حدیث ۱۲: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ کسی نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مظلوم ہو تو مدد کروں گا ظالم ہو تو کیونکر مدد کروں۔ فرمایا: کہ ''اس کو ظلم کرنے سے روک دے یہی مدد کرنا ہے۔'' "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الحديث: ٤٩٥٧، ج٣، ص٦٦

حدیث ۱۳: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلم مسلم کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کی مدد چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں ہو، اللہ (عزوجل) اس کی حاجت میں ہے اور جو شخص مسلم سے کسی ایک تکلیف کو دور کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف میں سے ایک تکلیف اس کی دور کردے گا اور جو شخص مسلم کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب المظالم باب لايظلم المسلم المسلم... إلخ، الحديث: ٢٤٤٢، ص١٩٢.

حدیث ۱۴: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے، جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''

"صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب الدليل على ان من خصال الايمان... إلخ، الحديث: ١٧١، ص٦٨٨. و "صحيح البخاري"، كتاب الايمان، باب من الايمان ان يحب لاخيه مايحب لنفسه... إلخ، الحديث: ١٣، ص٣.

www.dawateislami.net

حدیث ۱۵: صحیح مسلم میں تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے، اس کو تین مرتبہ فرمایا۔ ہم نے عرض کی کس کی خیر خواہی؟ فرمایا: ''اللہ و رسول اور اُس کی کتاب کی اور ائمۂ مسلمین اور عام مسلمانوں کی۔''

"صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب بيان ان الدين النصيحة، الحديث: ١٩٦، ص٦٨٩.

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے اور زکاۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔ "صحيح البخاري"، كتاب الايمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم الدين النصيحة... إلخ، الحديث: ٥٧، ص٧.

حدیث ۱۷: ابوداود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''لوگوں کو ان کے مرتبہ میں اتارو۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في تنزيل الناس منازلهم، الحديث: ٤٨٤٢، ص١٥٧٩. یعنی ہر شخص کے ساتھ اس طرح پیش آؤ جو اس کے مرتبہ کے مناسب ہو سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ نہ ہو مگر اس میں یہ لحاظ ضرور کرنا ہوگا کہ دوسرے کی تحقیر و تذلیل نہ ہو۔

حدیث ۱۸: ترمذی و بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں اچھا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی امید ہو اور جس کی شرارت سے امن ہو اور تم میں برا وہ شخص ہے جس سے بھلائی کی امید نہ ہو اور جس کی شرارت سے امن نہ ہو۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب حديث: خيركم من يرجى خيره ويؤمن شره، الحديث: ٢٢٦٣، ص١٨٨٠.

حدیث ۱۹: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب میں پیارا وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے۔'' "شعب الإيمان"، باب في طاعة اولي الامر، فصل في نصيحة الولاة، الحديث: ٧٤٤٧، ج٦، ص٤٣.

حدیث ۲۰: ترمذی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہاں کہیں رہو خدا سے ڈرتے رہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو یہ نیکی اسے مٹادے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آ ؤ۔'' "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في معاشرة الناس، الحديث: ١٩٨٧، ص١٨٥١.

نرمی و حیا و خوبی اَخلاق کا بیان

حدیث ۱: اللہ تعالیٰ مہربان ہے، مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور مہربانی کرنے پر وہ دیتا ہے کہ سختی پر نہیں دیتا۔ (مسلم) "صحيح مسلم"، كتاب البر و الصلة... إلخ، باب فضل الرفق، الحديث: ٦٦٠١، ص١١٣١.

حدیث ۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: نرمی کو لازم کرلو اور سختی و فحش سے بچو، جس چیز میں نرمی ہوتی ہے، اس کو زینت دیتی ہے اور جس چیز سے جدا کرلی جاتی ہے، اُسے عیب دار کر دیتی ہے۔ (مسلم) "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب فضل الرفق، الحديث: ٦٦٠٢، ٦٦٠٣، ص١١٣١. و "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم فاحشا... إلخ، الحديث: ٦٠٣٠، ص٥١٠.

حدیث ۳: جو نرمی سے محروم ہوا وہ خیر سے محروم ہوا۔ (مسلم) "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب فضل الرفق، الحديث: ٦٥٩٨، ص١١٣١.

حدیث ۴: جس کو نرمی سے حصہ ملا اسے دنیا و آخرت کی خیر کا حصہ ملا اور جو شخص نرمی کے حصہ سے محروم ہوا وہ دنیا و آخرت کے خیر سے محروم ہوا۔ (شرح سنہ) "شرح السنة"، كتاب البر و الصلة، باب الرفق، الحديث: ٣٣٨٥، ج٦، ص٤٧٢.

حدیث ۵: کیا میں تم کو خبر نہ دوں کہ کون شخص جہنم پر حرام ہے اور جہنم اس پر حرام وہ شخص کہ آسانی کرنے والا نرم قریب سہل ہے۔ (احمد و ترمذی) "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن مسعود، الحديث: ٣٩٣٨ ج٢، ص٩٠ و "جامع الترمذي"، ابواب صفة القيامة... إلخ، باب فضل كل قريب هين سهل... إلخ، الحديث: ٢٤٨٨، ص١٩٠٢.

حدیث ۶: مومن آسانی کرنے والے نرم ہوتے ہیں، جیسے نکیل والا اونٹ کہ کھینچا جائے تو کھنچ جاتا ہے اور چٹان پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جائے۔ (ترمذی) "مشكاةالمصابيح"، كتاب الآداب، باب الرفق والحياء... إلخ، الحديث: ٥٠٨٦، ج٣، ص٨٨.

حدیث ۷: ایک شخص اپنے بھائی کو حیا کے متعلق نصیحت کر رہا تھا کہ اتنی حیا کیوں کرتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے چھوڑو۔'' یعنی نصیحت نہ کرو کیونکہ حیا ایمان سے ہے۔ (بخاری، مسلم) "صحيح البخاري"، كتاب الايمان، باب الحياء من الايمان، الحديث: ٢٤، ص٤.

حدیث ۸: حیا نہیں لاتی ہے مگر خیر کو حیا کل ہی خیر ہے۔ (بخاری، مسلم) "صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب بيان عدد شعب الإيمان... إلخ، الحديث: ١٥٦، ١٥٧، ص٦٨٧

حدیث ۹: یہ اگلے انبیا کا کلام ہے جو لوگوں میں مشہور ہے، جب تجھے حیا نہیں تو جو چاہے کر۔ (بخاری) "صحيح البخاري"، كتاب احاديث الانبياء، الحديث: ٣٤٨٤، ص٢٨٥.

حدیث ۱۰: حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بے ہودہ گوئی جفا سے ہے اور جفا جہنم میں ہے۔ (احمد، ترمذی) "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في الحياء، الحديث: ۲۰۰۹، ص۱۸۵۳.

حدیث ۱۱: ہر دین کے لیے ایک خلق ہوتا ہے یعنی عادت وخصلت اور اسلام کا خلق حیا ہے۔ (امام مالک) "الموطأ"، كتاب حسن الخلق، باب ماجاء في الحياء، الحديث: ۱۷۲٤، ج۲، ص٤٠٥. و "سنن ابن ماجه"، ابواب الزهد، باب الحياء، الحديث: ٤١٨١، ص ٢٧٣١.

حدیث ۱۲: ایمان وحیا دونوں ساتھی ہیں ایک کو اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔ (بیہقی) "شعب الإيمان"، باب الحياء، الحديث: ۷۷۲۷، ج٦، ص١٤٠.

حدیث ۱۳: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے یہ ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس پر اطلاع ہو جائے۔ (مسلم) "صحيح مسلم"، كتاب البر و الصلة... إلخ، باب تفسير البر والاثم، الحديث: ٦٥١٦، ٦٥١٧، ص١١٢٦.

یہ حکم اس کا ہے جس کے سینے کو خدا نے منور فرمایا ہے اور قلب بیدار و روشن ہے پھر بھی یہ وہاں ہے کہ دلائل شرعیہ سے اس کی حرمت ثابت نہ ہو اور اگر دلائل حرمت پر ہوں تو نہ کھٹکنے کا لحاظ نہ ہوگا۔

حدیث ۱٤: تم میں سب سے زیادہ میرا محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ (بخاری) "صحيح البخاري"، كتاب فضائل اصحاب النبی صلى الله عليه وسلم، باب مناقب عبد الله بن مسعود رضى الله عنه، الحديث: ۳۷۵۹، ص۳۰٦.

حدیث ۱۵: تم میں اچھے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ (بخاری، مسلم) "صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب صفة النبی صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۳۵۵۹، ص۲۸۹

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ۱٦: ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ (ابوداود) "سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانه، الحديث: ٤٦٨٢، ص١٥٦٧.

حدیث ۱۷: خلق حسن سے بہتر انسان کو کوئی چیز نہیں دی گئی۔ (بیہقی) "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الرفق والحياء... إلخ، الحديث: ٥٠٧٧، ج۳، ص۸۷.

حدیث ۱۸: قیامت کے دن مومن کی میزان میں سب میں بھاری جو چیز رکھی جائے گی وہ خلق حسن ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو دوست نہیں رکھتا جو فحش گو بدزبان ہو۔ (ترمذی) "مشكاة المصابيح"، كتاب الآداب، باب الرفق والحياء... إلخ، الحديث: ٥٠٨١، ج۳، ص۸۷.

حدیث ۱۹: مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے قائم اللیل اور صائم النہار کا درجہ پاجاتا ہے۔ (ابوداود) "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في حسن الخلق، الحديث: ٤٧٩٨، ص١٥٧٦. و "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند السيدة عائشة رضى الله عنها، الحديث: ٢٤٤٠٩، ج٩، ص٣٣٢.

حدیث ۲۰: مومن دھوکا کھا جانے والا ہوتا ہے (یعنی اپنے کرم کی وجہ سے دھوکا کھا جاتا ہے نہ کہ بے عقلی سے) اور فاجر دھوکا دینے والا لئیم یعنی بدخلق ہوتا ہے۔ (امام احمد، ترمذی، ابوداود) "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في البخل، الحديث: ١٩٦٤، ص١٨٤٩.

حدیث ۲۱: اللہ (عزوجل) سے ڈر جہاں بھی تو ہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر کہ یہ اس کو مٹادے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کر۔ (احمد، ترمذی، دارمی) "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء في معاشرة الناس، الحديث: ۱۹۸۷، ص١٨٥١

حدیث ۲۲: جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حالانکہ کر ڈالنے پر اسے قدرت ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے سب کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے دے گا کہ جن حوروں میں تو چاہے چلا جائے۔(ترمذی، ابوداود) "جامع الترمذي"، ابواب البر و الصلة، باب في كظم الغيظ، الحديث: ٢٠٢١، ص١٨٥٤. و "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب من كظم غيظا، الحديث: ٤٧٧٧، ص١٥٧٥.

حدیث ۲۳: میں اس لیے بھیجا گیا کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کردوں۔(امام مالک واحمد) "الموطأ"، كتاب حسن الخلق، باب ما جاء في الحياء، الحديث: ١٧٢٣، ج٢، ص٤٠٤.

اچھوں کے پاس بیٹھنا بُروں سے بچنا

حدیث ۱: اچھے اور بُرے ہم نشین کی مثال جیسے مشک کا اُٹھانے والا اور بھٹی پھونکنے والا، جو مشک لیے ہوئے ہے یا وہ تجھے اس میں سے دے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا تجھے خوشبو پہنچے گی اور بھٹی پھونکنے والا تیرے کپڑے جلا دے گا یا تجھے بری بو پہنچے گی۔ "صحيح البخاري"، كتاب الذبائح و الصيد، باب المسك، الحديث: ٥٥٣٤، ص٤٧٦.

حدیث ۲: مصاحبت نہ کرو مگر مومن کی۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب من يؤمران يجالس، الحديث: ٤٨٣٢، ص١٥٧٨. یعنی صرف مومن کامل کے پاس بیٹھا کرو۔

حدیث ۳: بڑوں کے پاس بیٹھا کرو اور علماء سے باتیں پوچھا کرو اور حکما سے میل جول رکھو۔ "الجامع الصغير"، الحديث: ٣٥٧٧، ص٢١٨.

حدیث ٤: جو مسلمان لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کرتا ہے، وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو نہیں ملتا جلتا اور ان کی تکلیف دہی پر صبر نہیں کرتا۔ "جامع الترمذي"، أبواب صفة القيامة، الحديث: ٢٥٠٧، ص١٩٠٤. و "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب الصبر على البلاء، الحديث: ٤٠٣٢، ص٢٧١٩.

www.dawateislami.net

حدیث ۵: اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کو یاد کرے تو وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے۔ "الإخوان" لابن أبي الدنيا، باب من امر بصحبته... إلخ، ص٤٦.

حدیث ٦: اچھا ہم نشین وہ ہے کہ اس کے دیکھنے سے تمھیں خدا یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمھارے عمل میں زیادتی ہو اور اس کا عمل تمھیں آخرت کی یاد دلائے۔ 'الجامع الصغير"، الحديث: ٤٠٦٣، ص٢٤٧

حدیث ۷: ایسے کے ساتھ نہ رہو جو تمھاری فضیلت کا قائل نہ ہو، جیسے تم اس کی فضیلت کے قائل ہو۔ "حلية الاولياء"، رقم: ١٤٣٧٥، ج١٠، ص٢٤. یعنی جو تمھیں نظر حقارت سے دیکھتا ہو اس کے ساتھ نہ رہو یا یہ کہ وہ اپنا حق تمھارے ذمہ جانتا ہو اور تمھارے حق کا قائل نہ ہو۔

حدیث ۸: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایسی چیز میں نہ پڑو جو تمھارے لیے مفید نہ ہو اور دشمن سے الگ رہو اور دوست سے بچتے رہو مگر جبکہ وہ امین ہو کہ امین کے برابر کوئی نہیں اور امین وہی ہے جو اللہ (عزوجل) سے ڈرے اور فاجر کے ساتھ نہ رہو کہ وہ تمھیں فجور سکھائے گا اور اس کے سامنے بھید کی بات نہ کہو اور اپنے کام میں ان سے مشورہ لو جو اللہ (عزوجل) سے ڈرتے ہیں۔

"الصمت" لابن أبي الدنيا، باب النهى عن الكلام فيما لا يعنيك، ص١٢٤. و "شعب الإيمان"، باب في حفظ اللسان، فصل في فضل السكوت عمالايعنيه، الحديث: ٤٩٩٥، ج٤، ص٢٥٧.

حدیث ۹: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: فاجر سے بھائی بندی نہ کرکہ وہ اپنے فعل کو تیرے لیے مزین کرے گااور یہ چاہے گا کہ تو بھی اس جیسا ہوجائے اوراپنی بدترین خصلت کواچھا کرکے دکھائے گا، تیرے پاس اس کا آنا جانا عیب اور ننگ ہےاوراحمق سے بھی بھائی چارہ نہ کرکہ وہ اپنے کومشقت میں ڈال دے گااور تجھے کچھ نفع نہیں پہنچائے گااور کبھی یہ ہوگا کہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گامگر ہوگا یہ کہ نقصان پہنچادے گااس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہےاس کی دوری نزدیکی سے بہتر ہےاورموت زندگی سے بہتراورکذاب سے بھی بھائی چارہ نہ کرکہ اس کے ساتھ معاشرت تجھے نفع نہ دے گی تیری بات دوسروں تک پہنچائے گااوردوسروں کی تیرے پاس لائے گااور اگر تو سچ بولے گاجب بھی وہ سچ نہیں بولے گا۔"تاريخ دمشق" لابن عساكر، ج٤٢، ص٥١٦.

اللہ (عزوجل) کے لیے دوستی و دشمنی کا بیان

حدیث ۱: روحوں کالشکر مجتمع تھا جن میں وہاں تعارف تھا دنیامیں اُلفت ہوئی اوروہاں ناآشنائی رہی تو یہاں اختلاف ہوا۔"صحيح البخاري"، كتاب احاديث الانبياء، باب الارواح جنود مجندة، الحديث: ٣٣٣٦، ص٢٦٩

حدیث ۲: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: ''کہاں ہیں جومیرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے آج میں ان کو اپنے سایہ میں رکھوں گا،آج میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔'' "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب فضل الحب في الله تعالى، الحديث: ٦٥٤٨، ص١١٢٧.

حدیث ۳: ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے دوسرے قریہ میں گیا،اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ پرایک فرشتہ بٹھادیا۔جب وہ فرشتہ کے پاس آیا،اس نے دریافت کیا کہاں کاارادہ ہے؟ کہااس قریہ میں میرابھائی ہےاس سے ملنے جاتا ہوں۔فرشتہ نے کہا،کیااس پر تیرا کوئی احسان ہے، جسے لینے کو جاتا ہے؟اس نے کہانہیں،صرف یہ بات ہے کہ میں اسے اللہ (عزوجل) کے لیے دوست رکھتا ہوں۔فرشتہ نے کہا، مجھے اللہ (عزوجل) نے تیرے پاس بھیجاہے کہ تجھے یہ خبردوں کہ اللہ (عزوجل) نے تجھے دوست رکھا کہ تو نے اللہ (عزوجل) کے لیے اس سے محبت کی۔"صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة... إلخ، باب فضل الحب في الله تعالى، الحديث: ٦٥٤٩، ص١١٢٧.

حدیث ٤: ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کے متعلق کیاارشاد ہے جوکسی قوم سے محبت رکھتاہےاوران کے ساتھ ملانہیں یعنی ان کی صحبت حاصل نہ ہوئی یااس نے ان جیسے اعمال نہیں کیے۔ارشادفرمایا: ''آدمی اس کے ساتھ ہےجس سے اسے محبت ہے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الادب، باب علامة الحب في الله... إلخ، الحديث: ٦١٦٩، ص٥٢٠.

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھوں سے محبت اچھا بنادیتی ہےاوراس کا حشراچھوں کے ساتھ ہوگااور بدوں کی محبت برا بنادیتی ہے اوراس کا حشراُن کے ساتھ ہوگا۔

حدیث ۵: ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قیامت کب ہوگی؟ فرمایا: تُو نے اس کے لیے کیاطیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی، اس کے لیے میں نے کوئی طیاری نہیں کی، صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے محبت رکھتا ہوں۔ارشادفرمایا: ''تو ان کے ساتھ ہےجن سے تجھے محبت ہے۔''
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسلام کے بعد مسلمانوں کوجتنی اس کلمہ سے خوشی ہوئی، ایسی خوشی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

"صحيح البخاري"، كتاب فضائل الصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، باب مناقب عمر بن الخطاب رضى الله عنه... إلخ، كتاب الادب، باب ماجاء في قول الرجل ويلك، الحديث: ٣٦٨٨، ٦١٦٧، ص٣٠٠، ٥٢٠.

حدیث ۶: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''جولوگ میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور آپس میں ملتے جلتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں، ان سے میری محبت واجب ہوگئی۔'' "الموطأ" للإمام مالك، كتاب الشعر، باب ماجاء في المتحابين في الله، الحديث: ١٨٢٨، ج٢، ص٤٣٩.

حدیث ۷: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جولوگ میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے لیے نُور کے منبر ہوں گے، انبیا و شہدا ان پر غبطہ کریں گے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الزهد، باب ماجاء في الحب في الله، الحديث: ٢٣٩٠، ص١٨٩٢.

حدیث ۸: اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ وہ نہ انبیا ہیں نہ شہدا اور خدا کے نزدیک ان کا ایسا مرتبہ ہوگا کہ قیامت کے دن انبیا اور شہدا ان پر غبطہ کریں گے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرمائیے یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: کہ ''یہ وہ لوگ ہیں جو محض رحمتِ الٰہی کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں، نہ ان کے آپس میں رشتہ ہے، نہ مال کا لینا دینا ہے۔ خدا کی قسم! ان کے چہرے نور ہیں اور وہ خود نور پر ہیں ان کو خوف نہیں، جبکہ لوگ خوف میں ہوں گے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، جب دوسرے غم میں ہوں گے۔'' اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ آیت پڑھی۔

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۚ ﴾

''اللہ (عزوجل) کے اولیا پر نہ خوف ہے، نہ وہ غم کریں گے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب البيوع، باب في الرهن، الحديث: ٣٥٢٧، ص١٤٨٥.

حدیث ۹: ایمان کی چیزوں میں سب میں مضبوط اللہ (عزوجل) کے بارے میں موالاۃ ہے اور اللہ (عزوجل) کے لیے محبت کرنا اور بغض رکھنا۔ "كنز العمال"، كتاب الصحبة، رقم: ٢٤٦٥٢، ج٩، ص٤.

حدیث ۱۰: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب سے زیادہ پسند کون سا عمل ہے؟ کسی نے کہا، نماز و زکاۃ اور کسی نے کہا جہاد۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''سب سے زیادہ اللہ (عزوجل) کو پیارا، اللہ (عزوجل) کے لیے دوستی اور بغض رکھنا ہے۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسندالانصار، حديث أبي ذر الغفارى، الحديث: ٢١٣٦١، ج٨، ص٦٨.

حدیث ۱۱: جب کسی نے کسی سے اللہ (عزوجل) کے لیے محبت کی تو اس نے رب عزوجل کا اکرام کیا۔ "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حديث أبي امامة الباهلى، الحديث: ٢٢٢٩٢، ج٨، ص٢٨٩.

حدیث ۱۲: دو شخصوں نے اللہ (عزوجل) کے لیے باہم محبت کی اور ایک مشرق میں ہے، دوسرا مغرب میں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع کردے گا اور فرمائے گا: ''یہی وہ ہے جس سے تو نے میرے لیے محبت کی تھی۔'' "شعب الإيمان"، باب في مقاربة و موادة اهل الدين، فصل في المصافحة... إلخ، الحديث: ٩٠٢٢، ج٦، ص٤٩٢.

حدیث ۱۳: جنت میں یاقوت کے ستون ہیں ان پر زبرجد کے بالاخانے ہیں، وہ ایسے روشن ہیں جیسے چمکدار ستارے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان میں کون رہے گا؟ فرمایا: ''وہ لوگ جو اللہ (عزوجل) کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں، ایک جگہ بیٹھتے ہیں، آپس میں ملتے ہیں۔'' "شعب الإيمان"، باب في مقاربة و موادة اهل الدين، فصل في المصافحة... إلخ، الحديث: ٩٠٠٢، ج٦، ص٤٨٧.

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

حدیث ١٤: اللہ (عزوجل) کے لیے محبت رکھنے والے عرش کے گرد یاقوت کی کرسی پر ہوں گے۔ "المعجم الكبير"، الحديث: ٣٩٧٣، ج٤، ص١٥٠.

حدیث ١٥: جو کسی سے اللہ (عزوجل) کے لیے محبت رکھے، اللہ (عزوجل) کے لیے دشمنی رکھے اور اللہ (عزوجل) کے لیے دے اور اللہ (عزوجل) کے لیے منع کرے، اس نے اپنا ایمان کامل کرلیا۔ "سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان و نقصانه، الحديث: ٤٦٨١، ص١٥٦٧.

حدیث ١٦: دو شخص جب اللہ (عزوجل) کے لیے باہم محبت رکھتے ہیں، ان کے درمیان میں جدائی اس وقت ہوتی ہے کہ ان میں سے ایک نے کوئی گناہ کیا۔ "الادب المفرد" للبخاري، باب هجرة المسلم، الحديث: ٤٠٦، ص١٢١. یعنی اللہ (عزوجل) کے لیے جو محبت ہو اس کی پہچان یہ ہے کہ اگر ایک نے گناہ کیا تو دوسرا اس سے جدا ہو جائے۔

حدیث ١٧: اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی، کہ فلاں زاہد سے کہہ دو کہ تمہارا زہد اور دنیا میں بے رغبتی اپنے نفس کی راحت ہے اور سب سے جدا ہو کر مجھ سے تعلق رکھنا یہ تمھاری عزت ہے، جو کچھ تم پر میرا حق ہے اُس کے مقابل کیا عمل کیا۔ عرض کرے گا، اے رب! وہ کون سا عمل ہے؟ ارشاد ہوگا: ''کیا تم نے میری وجہ سے کسی سے دشمنی کی اور میرے بارے میں کسی ولی سے دوستی کی۔''

"كنزالعمال"، كتاب الصحبة، رقم: ٢٤٦٥٣، ج٩، ص٤. و "حلية الاولياء"، رقم: ١٥٣٨٤، ج١٠، ص٣٣٧.

حدیث ١٨: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔ "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٨٠٣٤، ج٣، ص١٦٨ ـ ١٦٩.

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ١٩: جب ایک شخص دوسرے سے بھائی چارہ کرے تو اس کا نام اور اس کے باپ کا نام پوچھ لے اور یہ کہ وہ کس قبیلہ سے ہے کہ اس سے محبت زیادہ پائیدار ہوگی۔ "جامع الترمذي"، ابواب الزهد، باب ماجاء في اعلام الحب، الحديث: ٢٣٩٢، ص١٨٩٢.

حدیث ٢٠: جب ایک شخص دوسرے سے محبت رکھے تو اسے خبر کردے کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب الرجل يحب الرجل على خيريراه، الحديث: ٥١٢٤، ص١٥٩٨.

حدیث ٢١: ایک شخص نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں عرض کی، کہ میں اس شخص سے اللہ (عزوجل) کے واسطے محبت رکھتا ہوں ارشاد فرمایا: تم نے اس کو اطلاع دیدی ہے۔ عرض کی نہیں، ارشاد فرمایا: اٹھو! اس کو اطلاع دے دو۔ اس نے جا کر خبردار کیا، اس نے کہا جس کے لیے تو مجھ سے محبت رکھتا ہے، وہ تجھے محبوب بنالے۔ واپس آکر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کہہ سنایا، ارشاد فرمایا: اس نے کیا کہا؟ جو اس نے کہا تھا کہہ سنایا۔ فرمایا: '' تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو نے محبت کی اور تیرے لیے وہ ہے جو تو نے قصد کیا ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في مقاربة و موادة... إلخ، فصل في المصافحة... إلخ، الحديث: ٩٠١١، ج٦، ص٤٨٩.

حدیث ٢٢: دوست سے تھوڑی دوستی کرعجب نہیں کہ کسی دن وہ تیرا دشمن ہو جائے اور دشمن سے دشمنی تھوڑی کر دور نہیں کہ وہ کسی روز تیرا دوست ہو جائے۔ "جامع الترمذي"، ابواب البر والصلة، باب ماجاء في الاقتصاد... إلخ، الحديث: ١٩٩٧، ص١٨٥٢.

حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا

حدیث ۱: صحیح بخاری ومسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

''پانچ چیزیں فطرت سے ہیں، یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام کی سنت سے ہیں۔

ختنہ کرنا اور

موئے زیرِناف مونڈنا اور

مونچھیں کم کرنا اور

ناخن ترشوانا اور

بغل کے بال اکھیڑنا۔'' ''صحیح مسلم''، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، الحديث: ٥٩٨، ص٧٢٣.

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں لٹکاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔'' ''صحيح مسلم''، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، الحديث: ٦٠٣، ص٧٢٣.

حدیث ۳: صحیح بخاری ومسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو زیادہ کرو اور مونچھوں کو خوب کم کرو۔'' ''صحيح البخاري''، كتاب اللباس، باب تقليم الأظفار، الحديث: ٥٨٩٢، ص٥٠١.

حدیث ٤: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مونچھ کو کم کرتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلاۃ والسلام بھی یہی کرتے تھے۔'' ''جامع الترمذي''، أبواب الادب، باب ماجاء في قص الشارب، الحديث: ٢٧٦٠، ص١٩٢٩.

www.dawateislami.net

حدیث ۵: امام احمد و ترمذی ونسائی نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مونچھ سے نہیں لے گا، وہ ہم میں سے نہیں۔'' ''جامع الترمذي''، أبواب الادب، باب ماجاء في قص الشارب، الحديث: ٢٧٦١، ص١٩٢٩.

یعنی ہمارے طریقہ کے خلاف ہے۔

حدیث ٦: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو موئے زیرِناف کو نہ مونڈے اور ناخن نہ تراشے اور مونچھ نہ کاٹے، وہ ہم میں سے نہیں۔'' لم نجد الحديث في صحيح مسلم. ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، حديث رجل من بني غفار رضی الله عنه، الحديث: ٢٣٥٣٩، ج٩، ١٢٥.

حدیث ۷: ترمذی نے بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داڑھی کی چوڑائی اور لمبائی سے کچھ لیا کرتے تھے۔'' ''جامع الترمذي''، أبواب الادب، باب ماجاء في الأخذ من اللحية، الحديث: ٢٧٦٢، ص١٩٣٠.

حدیث ۸: صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ مونچھیں اور ناخن ترشوانے اور بغل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیرِناف مونڈنے میں ہمارے لیے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔ ''صحيح مسلم''، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، الحديث: ٥٩٩، ص٧٢٣. یعنی چالیس دن کے اندر ان کاموں کو ضرور کرلیں۔

حدیث ۹: ابوداود نے بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سفید بال نہ اکھاڑو کیونکہ وہ مسلم کا نور ہے، جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے نیکی لکھے گا اور خطا مٹادے گا اور درجہ بلند کرے گا۔'' "شرح السنة" للبغوي، كتاب اللباس، باب النهي عن نتف الشيب، الحديث: ٣٠٧٤، ج٦، ص ٢١١.

حدیث ۱۰: ترمذی ونسائی نے کعب بن مرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اسلام میں بوڑھا ہوا، یہ بڑھاپا اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔'' "جامع الترمذي"، أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل من شاب شيبة في سبيل الله، الحديث: ١٦٣٤، ص١٨١٩.

حدیث ۱۱: امام مالک نے روایت کی، سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے مہمانوں کی ضیافت کی اور سب سے پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے مونچھ کے بال تراشے اور سب سے پہلے سفید بال دیکھا۔ عرض کی، اے رب! یہ کیا ہے؟ پروردگار تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''اے ابراہیم! یہ وقار ہے۔'' عرض کی، اے میرے رب! میرا وقار زیادہ کر۔ "الموطأ"، كتاب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في السنة في الفطرة، الحديث: ١٧٥٦، ج٢، ص ٤١٥.

حدیث ۱۲: دیلمی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص قصداً سفید بال اکھاڑے گا، قیامت کے دن وہ نیزہ ہوجائے گا، جس سے اس کو بھونکا جائے گا۔'' "كنز العمال"، كتاب الزينة والتجمل، رقم: ١٧٢٧٦، ج٦، ص ٢٨١.

حدیث ۱۳: طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجامت کے سوا گردن کے بال مونڈانے سے منع فرمایا۔'' "الجامع الصغير" للسيوطي، حرف النون، الحديث: ٩٤٦٢، ص ٥٦٣.

www.dawateislami.net

حدیث ۱۴: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا۔ نافع سے پوچھا گیا، قزع کیا چیز ہے؟ نافع نے کہا، بچہ کا سر کچھ مونڈ دیا جائے، کچھ متعدد جگہ چھوڑ دیا جائے۔ "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب كراهة القزع، الحديث: ٥٥٥٩، ص١٠٥٧.

حدیث ۱۵: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بچہ کو دیکھا، کہ اس کا سر کچھ مونڈا ہوا ہے اور کچھ چھوڑ دیا گیا ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے لوگوں کو اس سے منع کیا اور یہ فرمایا: کہ ''کل مونڈ دو یا کل چھوڑ دو۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في الصبي له ذؤابة، الحديث: ٤١٩٥، ص١٥٢٨.

حدیث ۱۶: ابوداود ونسائی نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ جب حضرت جعفر شہید ہوئے تین دن تک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ان کی آل سے کچھ نہیں فرمایا، پھر تشریف لائے اور یہ فرمایا: کہ آج کے بعد سے میرے بھائی (جعفر) پر نہ رونا، پھر فرمایا: کہ میرے بھائی کے بچوں کو بلاؤ۔ کہتے ہیں کہ ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں پیش کیے گئے، فرمایا: حجام کو بلاؤ، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہمارے سر مونڈا دیے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في حلق الرأس، الحديث: ٤١٩٢، ص١٥٢٨.

حدیث ۱۷: ابوداود نے ابن الحنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خریم اسدی بہت اچھا شخص ہے اگر اس کے سر کے بال بڑے نہ ہوتے اور تہبند نیچا نہ ہوتا۔ جب یہ خبر خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو چھری لے کر

بال کاٹ ڈالے اور کانوں تک کرلیے اور تہبند کو آدھی پنڈلی تک اونچا کرلیا۔ "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب ماجاء في إسبال الإزار، الحديث: ٤٠٨٩، ص ١٥٢١.

حدیث ۱۸: ابوداود نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میرے گیسو تھے۔ میری ماں نے کہا، کہ ان کو نہیں کٹواؤں گی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں پکڑتے اور کھینچتے تھے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب ماجاء في الرخصة، الحديث: ٤١٩٦، ص ١٥٢٨. یعنی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا دست اقدس ان بالوں کو لگا ہے اس وجہ سے بقصد تبرک چھوڑ رکھے تھے، کٹواتی نہ تھیں۔

حدیث ۱۹: نسائی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کو سر مونڈانے سے منع فرمایا ہے۔ "سنن النسائي"، كتاب الزينة من السنن، باب النهى عن حلق المرأة رأسها، الحديث: ٥٠٥٢، ص ٢٤١٣.

حدیث ۲۰: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس چیز کے متعلق کوئی حکم نہ ہوتا اس میں اہلِ کتاب کی موافقت پسند تھی (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ جو کچھ کرتے ہوں وہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہو) اور اہلِ کتاب بال سیدھے رکھتے تھے اور مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے، لہٰذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بال سیدھے رکھے یعنی مانگ نہیں نکالی پھر بعد میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مانگ نکالی۔ "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب الفرق، الحديث: ٥٩١٧، ص ٥٠٢ (اس سے معلوم ہوا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اس معاملے میں اہلِ کتاب کی مخالفت کا حکم ہوا۔)

مسائل فقہیہ

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

جمعہ کے دن ناخن ترشوانا مستحب ہے، ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کرے کہ ناخن بڑا ہونا اچھا نہیں کیونکہ ناخنوں کا بڑا ہونا تنگیٔ رزق کا سبب ہے۔ ایک حدیث ضعیف میں ہے، کہ حضور اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جمعہ کے دن نماز کے لیے جانے سے پہلے مونچھیں کترواتے اور ناخن ترشواتے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے، کہ جو جمعہ کے دن ناخن ترشوائے، اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور تین دن زائد یعنی دس دن تک۔

ایک حدیث میں ہے، جو ہفتہ کے دن ناخن ترشوائے، اُس سے بیماری نکل جائے گی اور شفا داخل ہوگی اور جو اتوار کے دن ترشوائے فاقہ نکلے گا اور تونگری آئے گی اور جو پیر کے دن ترشوائے جنون جائے گا اور صحت آئے گی اور جو منگل کے دن ترشوائے مرض جائے گا اور شفا آئے گی اور جو بدھ کے دن ترشوائے وسواس وخوف نکلے گا اور امن وشفا آئے گی (اعلیٰ حضرت سے اس طرح کا سوال کیا گیا کہ ایک حدیث میں بدھ کے دن ناخن کاٹنے کی ممانعت آئی اور دوسری حدیث میں بدھ کے دن ناخن کاٹنے کی فضیلت آئی ان دونوں روایتوں میں تطبیق یا ترجیح کی کیا صورت ہے اور بدھ کے دن ناخن تراشنا کیسا ہوگا؟ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت، امامِ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: '' ناخن کاٹنے سے متعلق کسی دن کوئی ممانعت نہیں، اس لیے کہ دن کی تعیین میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں، البتہ بعض ضعیف حدیثوں میں بدھ کے دن ناخن کاٹنے کی ممانعت ہے، لہٰذا اگر بدھ کا دن وجوب کا دن آجائے، مثلاً انتالیس دن سے نہیں تراشے تھے، آج بدھ کو چالیسواں دن ہے، اگر آج نہیں تراشتا تو چالیس دن سے زائد ہوجائیں گے، تو اس پر واجب ہوگا کہ بدھ کے دن تراشے اس لیے کہ چالیس دن سے زائد ناخن رکھنا ناجائز ومکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر مذکورہ صورت نہ ہو تو بدھ کے علاوہ کسی اور دن تراشنا مناسب کہ جانب منع کو ترجیح رہتی ہے۔'') "فتاوی رضويه" ج ٢٢، ص ٦٨٥، ملخصاً

اور جو جمعرات کے دن ترشوائے جذام جائے اور عافیت آئے اور جو جمعہ کے دن ترشوائے رحمت آئے گی اور گناہ جائیں گے۔ یہ حدیثیں اگرچہ ضعیف ہیں، مگر فضائل میں قابلِ اعتبار ہیں۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۶۸.

مسئلہ ۱: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ منقول ہے کہ پہلے داہنے ہاتھ کے ناخنوں کو اس طرح ترشوائے، سب سے پہلے چھنگلیا پھر بیچ والی پھر انگوٹھا پھر منجھلی پھر کلمہ کی انگلی اور بائیں ہاتھ میں پہلے انگوٹھا پھر بیچ والی پھر چھنگلیا پھر کلمہ کی انگلی پھر منجھلی یعنی دہنے ہاتھ میں چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھے سے اور ایک انگلی چھوڑ کر اور بعض میں دو چھوڑ کر کٹوائے۔ ایک روایت میں آیا ہے، کہ "اس طرح کرنے سے کبھی آشوب چشم نہیں ہوگا۔" (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۶۹.

مسئلہ ۲: ناخن تراشنے کی یہ ترتیب جو مذکور ہوئی اس میں کچھ پیچیدگی ہے، خصوصاً عوام کو اس کی نگہداشت دشوار ہے لہٰذا ایک دوسرا طریقہ ہے جو آسان ہے اور وہ بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے، وہ یہ ہے کہ دہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا پر ختم کرے پھر بائیں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے۔ اس کے بعد دہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن ترشوائے، اس صورت میں دہنے ہی ہاتھ سے شروع ہوا اور دہنے پر ختم بھی ہوا۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۰. اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کا بھی یہی معمول تھا اور یہ فقیر بھی اسی پر عمل کرتا ہے۔

مسئلہ ۳: پاؤں کے ناخن ترشوانے میں کوئی ترتیب منقول نہیں، بہتر یہ ہے کہ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کی جو ترتیب ہے اسی ترتیب سے ناخن ترشوائے یعنی دہنے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیا پر ختم کرے۔ (درمختار) المرجع السابق، ص۶۷۰.

مسئلہ ٤: دانت سے ناخن نہ کھٹکنا چاہیے کہ مکروہ ہے اور اس میں مرض برص معاذ اللہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ (عالمگیری)

"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۸.

مسئلہ ۵: مجاہد جب دارالحرب میں ہوں تو ان کے لیے مستحب یہ ہے کہ ناخن اور مونچھیں بڑی رکھیں کہ ان کی یہ شکل مہیب دیکھ کر کفار پر رعب طاری ہو۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۶۸.

مسئلہ ٦: ہر جمعہ کو اگر ناخن نہ ترشوائے تو پندرھویں دن ترشوائے اور اس کی انتہائی مدت چالیس دن ہے اس کے بعد نہ ترشوانا ممنوع ہے۔ یہی حکم مونچھیں ترشوانے اور موئے زیر ناف دور کرنے اور بغل کے بال صاف کرنے کا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ ہونا منع ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہتے ہیں کہ "ناخن ترشوانے اور مونچھ کاٹنے اور بغل کے بال لینے میں ہمارے لیے یہ میعاد مقرر کی گئی تھی کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑ رکھیں۔" انظر: "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، الحديث: ۵۹۹، ص۷۲۳.

مسئلہ ۷: موئے زیر ناف دور کرنا سنت ہے۔ ہر ہفتہ میں نہانا، بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور موئے زیر ناف دور کرنا مستحب ہے اور بہتر جمعہ کا دن ہے اور پندرھویں روز کرنا بھی جائز ہے اور چالیس روز سے زائد گزار دینا مکروہ و ممنوع۔ موئے زیر ناف استرے سے مونڈنا چاہیے اور اس کو ناف کے نیچے سے شروع کرنا چاہیے اور اگر مونڈنے کی جگہ ہرتال چونا یا اس زمانہ میں بال اڑانے کا صابون چلا

ہے،اس سے دور کرے یہ بھی جائز ہے،عورت کو یہ بال اکھیڑ ڈالنا سنت ہے۔(درمختار، عالمگیری)"الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص ٦٧١. و "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٧ ـ ٣٥٨.

مسئلہ ۸: بغل کے بالوں کا اکھاڑنا سنت ہے اور مونڈنا بھی جائز ہے۔(ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص ٦٧٠.

مسئلہ ۹: بہتر یہ ہے کہ گلے کے بال نہ مونڈائے انھیں چھوڑ رکھے۔(ردالمحتار)المرجع السابق.

مسئلہ ۱۰: ناک کے بال نہ اکھاڑے کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہونے کا ڈر ہے۔(عالمگیری)"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٨.

مسئلہ ۱۱: جنابت کی حالت میں نہ بال مونڈائے اور نہ ناخن ترشوائے کہ یہ مکروہ ہے۔(عالمگیری)المرجع السابق، ص٣٥٨.

مسئلہ ۱۲: بھوں کے بال اگر بڑے ہوگئے تو ان کو ترشوا سکتے ہیں، چہرہ کے بال لینا بھی جائز ہے جس کو خط بنوانا کہتے ہیں، سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کتروانا اچھا نہیں، ہاتھ، پاؤں، پیٹ پر سے بال دور کرسکتے ہیں۔(ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص ٦٧٠. وغيره

مسئلہ ۱۳: بچی (یعنی وہ چند بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتے ہیں۔) کے اغل بغل (آس پاس۔) کے بال مونڈانا یا اکھیڑنا بدعت ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٨.

مسئلہ ۱۴: مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہوجائیں یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصہ سے نہ لٹکیں اور ایک روایت میں مونڈانا آیا ہے۔(درمختار، ردالمحتار)"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص ٦٧١.

مسئلہ ۱۵: مونچھوں کے دونوں کناروں کے بال بڑے بڑے ہوں تو حرج نہیں بعض سلف کی مونچھیں اس قسم کی تھیں۔ (عالمگیری)"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٨.

مسئلہ ۱۶: داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین سے ہے۔مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے، ہاں ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اس کو کٹوا سکتے ہیں۔(درمختار)"الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص ٦٧١. وغيره

مسئلہ ۱۷: داڑھی چڑھانا یا اس میں گرہ لگانا جس طرح سکھ وغیرہ کرتے ہیں ناجائز ہے، اس زمانہ میں داڑھی مونچھ میں طرح طرح کی تراش خراش کی جاتی ہے، بعض داڑھی مونچھ کا بالکل صفایا کرادیتے ہیں، بعض لوگ مونچھوں کی دونوں جانب مونڈ کر بیچ میں ذرا سی باقی رکھتے ہیں جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ناک کے نیچے دو مکھیاں بیٹھی ہیں، کسی کی داڑھی فرنچ کٹ اور کسی کی کرزن فیشن ہوتی ہے، یہ جو کچھ ہو رہا ہے سب نصاریٰ کے اتباع و تقلید میں ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کے جذبات ایمانی اتنے زیادہ کمزور ہوگئے کہ وہ اپنے وقار و شعار کو کھوتے ہوئے چلے جاتے ہیں ان کو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ہم کیا تھے اور کیا ہوگئے جب ان کی بے حسی اس درجہ بڑھ گئی اور حمیت و غیرت ایمانی یہاں تک کم ہوگئی کہ دوسری قوموں میں جذب ہوتے جاتے ہیں، پامردی اور استقلال کے ساتھ اسلامی روایات و احکام کی پابندی نہیں کرتے تو ان سے کیا امید ہوسکتی ہے کہ اسلامی احکام کا احترام کرائیں گے اور حقوق مسلمین کی حفاظت کریں گے۔ مسلم کے ہر فرد کو تعلیمات اسلام کا مجسمہ ہونا چاہیے اخلاق سلف صالحین کا نمونہ ہونا چاہیے اسلامی شعار کی حفاظت کرنی

چاہیے تاکہ دوسری قوموں پر اس کا اثر پڑے۔

مسئلہ ۱۸: بعض داڑھی منڈے یہاں تک بے باک ہوتے ہیں کہ وہ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں، شریعت کے مطابق داڑھی رکھنے پر پھبتیاں کستے ہیں۔ داڑھی مونڈانا حرام تھا، گناہ تھا مگر یہ تو سوچو یہ تم نے کس چیز کا مذاق اوڑایا کس کی توہین وتذلیل کی۔ اسلام کی ہر بات اٹل ہے اور اس کے تمام اصول وفروع مضبوط ہیں ان میں کسی بات کو برا بتانا اسلام کو عیب لگانا ہے تم خود سوچو تو جو کچھ اس کا نتیجہ ہے، وہ تم پر واضح ہوجائے گا کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔

مسئلہ ۱۹: مرد کو اختیار ہے کہ سر کے بال منڈائے یا بڑھائے اور مانگ نکالے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۲. حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دونوں چیزیں ثابت ہیں۔ اگرچہ منڈانا صرف احرام سے باہر ہونے کے وقت ثابت ہے۔ دیگر اوقات میں مونڈانا ثابت نہیں۔ "جمع الوسائل في شرح الشمائل" للقاری، باب ماجاء في شعر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص۹۹. ہاں بعض صحابہ سے مونڈانا ثابت ہے مثلاً حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطورِ عادت مونڈایا کرتے تھے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، الحديث: ۲۴۹، ص۱۲۴۰. حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کبھی نصف کان تک "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب ما جاء في الشعر، الحديث: ۴۱۸۶، ص۱۵۲۷. کبھی کان کی لو تک انظر: "صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۳۵۵۱، ص۲۸۹ ہوتے اور جب بڑھ جاتے تو شانۂ مبارک سے چھو جاتے۔ انظر: "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب الجعد، الحديث: ۵۹۰۴، ص۵۰۲. اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بیچ سر میں مانگ نکالتے۔ انظر: "صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ۳۵۵۸، ص۲۸۹.

مسئلہ ۲۰: مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے، بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں بڑھا لیتے ہیں جو اُن کے سینہ پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندتے ہیں یا جوڑے بنا لیتے ہیں یہ سب ناجائز کام اور خلاف شرع ہیں۔ تصوف بالوں کے بڑھانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری پیروی کرنے اور خواہشات نفس کو مٹانے کا نام ہے۔

مسئلہ ۲۱: سپید بالوں کو اوکھاڑنا یا قینچی سے چن کر نکلوانا مکروہ ہے، ہاں مجاہد اگر اس نیت سے ایسا کرے کہ کفار پر اس کا رعب طاری ہو تو جائز ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب العشرون في الزينة، ج۵، ص۳۵۹.

مسئلہ ۲۲: بیچ سر کو مونڈا دینا اور باقی جگہ کو چھوڑ دینا جیسا کہ ایک زمانہ میں پان بنوانے کا رواج تھا یہ جائز ہے اور حدیث میں جو قزع کی ممانعت آئی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ متعدد جگہ سر کے بال مونڈنا اور جگہ جگہ باقی چھوڑنا، جس کو گل بنانا کہتے ہیں۔ (عالمگیری، ردالمحتار) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۷. و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۷۲. بخاری شریف سے بھی یہی ظاہر ہے۔ انظر: "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب القزع، الحديث: ۵۹۲۰، ص۵۰۳. پان بنوانے کو قزع سمجھنا غلطی ہے، ہاں بہتر یہی ہے کہ سر کے بال مونڈائے تو کل مونڈا ڈالے یہ نہیں کہ کچھ مونڈے جائیں اور کچھ چھوڑ دیے جائیں۔

مسئلہ ۲۳: بعض دیہاتیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ پیشانی کو خط کی طرح بنواتے ہیں اور دونوں جانب نوکیں نکلواتے ہیں یا اور طرح سے بنواتے ہیں یہ سنت اور سلف کے طریقہ کے خلاف ہے، ایسا نہ کریں۔

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

مسئلہ ۲۴: گردن کے بال مونڈنا مکروہ ہے۔(عالمگیری)"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٧.
یعنی جب سر کے بال نہ مونڈائیں صرف گردن ہی کے مونڈائیں، جیسا کہ بہت سے لوگ خط بنوانے میں گردن کے بال بھی مونڈاتے ہیں اوراگر پورے سر کے بال مونڈادیے تو اس کے ساتھ گردن کے بال بھی مونڈادیے جائیں۔

مسئلہ ۲۵: آج کل سر پر پٹھا رکھنے کا رواج بہت زیادہ ہوگیا ہے کہ سب طرف سے بال نہایت چھوٹے اور بیچ میں بڑے بال ہوتے ہیں، یہ بھی نصاریٰ کی تقلید میں ہے اور ناجائز ہے پھران بالوں میں بعض داہنے یا بائیں جانب مانگ نکالتے ہیں یہ بھی سنت کے خلاف ہے، سنت یہ ہے کہ بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے اور بعض مانگ نہیں نکالتے سیدھے رکھتے ہیں یہ بھی سنت منسوخہ اور یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔

مسئلہ ۲۶: ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نہ پورے بال رکھتے ہیں نہ مونڈاتے ہیں بلکہ قینچی یا مشین سے بال کترواتے ہیں یہ ناجائز نہیں مگر افضل وبہتر وہی ہے کہ مونڈائے یا بال رکھے۔

مسئلہ ۲۷: عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اس زمانہ میں نصرانی عورتوں نے کٹوانے شروع کردیے ناجائز و گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہگار ہوگی کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائے گا۔(درمختار)"الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧١. سنا ہے کہ بعض مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی بلا آگئی ہے، ایسی پرقینچ عورتیں دیکھنے میں لونڈا معلوم ہوتی ہیں۔
اور حدیث میں فرمایا: کہ''جو عورت مردانہ ہیأت میں ہو، اس پر اللہ (عزوجل) کی لعنت ہے۔'' جب بال کٹوانا عورت کے لیے ناجائز ہے تو مونڈانا بدرجۂ اولیٰ ناجائز کہ یہ بھی ہندوستان کے مشرکین کا طریقہ ہے کہ جب ان کے یہاں کوئی مرجاتا ہے یا تیرتھ کو جاتی ہیں تو بال مونڈادیتی ہیں۔

مسئلہ ۲۸: ترشوانے یا مونڈانے میں جو بال نکلے انھیں دفن کردے، اسی طرح ناخن کا تراشہ پاخانہ یا غسل خانہ میں انھیں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔(عالمگیری)"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٨. موئے زیرناف کا ایسی جگہ ڈال دینا کہ دوسروں کی نظر پڑے ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲۹: چار چیزوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ دفن کردی جائیں، بال، ناخن، حیض کا لتا (یعنی وہ کپڑا جس سے عورت حیض کا خون صاف کرے۔)، خون۔(عالمگیری)"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٨.

مسئلہ ۳۰: سر میں جوئیں بھری ہیں اور بال مونڈادیے، انھیں دفن کردے۔(عالمگیری)المرجع السابق.

مسئلہ ۳۱: مجنونہ کے سر میں بیماری ہوگئی مثلاً کثرت سے جوئیں پڑگئیں اور اس کا کوئی ولی نہیں تو اگر کسی نے اس کا سر مونڈادیا اس نے احسان کیا، مگر اس کے سر میں کچھ بال چھوڑ دے تاکہ معلوم ہوسکے کہ عورت ہے۔(عالمگیری)"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٨.

مسئلہ ۳۲: سپید بال اکھیڑنے میں حرج نہیں جبکہ بقصد زینت ایسا نہ کرے۔(درمختار، ردالمحتار)"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧١ اور ظاہر یہی ہے کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ زینت ہی کے ارادہ سے کرتے ہیں تاکہ یہ سپیدی دوسروں پر ظاہر نہ ہو اور جوان معلوم ہوں، اسی وجہ سے حدیث میں اس سے ممانعت آئی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ داڑھی میں اس قسم کا

تصرف زیادہ ممنوع ہوگا۔

ختنہ کا بیان

ختنہ سنت ہے اور یہ شعار اسلام میں ہے کہ مسلم وغیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لیے عرف عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔

صحیح بخاری ومسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنا ختنہ کیا، اس وقت ان کی عمر شریف اسّی ۸۰ برس کی تھی۔'' "صحيح البخاري"، كتاب احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى واتخذ الله ابراهيم خليلاً... إلخ، الحديث: ٣٣٥٦، ص ٢٧٢.

مسئلہ ۱: ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علما نے یہ فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٧.

مسئلہ ۲: لڑکے کی ختنہ کرائی گئی مگر پوری کھال نہیں کٹی، اگر نصف سے زائد کٹ گئی ہے تو ختنہ ہوگئی باقی کو کاٹنا ضروری نہیں اور اگر نصف یا نصف سے زائد باقی رہ گئی تو نہیں ہوئی یعنی پھر سے ہونی چاہیے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۳: بچہ پیدا ہی ایسا ہوا کہ ختنہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے وہ اس میں نہیں ہے تو ختنہ کی حاجت نہیں اور اگر کچھ کھال ہے جس کو کھینچا جاسکتا ہے مگر اسے سخت تکلیف ہوگی اور حشفہ (سپاری) ظاہر ہے تو حجاموں کو دکھایا جائے، اگر وہ کہہ دیں کہ نہیں ہوسکتی تو چھوڑ دیا جائے، بچہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ دی جائے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ٤: سنا جاتا ہے کہ جس بچہ میں پیدائشی ختنہ کی کھال نہیں ہوتی، اس کے باپ وغیرہ اولیا اس رسم کی ادا کے لیے اعزہ اقربا کو بلاتے ہیں اور ختنہ کے قائم مقام پان کی گلوری کاٹی جاتی ہے گویا اس سے ختنہ کی رسم ادا کی گئی۔ یہ ایک لغو حرکت ہے جس کا کچھ محصل و فائدہ نہیں۔

www.dawateislami.net

مسئلہ ۵: بوڑھا آدمی مشرف باسلام ہوا جس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں۔ بالغ شخص مشرف با سلام ہوا، اگر وہ خود ہی اپنی مسلمانی کرسکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے کرلے ورنہ نہیں، ہاں اگر ممکن ہو کہ کوئی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہو، اس سے نکاح کرے، تو نکاح کرکے اس سے ختنہ کرالے۔ (عالمگیری) ''الفتاوی الہندیۃ''، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع عشر في الختان، ج۵، ص۳۵۷۔ (بالغ کے ختنہ کے بارے میں کیے گئے سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت، امامِ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **''فتاویٰ رضویہ''** جلد 22 صفحہ 593 پر فرماتے ہیں: ہاں اگر خود کرسکتا ہو تو آپ اپنے ہاتھ سے کر لے یا کوئی عورت جو اس کام کو کرسکتی ہو، ممکن ہو تو اس سے نکاح کرادیا جائے وہ ختنہ کردے، اس کے بعد چاہے تو اسے چھوڑ دے یا کوئی کنیز شرعی واقف ہو تو وہ خرید دی جائے۔ اور اگر یہ تینوں صورتیں نہ ہوسکیں تو حجام ختنہ کردے کہ ایسی ضرورت کے لیے ستر دیکھنا دکھانا منع نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: امام کرخی نے جامع صغیر میں فرمایا: کہ بالغ آدمی کا ختنہ حمام والا کرے۔ (ت)

(الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٧.)

صدر الشریعہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی **''بہارِ شریعت''** حصہ 9، صفحہ 95 پر فرماتے ہیں: دوسرے کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا حرام، مگر بضرورت جائز، جیسے دائی اور ختنہ کرنے والے اور عمل دینے والے اور طبیب کو بوقت ضرورت اجازت ہے۔ (درمختار، بحر) (بہارِ شریعت، حدود کا بیان، زنا کی گواہی دے کر رجوع کرنا، حصہ۹، ص۹۵)

مسئلہ ٦: ختنہ ہوچکی ہے مگر وہ کھال پھر بڑھ گئی اور حشفہ کو چھپالیا تو دوبارہ ختنہ کی جائے اور اتنی زیادہ نہ بڑھی ہو تو نہیں۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٧.

مسئلہ ۷: ختنہ کرانا باپ کا کام ہے وہ نہ ہو تو اس کا وصی، اس کے بعد دادا پھر اس کے وصی کا مرتبہ ہے۔ ماموں اور چچا یا ان کے وصی کا یہ کام نہیں، ہاں اگر بچہ ان کی تربیت وعیال میں ہو تو کر سکتے ہیں۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۸: عورتوں کے کان چھدوانے میں حرج نہیں اور لڑکیوں کے کان چھدوانے میں بھی حرج نہیں، اس لیے کہ زمانۂ رسالت میں کان چھدتے تھے اور اس پر انکار نہیں ہوا۔ (عالمگیری) المرجع السابق. بلکہ کان چھدوانے کا سلسلہ اب تک برابر جاری ہے، صرف بعض لوگوں نے نصرانی عورتوں کی تقلید (تقلید: یعنی پیروی۔) میں موقوف کردیا (چھوڑ دیا۔) جن کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ ۹: انسان کو خصی کرنا حرام ہے، اسی طرح ہیجڑا کرنا بھی۔ گھوڑے کو خصی کرنے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ دوسرے جانوروں کے خصی کرنے میں اگر فائدہ ہو مثلاً اس کا گوشت اچھا ہوگا یا خصی نہ کرنے میں شرارت کرے گا، لوگوں کو ایذا پہنچائے گا، انھیں مصالح کی بنا پر بکرے اور بیل وغیرہ کو خصی کیا جاتا ہے یہ جائز ہے اور اگر منفعت یا دفع ضرر دونوں باتیں نہ ہوں تو خصی کرنا حرام ہے۔ (ہدایہ، عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، ج٥، ص٣٥٧.

مسئلہ ۱۰: جس غلام کو خصی کیا گیا ہو اس سے خدمت لینا ممنوع ہے، جیسا کہ امرا و سلاطین کے یہاں اس قسم کے لوگوں سے خدمت لی جاتی ہے جن کو خواجہ سرا کہتے ہیں، ان سے خدمت لینے میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ اس کی وجہ سے خصی کرنے کی جرأت کرتے اور اس حرام فعل کا ارتکاب کرتے ہیں اور اگر ایسے غلام سے کام ہی نہ لیا جائے تو خصی کرنے کا سلسلہ ہی منقطع ہوجائے گا۔ (ہدایہ) "الهداية"، كتاب الكراهية، مسائل متفرقه، ج٢، ص٣٨٠.

مسئلہ ۱۱: گھوڑی کو گدھے سے گابھن کرنا جس سے خچر پیدا ہوتا ہے اس میں حرج نہیں۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کا جانور بغلۂ بیضا تھا اور اگر یہ فعل ناجائز ہوتا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایسے جانور کو اپنی سواری میں نہ رکھتے۔ (ہدایہ) المرجع السابق.

بہارِ شریعت
حصہ 16
مفتی محمد امجد علی اعظمی
4921389-93/4126999
4125858
Web:www.dawateislami.net, Email:maktaba@dawateislami.net

زینت کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہتی ہیں: حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو میں نہایت عمدہ خوشبو لگاتی تھی، یہاں تک کہ اس کی چمک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سر مبارک اور داڑھی میں پاتی تھی۔ "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب الطيب في الرأس و اللحية، الحديث: ٥٩٢٣، ص٥٠٣.

حدیث ۲: صحیح مسلم میں نافع سے مروی، کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کبھی خالص عود (اگر) کی دھونی لیتے یعنی اس کے ساتھ کسی دوسری چیز کی آمیزش نہیں کرتے اور کبھی عود کے ساتھ کافور ملا کر دھونی لیتے اور یہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اسی طرح دھونی لیا کرتے تھے۔ "صحيح مسلم"،

حدیث ۳: ابوداود نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک قسم کی خوشبو تھی، جس کو استعمال فرمایا کرتے تھے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في استحباب الطيب، الحديث: ٤١٦٢، ص١٥٢٦

حدیث ٤: شرح سنہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی میں کنگھا کرتے۔ "شرح السنة"، كتاب اللباس، باب ترجيل الشعر... إلخ، الحديث: ٣٠٥٧، ج٦، ص٢٠١، ٢٠٢.

حدیث ۵: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے بال ہوں ان کا اکرام کرے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في اصلاح الشعر، الحديث: ٤١٦٣، ص١٥٢٦. یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے کنگھا کرے۔

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ٦: امام مالک نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میرے سر پر پورے بال تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، ان کو کنگھا کیا کروں؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''ہاں اور ان کا اکرام کرو۔'' لہٰذا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے فرمانے کی وجہ سے کبھی دن میں دو مرتبہ تیل لگایا کرتے۔ "الموطأ"، كتاب الشعر، باب اصلاح الشعر، الحديث: ١٨١٨، ج٢، ص٤٣٥.

حدیث ۷: ترمذی و ابوداود و نسائی نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روز روز کنگھا کرنے سے منع فرمایا۔'' "جامع الترمذي"، ابواب اللباس، باب ماجاء في النهى، عن الترجل الاغبار، الحديث: ١٧٥٦، ص١٨٣١. (یہ نہی تنزیہی ہے اور مقصد یہ ہے کہ مرد کو بناؤ سنگھار میں مشغول نہ رہنا چاہیے)

حدیث ۸: امام مالک نے عطاء بن یسار سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کی طرف اشارہ کیا، گویا بالوں کے درست کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ شخص درست کرکے واپس آیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شخص بالوں کو اس طرح بکھیر کر آتا ہے گویا وہ شیطان ہے۔'' "الموطأ"، كتاب الشعر، باب اصلاح الشعر، الحديث: ١٨١٩، ج٢، ص٤٣٥ ـ ٤٣٦.

حدیث ۹: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اثمد پتھر کا سرمہ لگاؤ کہ وہ نگاہ کو جِلا دیتا ہے اور پلک کے بال اگاتا ہے۔'' اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے یہاں سرمہ دانی تھی، جس سے ہر شب میں

سرمہ لگاتے تھے تین سلائیاں اس آنکھ میں اور تین اس میں۔ "جامع الترمذي"، ابواب اللباس، باب ماجاء في الاكتحال، الحديث: ١٧٥٧، ص١٨٣١.

حدیث ۱۰: ابوداود و نسائی نے کریمہ بنتِ ہمام سے روایت کی، کہتی ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منہدی لگانے کے متعلق پوچھا؟ انھوں نے فرمایا: کہ اس میں کچھ حرج نہیں، لیکن میں خود منہدی لگانے کو ناپسند کرتی ہوں کیونکہ میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی بو ناپسند تھی۔ "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في الخضاب للنساء، الحديث: ٤١٦٤، ص١٥٢٦.

حدیث ۱۱: ابوداود نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کی، یانبی اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے بیعت کرلیجیے۔ فرمایا: "میں تجھے بیعت نہ کروں گا، جب تک تو اپنی ہتھیلیوں کو نہ بدل دے۔ (یعنی منہدی لگا کر ان کا رنگ نہ بدل لے) تیرے ہاتھ گویا درندہ کے ہاتھ معلوم ہورہے ہیں۔" "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في الخضاب للنساء، الحديث: ٤١٦٥، ص١٥٢٦. (یعنی عورتوں کو چاہیے کہ ہاتھوں کو رنگین کرلیا کریں)۔

حدیث ۱۲: ابوداود و نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کتاب تھی، اس نے پردہ کے پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا یعنی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دینا چاہا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور یہ فرمایا: کہ معلوم نہیں مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے۔ اس نے کہا، عورت کا ہاتھ ہے۔ فرمایا: کہ "اگر عورت ہوتی تو ناخنوں کو منہدی سے رنگے ہوتی۔" "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في الخضاب للنساء، الحديث: ٤١٦٦، ص١٥٢٦.

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ۱۳: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک مخنث حاضر لایا گیا، جس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں منہدی سے رنگے تھے۔ ارشاد فرمایا: اس کا کیا حال ہے؟ (یعنی اس نے کیوں منہدی لگائی ہے) لوگوں نے عرض کی، یہ عورتوں سے تشبہ کرتا ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم فرمایا، اس کو شہر بدر کردیا گیا، مدینہ سے نکال کر نقیع کو بھیج دیا گیا۔ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب الحكم في المخنثين، الحديث: ٤٩٢٨، ص١٥٨٤.

حدیث ۱۴: ترمذی نے سعید بن المسیب سے روایت کی، کہتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) طیّب ہے۔ طیب یعنی خوشبو کو دوست رکھتا ہے، ستھرا ہے ستھرائی کو دوست رکھتا ہے، کریم ہے کرم کو دوست رکھتا ہے، جواد ہے جود کو دوست رکھتا ہے۔ لہٰذا اپنے صحن کو ستھرا رکھو، یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔ "جامع الترمذي"، ابواب الادب، باب ماجاء في النظافة، الحديث: ٢٧٩٩، ص١٩٣٢.

حدیث ۱۵: صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ برابر تکبّر ہوگا، جنّت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کی، کہ کسی کو یہ پسند ہوتا ہے کہ کپڑے اچھے ہوں، جوتے اچھے ہوں (یعنی یہ بات بھی تکبر ہے یا نہیں)؟ فرمایا: "اللہ (عزوجل) جمیل ہے جمال کو دوست رکھتا ہے۔ تکبر نام ہے حق سے سرکشی کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کا۔" "صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب تحريم الكبر و بيانه، الحديث: ٢٦٥، ص٦٩٣.

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے، تم ان کی مخالفت کرو۔" "صحيح البخاري"، كتاب احاديث الانبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل، الحديث: ٣٤٦٢، ص٢٨٢. یعنی خضاب کرو۔

حدیث ۱۷: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فتح مکہ کے دن ابوقحافہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد) لائے گئے اور ان کا سر اور داڑھی ثغامہ (یہ ایک گھاس ہے) کی طرح سفید تھی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو کسی چیز سے بدل دو (یعنی خضاب لگاؤ) اور سیاہی سے بچو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب اللباس... إلخ، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة... إلخ، الحديث: ٥٥٠٩، ص١٠٥٤. یعنی سیاہ خضاب نہ لگانا۔

حدیث ۱۸: ابوداود ونسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے، وہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب ماجاء في خضاب السواد، الحديث: ٤٢١٢، ص١٥٢٩. و "سنن النسائي"، كتاب الزينة من السنن، باب النهي عن الخضاب بالسواد، الحديث: ٥٠٧٨، ص٢٤١٤.

حدیث ۱۹: ترمذی وابوداود ونسائی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے، منہدی یا کتم ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب اللباس، باب ماجاء في الخضاب، الحديث: ١٧٥٣، ص١٨٣٠. یعنی منہدی لگائی جائے یا کتم۔

حدیث ۲۰: ابوداود نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص گزرا جس نے منہدی کا خضاب کیا تھا، ارشاد فرمایا: یہ خوب اچھا ہے۔ پھر ایک دوسرا شخص گزرا جس نے منہدی اور کتم کا خضاب کیا تھا، فرمایا: یہ اس سے بھی اچھا ہے۔ پھر ایک تیسرا شخص گزرا جس نے زرد خضاب کیا تھا، فرمایا: ''یہ ان سب سے اچھا ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في خضاب الصفرة، الحديث: ٤٢١١، ص١٥٢٩

www.dawateislami.net

حدیث ۲۱: ابن النجار نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''سب سے پہلے منہدی اور کتم کا خضاب ابراہیم علیہ السلام نے کیا اور سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے کیا۔'' "الفردوس بمأ ثور الخطاب"، الحديث: ٤٧، ج١، ص٣٥.

حدیث ۲۲: طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ مومن کا خضاب زردی ہے اور مسلم کا خضاب سرخی ہے اور کافر کا خضاب سیاہی ہے۔'' "المستدرك"، كتاب معرفة الصحابة، باب الصفرة خضاب المؤمن... إلخ، الحديث: ٦٢٩٦، ج٤، ص٦٧٥.

حدیث ۲۳: صحیح بخاری ومسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ (عزوجل) کی لعنت اس عورت پر جو بال ملائے یا دوسری سے بال ملوائے اور گودنے والی (گودنے والی: یعنی جسم میں سوئی وغیرہ چھید لگا کر اس میں سُرمہ یا سبزہ یا نیل بھرنے والی۔) اور گودوانے والی پر۔'' "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب وصل الشعر، الحديث: ٥٩٣٧، ص٥٠٤

حدیث ۲۴: صحیح بخاری ومسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، انھوں نے فرمایا: کہ اللہ (عزوجل) کی لعنت گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر اور بال نوچنے والیوں پر یعنی جو عورت بھوں کے بال نوچ کر ابرو کو خوبصورت بناتی ہے اس پر لعنت اور خوبصورتی کے لیے دانت ریتنے والیوں پر یعنی جو عورتیں دانتوں کو ریت کر خوبصورت بناتی ہیں اور اللہ (عزوجل) کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدل ڈالتی ہیں۔ ایک عورت نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہو کر یہ کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے فلاں

فلاں قسم کی عورتوں پر لعنت کی ہے، انھوں نے فرمایا: میں کیوں نہ لعنت کروں ان پر جن پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت کی اور اس پر جو کتاب اللہ میں (ملعون) ہے اس نے کہا میں نے کتاب اللہ پڑھی ہے مجھے تو اس میں یہ چیز نہیں ملی۔ فرمایا: تو نے (غور سے) پڑھا ہوتا تو ضرور اس کو پایا ہوتا کیا تو نے یہ نہیں پڑھا:

﴿ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ ﴾

''یعنی رسول جو کچھ تمھیں دیں اسے لو اور جس چیز سے منع کر دیں اس سے باز آجاؤ۔'' پ۲۸، الحشر: ۷

اس عورت نے کہا، ہاں یہ پڑھا ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد اس عورت نے یہ کہا کہ ان میں کی بعض باتیں تو آپ کی بی بی میں بھی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا اندر جا کر دیکھو وہ مکان میں گئی پھر آئی، تو آپ نے فرمایا کیا دیکھا؟ اس نے کہا کچھ نہیں دیکھا۔ عبداللہ نے فرمایا اگر اس میں یہ بات ہوتی تو میرے ساتھ نہیں رہتی۔ یعنی ایسی عورت میرے گھر میں نہیں رہ سکتی ہے۔ "صحيح مسلم"، كتاب اللباس، باب تحريم، فعل الواصلة و المستوصلة... إلخ، الحديث: ٥٥٧٣، ص١٠٥٨.

حدیث ۲۵: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ نظر بد حق ہے یعنی نظر لگنا صحیح ہے ایسا ہوتا ہے اور گودنے سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منع فرمایا۔ "صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب العين حق، الحديث: ٥٧٤٠، ص٤٩٠.

حدیث ۲۶: سنن ابوداود میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا، بال ملانے والی اور ملوانے والی اور ابرو کے بال نوچنے والی اور نوچوانے والی اور گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت ہے، جبکہ بیماری سے یہ نہ کیا ہو۔ "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في صلة الشعر، الحديث: ٤١٧٠، ص١٥٢٧.

www.dawateislami.net

حدیث ۲۷: ابوداود نے روایت کی، کہ جس سال معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حج کیا (مدینہ میں آئے) اور منبر پر چڑھ کر بالوں کا گچھا جو سپاہی کے ہاتھ میں تھا لے کر کہا اے اہلِ مدینہ تمھارے علما کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس سے منع فرماتے تھے یعنی چوٹی میں بال جوڑنے سے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ فرماتے تھے: کہ بنی اسرائیل اسی وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے یہ کرنا شروع کر دیا۔ "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في صلة الشعر، الحديث: ٤١٦٧، ص١٥٢٦

مسئلہ ۱: انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے یہ حرام ہے۔ حدیث میں اس پر لعنت آئی بلکہ اس پر بھی لعنت جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں ایسی چوٹی گوندھی اور اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اسی عورت کے ہیں جس کے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز اور اگر اون یا سیاہ تاگے کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی ممانعت نہیں۔ سیاہ کپڑے کا موباف (بالوں میں دھاگہ لگا کر انہیں دراز کرنا موباف کہلاتا ہے) بنانا جائز ہے اور کلاوہ میں تو اصلاً حرج نہیں کہ یہ بالکل ممتاز ہوتا ہے۔ اسی طرح گودنے والی اور گودوانے والی یا ریتی سے دانت ریت کر خوبصورت کرنے والی یا دوسری عورت کے دانت ریتنے والی یا موچنے (موچنا: یعنی بال اکھاڑنے کا آلہ۔) سے ابرو کے بالوں کو نوچ کر خوبصورت بنانے والی اور جس نے دوسری کے بال نوچے ان سب پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ (دُریا: کانوں کی لَو میں پہننے کا چھوٹا سا زیور جس میں عام طور پر صرف ایک موتی ہوتا ہے۔) (درمختار)

مسئلہ ۲: لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا جائز ہے اور بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور دُریا "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في النظر والمس، ج۹، ص٦١٤ پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٩٣

مسئلہ ۳: عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے، بلاضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہیے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب العشرون في الزينة، ج٥، ص٣٥٩. لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتے ہیں جس طرح ان کو زیور پہنا سکتے ہیں۔

مسئلہ ٤: عورتیں اپنی چوٹیوں میں پوت (پوت: یعنی شیشے یا کانچ کے دانے۔) اور چاندی سونے کے دانے لگا سکتی ہیں۔ (عالمگیری)

"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب العشرون في الزينة، ج٥، ص٣٥٩.

مسئلہ ٥: پتھر کا سرمہ استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سرمہ یا کاجل بقصدِ زینت مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو کراہت نہیں۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ٦: مکان میں ذی روح کی تصویر لگانا جائز نہیں اور غیر ذی روح کی تصویر سے مکان آراستہ کرنا جائز ہے جیسا کہ طغرے اور کتبوں سے مکان سجانے کا رواج ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۷: گرمی سے بچنے کے لیے خس یا جواسے کی ٹٹیاں (یعنی مخصوص گھاس کا پردہ یا قنات دروازوں وغیرہ پر لگا کر اس پر پانی چھڑکتے ہیں، تا کہ ٹھنڈک حاصل ہو۔) لگانا جائز ہے اور اگر تکبر کے طور پر ہو تو ناجائز ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب العشرون في الزينة، ج٥، ص٣٥٩.

www.dawateislami.net

مسئلہ ۸: یہ شخص سواری پر ہے اور اس کے ساتھ اور لوگ پیدل چل رہے ہیں اگر محض اپنی شان دکھانے اور تکبر کے لیے ایسا کرتا ہے تو منع ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٦٠. اور ضرورت سے ہو تو حرج نہیں مثلاً یہ بوڑھا یا کمزور ہے کہ چل نہ سکے گا یا ساتھ والے کسی طرح اسکے پیدل چلنے کو گوارا ہی نہیں کرتے، جیسا کہ بعض مرتبہ علما و مشائخ کے ساتھ دوسرے لوگ خود پیدل چلتے ہیں اور انکو پیدل چلنے نہیں دیتے، اس میں کراہت نہیں جبکہ اپنے دل کو قابو میں رکھیں اور تکبر نہ آنے دیں اور محض ان لوگوں کی دلجوئی منظور ہو۔

مسئلہ ۹: مرد کو داڑھی اور سر وغیرہ کے بالوں میں خضاب لگانا جائز بلکہ مستحب ہے مگر سیاہ خضاب لگانا منع ہے ہاں مجاہد کو سیاہ خضاب بھی جائز ہے کہ دشمن کی نظر میں اس کی وجہ سے ہیبت بیٹھے گی۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص٦٩٦.

نام رکھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ج وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ج وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ٥ ﴾

’’اے ایمان والو! ایک گروہ دوسرے گروہ سے مسخراپن نہ کرے، ہوسکتا ہے کہ یہ اون سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے مسخراپن کریں، ہوسکتا ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے کو عیب نہ لگاؤ اور برے لقبوں سے نہ پکارو، ایمان کے بعد فسوق برا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔‘‘ پ۲۶، الحجرات: ۱۱.

حدیث ۱: بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اولاد کا والد پر یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھا ادب سکھائے۔‘‘ "كنزالعمال"، كتاب النكاح،رقم: ٤٥١٨٤، ج١٦، ص١٧٣.

حدیث ۲: اصحاب سنن اربعہ نے عبداللہ بن جراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اپنے بھائیوں کو ان کے اچھے ناموں سے پکارو برے القاب سے نہ پکارو۔‘‘ "كنزالعمال"، كتاب النكاح، رقم: ٤٥٢١١، ج١٦، ص١٧٥

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تمھارے ناموں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں۔‘‘ "صحيح مسلم"، كتاب الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم... إلخ، الحديث: ٥٥٨٧، ص١٠٥٩.

حدیث ٤: امام احمد و ابوداود نے ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ’’قیامت کے دن تم کو تمھارے نام اور تمھارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا، لہٰذا اچھے نام رکھو۔‘‘ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في تغيير الاسماء، الحديث: ٤٩٤٨، ص١٥٨٥.

حدیث ۵: ابوداود نے ابی وہب جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’انبیا علیہم السلام کے نام پر نام رکھو اور اللہ (عزوجل) کے نزدیک ناموں میں زیادہ پیارے نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں اور سچے نام حارث و ہمام ہیں اور حرب و مرہ برے نام ہیں۔‘‘ "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في تغيير الاسماء، الحديث: ٤٩٥٠، ص١٥٨٦.

حدیث ٦: دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اچھوں کے نام پر نام رکھو اور اپنی حاجتیں اچھے چہرہ والوں سے طلب کرو۔‘‘ "المسند الفردوس"، الحديث: ٢٣٢٩، ج٢، ص٥٨.

حدیث ۷: صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ کرو، کیونکہ (میری کنیت ابو القاسم محض اس وجہ نہیں کہ میرے صاحبزادہ کا نام قاسم تھا بلکہ) میں قاسم بنایا گیا ہوں کہ تمھارے مابین تقسیم کرتا ہوں۔‘‘ "صحيح البخاري"، فرض الخمس، باب قوله تعالى ﴿ فان لله خمسه وللرسول ﴾ يعني للرسول قسم ذلك،الحديث: ٣١١٤، ص ٢٥١

حدیث ۸: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بازار میں تھے، ایک شخص نے ابو القاسم کہہ کر پکارا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے کہا، میں نے اس شخص کو پکارا، ارشاد فرمایا: ’’میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ کرو۔‘‘ "صحيح البخاري"، كتاب البيوع، باب ما ذكر في الاسواق، الحديث: ٢١٢٠، ص١٦٦

حدیث ۹: ابوداود نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد میرے لڑکا پیدا ہو تو آپ کے نام پر اس کا نام رکھوں اور آپ کی کنیت

پر اس کی کنیت کروں؟ فرمایا: ''ہاں۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في الرخصة في الجمع بينهما، الحديث: ٤٩٦٧، ص١٥٨٧

حدیث ١٠: ابن عساکر ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس کے لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کا نام محمد رکھے (اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' جلد 24 صفحہ 691 پر فرماتے ہیں: کہ ''بہتر یہ ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے، اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انھیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔'')، وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔'' انظر: "كشف الخفاء"، حرف الميم، رقم: ٢٦٤٣، ج٢، ص٢٥٤. و "الفتاوى الرضوية"، ج٢٤، ص٦٨٦

حدیث ١١: حافظ ابوطاہر سلفی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''روز قیامت دو شخص رب العزۃ کے حضور کھڑے کیے جائیں گے، حکم ہوگا انھیں جنت میں لے جاؤ۔ عرض کریں گے، الٰہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے، ہم نے تو جنت کا کوئی کام کیا نہیں؟ فرمائے گا: ''جنت میں جاؤ! میں نے حلف کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو، دوزخ میں نہ جائے گا۔'' انظر: "الفتاوى الرضوية"، ج٢٤، ص٦٨٧.

حدیث ١٢: ابونعیم نے حلیہ میں نبیط بن شریط رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جس کا نام تمھارے نام پر ہوگا، اسے عذاب نہ دوں گا۔'' "كشف الخفاء"، حرف الخاء، الحديث: ١٢٤٣، ج١، ص٣٤٥

حدیث ١٣: ابن سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسلاً راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''تم میں کسی کا کیا نقصان ہے، اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔'' "الطبقات الكبرى"، لابن سعد، الطبقة الاولى من اهل المدينة من التابعين، محمد بن طلحة، رقم: ٦٢٢، ج٥، ص٤٠.

www.dawateislami.net

حدیث ١٤: طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے، وہ ضرور جاہل ہے۔'' "المعجم الكبير"، الحديث: ١١٠٧٧، ج١١، ص٥٩.

حدیث ١٥: حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو۔'' "الجامع الصغير"، الحديث: ٧٠٦، ص٤٩

حدیث ١٦: بزار نے ابورافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔'' "الفردوس بمأثور الخطاب"، الحديث: ٣٨٨٣، ج٩، ص٣٢٧.

حدیث ١٧: صحیح مسلم میں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ ان کا نام برہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنا تزکیہ نہ کرو (یعنی اپنی بڑائی اور تعریف نہ کرو) اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ تم میں برا اور نیکی والا کون ہے، اس کا نام زینب رکھ دو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح الى حسن... إلخ، الحديث: ٥٦٠٩، ١٠٦٠.

حدیث ١٨: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں: جویریہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا نام برہ تھا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے یہ نام بدل کر جویریہ رکھا اور یہ بات حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو ناپسند تھی کہ یوں کہا جائے کہ برہ کے پاس

سے چلے گئے۔'' 'صحیح مسلم'' کتاب الآداب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح الی حسن... إلخ، الحدیث: ٥٦٠٦، ص ١٠٦٠.

حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک لڑکی کا نام عاصیہ تھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔ ''صحیح مسلم''، کتاب الآداب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح الی حسن... إلخ، الحدیث: ٥٦٠٥، ص ١٠٦٠.

حدیث ۲۰: ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برے نام کو بدل دیتے تھے۔'' 'جامع الترمذي''، ابواب الادب، باب ماجاء في تغییر الاسماء، الحدیث: ٢٨٣٩، ص١٩٣٦

حدیث ۲۱: صحیح بخاری میں سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں، میرے دادا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے پوچھا، تمہارا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا، حزن۔ فرمایا: ''تم سہل ہو۔ یعنی اپنا نام سہل رکھو کہ اس کے معنی ہیں نرم اور حزن سخت کو کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا، کہ جو نام میرے باپ نے رکھا ہے، اسے نہیں بدلوں گا۔'' ''صحیح البخاري''، کتاب الادب، باب تحویل الاسم الی اسم احسن منه، الحدیث: ٦١٩٣، ص ٥٢٢. سعید ابن المسیب کہتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم میں اب تک سختی پائی جاتی ہے۔

تنبیہ: نام رکھنے کے متعلق بعض مسائل عقیقہ کے بیان میں ذکر کیے گئے ہیں وہاں سے معلوم کریں (دیکھئے: بہارِ شریعت حصہ ۱۵۔)، بعض باتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

مسئلہ ۱: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارے نام عبد اللہ و عبد الرحمٰن ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے، ان دونوں میں زیادہ افضل عبد اللہ ہے کہ عبودیت کی اضافت (یعنی عبد کی نسبت۔) علم ذات کی طرف ہے۔ انھیں کے حکم میں وہ اسماء ہیں جن میں عبودیت کی اضافت دیگر اسماء صفاتیہ کی طرف ہو، مثلاً عبد الرحیم، عبد الملک، عبد الخالق وغیرہا۔

حدیث میں جو ان دونوں ناموں کو تمام ناموں میں خدا تعالیٰ کے نزدیک پیارا فرمایا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنا نام عبد کے ساتھ رکھنا چاہتا ہو تو سب سے بہتر عبد اللہ و عبد الرحمٰن ہیں، وہ نام نہ رکھے جائیں جو جاہلیت میں رکھے جاتے تھے کہ کسی کا نام عبد شمس اور کسی کا عبد الدار ہوتا۔

لہٰذا یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ دونوں نام محمد و احمد سے بھی افضل ہیں، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم پاک محمد و احمد ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ دونوں نام خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے منتخب فرمائے، اگر یہ دونوں نام خدا کے نزدیک بہت پیارے نہ ہوتے تو اپنے محبوب کے لیے پسند نہ فرمایا ہوتا۔ احادیث میں محمد نام رکھنے کے بہت فضائل مذکور ہیں، ان میں سے بعض ذکر کی گئیں۔

مسئلہ ۲: جس کا نام محمد ہو وہ اپنی کنیت ابو القاسم رکھ سکتا ہے اور حدیث میں جو ممانعت آئی ہے، وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ مخصوص تھی، کیونکہ اگر کسی کی یہ کنیت ہوتی اور اس کے ساتھ پکارا جاتا تو دھوکا لگتا کہ شاید حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پکارا، چنانچہ ایک دفعہ ایسا ہی ہوا کہ کسی نے دوسرے کو ابو القاسم کہہ کر آواز دی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کی طرف توجہ فرمائی تو اس نے کہا، میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو نہیں ارادہ کیا یعنی نہیں پکارا اس موقع پر ارشاد فرمایا: کہ میرے نام کے ساتھ نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ اپنی کنیت نہ کرو۔''

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ نام رکھنے میں بھی اس قسم کا دھوکا ہوسکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام پاک کے ساتھ پکارنا قرآن پاک نے منع فرمادیا تھا:

﴿ لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا ؕ ﴾ پ١٨، النور: ٦٣.

لہٰذا صحابۂ کرام جو حاضر خدمت اقدس ہوا کرتے تھے، وہ کبھی نام کے ساتھ پکارتے نہ تھے، بلکہ یارسول اللہ، یانبی اللہ وغیرہ القاب سے ندا کرتے۔ وہ احتمال ہی یہاں پیدا نہ ہوتا کہ محمد کہہ کر کوئی پکارے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مراد ہوں۔ اعراب وغیرہ ناواقف لوگوں نے اس طرح پکارا تو یہ دوسری بات ہے کیونکہ وہ ناواقفی میں ہوا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادہ محمد بن الحنفیہ کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھی اور یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوا، لہٰذا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے۔

مسئلہ ۳: بعض اسماء الٰہیہ جن کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے، جیسے علی، رشید، کبیر، بدیع، کیونکہ بندوں کے ناموں میں وہ معنی مراد نہیں ہیں جن کا ارادہ اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنے میں ہوتا ہے اور ان ناموں میں الف ولام ملا کر بھی نام رکھنا جائز ہے، مثلاً العلی، الرشید۔

ہاں اس زمانہ میں چونکہ عوام میں ناموں کی تصغیر کرنے کا بکثرت رواج ہوگیا ہے، لہٰذا جہاں ایسا گمان ہو ایسے نام سے بچنا ہی مناسب ہے۔ خصوصاً جب کہ اسماء الٰہیہ کے ساتھ عبد کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا، مثلاً عبدالرحیم، عبدالکریم، عبدالعزیز کہ یہاں مضاف الیہ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور ایسی صورت میں تصغیر اگر قصداً ہوتی تو معاذ اللہ کفر ہوتی، کیونکہ یہ اس شخص کی تصغیر نہیں بلکہ معبود برحق کی تصغیر ہے مگر عوام اور ناواقفوں کا یہ مقصد یقیناً نہیں ہے، اسی لیے وہ حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ اون کو سمجھایا اور بتایا جائے اور ایسے موقع پر ایسے نام ہی نہ رکھے جائیں جہاں یہ احتمال ہو۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٨.

مسئلہ ٤: ایسا نام رکھنا جس کا ذکر نہ قرآن مجید میں آیا ہو نہ حدیثوں میں ہو نہ مسلمانوں میں ایسا نام مستعمل ہو، اس میں علما کو اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ نہ رکھے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني والعشرون في تسمية الاولاد، ج٥، ص٣٦٢.

مسئلہ ٥: مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام رکھنے کی حاجت نہیں بغیر نام رکھے دفن کردیں۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثاني والعشرون في تسمية الاولاد، ج٥، ص٣٦٢. (یہ ظاہر الروایہ ہے مگر امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ بہرحال اس کی تکریم کے لیے اس کا نام رکھا جائے۔ ملتقی البحار میں ہے کہ اس پر فتویٰ ہے اور نہر سے مستفاد ہے کہ یہی مختار ہے ایسا ہی درمختار باب صلاۃ الجنازۃ جلد ٣ صفحہ ١٥٣ میں ہے۔ بہارشریعت حصہ ٤، صفحہ ١٩٠، نماز جنازہ کا بیان میں بھی اسی کو اختیار کیا اور اس حصے پر اعلیٰ حضرت کی یہ تصدیق بھی ہے کہ اسے مسائل صحیحہ، رجحیہ، محققہ، منقحہ پر مشتمل پایا لہٰذا مسلمانوں کو اسی پر عمل کرنا چاہئے۔)

مسئلہ ٦: بچہ پیدا ہوکر مرگیا تو دفن سے پہلے اس کا نام رکھا جائے لڑکا ہو تو لڑکوں کا سا اور لڑکی ہو تو لڑکیوں کا سا نام رکھا جائے اور معلوم نہ ہوسکا کہ لڑکی ہے یا لڑکا تو ایسا نام رکھا جائے جو مرد و عورت دونوں کے لیے ہوسکتا ہو۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٨٩.

مسئلہ ٧: بچہ کی کنیت ہوسکتی ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ ہوسکتی ہے، حدیث ابی عمیر اس کی دلیل ہے۔ انظر: "صحيح مسلم" كتاب الآداب، باب جواز تكنية... إلخ، الحديث: ٥٦٢٢، ص١٠٦١.

مسئلہ ۸: بچہ کی کنیت ابوبکر، ابوتراب، ابوالحسن، وغیرہ رکھنا جائز ہے ان کنیتوں سے تبرک مقصود ہوتا ہے کہ ان حضرات کی برکت بچہ کے شامل حال ہو۔(ردالمحتار)"ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۸۹

مسئلہ ۹: جونام برے ہوں ان کو بدل کر اچھا نام رکھنا چاہیے۔ حدیث میں ہے، کہ''قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في تغيير الاسماء، الحديث: ٤٩٤٨، ص١٥٨٥ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برے ناموں کو بدل دیا۔ ایک شخص کا نام اصرم تھا اس کو بدل کر زرعہ رکھا۔"سنن أبي داود"، كتاب الادب، باب في تغيير الاسم القبيح، الحديث: ٤٩٥٤، ص١٥٨٦. اور عاصیہ نام کو بدل کر جمیلہ رکھا۔ انظر: "صحيح مسلم"، كتاب الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح... إلخ، الحديث: ٥٦٠٥، ص١٠٦٠ یسار، رباح، افلح، برکت نام رکھنے سے بھی منع فرمایا۔ "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۸۹.

مسئلہ ۱۰: عبدالمصطفیٰ، عبدالنبی، عبدالرسول نام رکھنا جائز ہے کہ اس نسبت کی شرافت مقصود ہے اور عبودیت کے حقیقی معنی یہاں مقصود نہیں ہیں۔ رہی عبد کی اضافت غیراللہ کی طرف یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

مسئلہ ۱۱: ایسے نام جن میں تزکیۂ نفس اور خودستائی (یعنی اپنی بڑائی اور تعریف۔) نکلتی ہے، ان کو بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدل ڈالا برہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا: کہ''اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح الى حسن... إلخ، الحديث: ٥٦٠٩، ١٠٦٠. شمس الدین، زین الدین، محی الدین، فخرالدین، نصیرالدین، سراج الدین، نظام الدین، قطب الدین وغیرہا اسما جن کے اندر خودستائی اور بڑی زبردست تعریف پائی جاتی ہے نہیں رکھنے چاہیے۔

رہا یہ کہ بزرگانِ دین وائمہ سابقین کو ان ناموں سے یاد کیا جاتا ہے تو یہ جاننا چاہیے کہ ان حضرات کے نام یہ نہ تھے بلکہ یہ ان کے القاب ہیں کہ جب وہ حضرات مراتب علیّہ اور مناصب جلیلہ (یعنی بڑے بڑے رتبوں اور عہدوں۔) پر فائز ہوئے تو مسلمانوں نے ان کو اس طرح کہا اور یہاں ایک جاہل اور ان پڑھ جو ابھی پیدا ہوا اور اس نے دین کی ابھی کوئی خدمت نہیں کی اتنے بڑے بڑے الفاظ فخیمہ (الفاظ فخیمہ: یعنی بزرگی والے الفاظ۔) سے یاد کیا جانے لگا۔ امام محی الدین نووی رحمہ اللہ تعالیٰ باوجود اس جلالت شان کے ان کو اگر محی الدین کہا جاتا تو انکار فرماتے اور کہتے کہ جو مجھے محی الدین نام سے بلائے اس کو میری طرف سے اجازت نہیں۔(ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۸۹ - ۶۹۰.

مسئلہ ۱۲: غلام محمد، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین وغیرہ اسما جن میں انبیاء وصحابہ و اولیا کے ناموں کی طرف غلام کو اضافت کرکے نام رکھا جائے یہ جائز ہے اس کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں۔ بعض وہابیہ کا ان ناموں کو ناجائز بلکہ شرک بتانا ان کی بدباطنی کی دلیل ہے۔ ایسا بھی سنا گیا ہے کہ بعض وہابیوں نے غلام علی نام کو بدل کر غلام اللہ نام رکھا، یہ ان کی جہالت ہے کہ جائز نام کو بدل کر ناجائز نام رکھا، غلام کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اور کسی کو غلام اللہ کہنا ناجائز ہے کیونکہ غلام کے حقیقی معنی پسر اور لڑکا ہیں، اللہ (عزوجل) اس سے پاک ہے کہ اس کے لیے کوئی لڑکا ہو۔ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا: **يقال عبد اللّٰه وامة اللّٰه ولا يقال غلام اللّٰه وجارية اللّٰه** . "الحديقة الندية شرح طريقة المحمديه"، النوع الثالث والعشرون... إلخ، ج۲، ص۲۷۹. (ترجمہ: یعنی یوں کہا جاتا ہے، اللہ عزوجل کا بندہ، اللہ عزوجل کی بندی اور یہ نہیں کہا جاتا کہ اللہ عزوجل کا غلام یا اللہ عزوجل کی لونڈی۔)

مسئلہ ۱۳: محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، پیر بخش، علی بخش، حسین بخش اور اسی قسم کے دوسرے نام جن میں کسی نبی یا ولی کے نام

کے ساتھ بخش کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا ہو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴: غفورالدین، غفوراللہ نام رکھنا، ناجائز ہے۔ کیونکہ غفور کے معنی ہیں مِٹانے والا اللہ تعالیٰ غفور ہے کہ وہ بندوں کے گناہ مٹا دیتا ہے، لہٰذا غفورالدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا۔

مسئلہ ۱۵: طٰہٰ، یٰس نام بھی نہ رکھے جائیں کہ یہ مقطعات قرآنیہ سے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ اسمائے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہیں اور بعض علما نے اسمائے الٰہیہ سے کہا۔ بہر حال جب معنی معلوم نہیں تو ہوسکتا ہے کہ اس کے ایسے معنی ہوں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہوں اور ان ناموں کے ساتھ محمد ملا کر محمد طٰہٰ، محمد یٰس کہنا بھی ممانعت کو دفع نہ کرے گا۔

مسئلہ ۱۶: محمد نبی، احمد نبی، محمد رسول، احمد رسول، نبی الزمان نام رکھنا بھی ناجائز ہے، بلکہ بعض کا نام نبی اللہ بھی سنا گیا ہے، غیر نبی کو نبی کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہوسکتا۔

تنبیہ: اگر کوئی یہ کہے کہ ناموں میں اصلی معنی کا لحاظ نہیں ہوتا، بلکہ یہاں تو یہ شخص مراد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو شیطان ابلیس وغیرہ اس قسم کے ناموں سے لوگ گریز نہ کرتے اور ناموں میں اچھے اور برے ناموں کی دو قسمیں نہ ہوتیں اور حدیث میں نہ فرمایا جاتا کہ اچھے نام رکھو، نیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برے ناموں کو بدلا نہ ہوتا کہ جب اس اصلی معنی کا بالکل لحاظ نہیں تو بدلنے کی کیا وجہ۔

مسابقت کا بیان

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ۱: صحیح بخاری میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں کچھ لوگ پیدل تیراندازی کر رہے تھے یعنی مسابقت کے طور پر، ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: اے بنی اسمٰعیل (یعنی اہلِ عرب کیونکہ عرب والے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں)! تیراندازی کرو کیونکہ تمھارے باپ یعنی اسمٰعیل علیہ السلام تیرانداز تھے اور دونوں فریقوں میں سے ایک کے متعلق فرمایا: کہ میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں۔
دوسرے فریق نے ہاتھ روک لیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کیوں تم لوگوں نے ہاتھ روکا۔ انھوں نے کہا، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بنی فلاں یعنی ہمارے فریق مقابل کے ساتھ ہوگئے تو اب ہم کیوں کر تیر چلائیں یعنی اب ہمارے جیتنے کی صورت باقی نہیں رہی۔ ارشاد فرمایا: ''تم تیر چلاؤ، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔'' "صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب نسبة اليمن... إلخ، الحديث: ٣٥٠٧، ص٢٨٦.

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مضمر (مضمر گھوڑے وہ کہلاتے ہیں جن کو خوب کھلا کر فربہ کرلیا جائے، اس کے بعد خوراک کم کریں اور ایک مکان میں بند کردیں اور ان کو جھول اڑھادیں کہ خوب پسینہ آئے اور بادی گوشت چھنٹ کر دبلے ہو جائیں، ایسے گھوڑے بہت تیز رفتار ہوتے ہیں۔۱۲ منہ) گھوڑوں میں حفیا (یہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے چند میل فاصلہ پر ہے۔۱۲ منہ) سے دوڑ کرائی اور اس کی انتہائی مسافت ثنیۃ الوداع تھی اور دونوں کے مابین چھ میل مسافت تھی اور جو گھوڑے مضمر نہ تھے ان کی دوڑ ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک ہوئی ان دونوں میں ایک میل کا فاصلہ تھا۔ "مشكاة المصابيح"، كتاب الجهاد، باب اعداد آلة الجهاد، الحديث: ٣٨٧٠، ج٢، ص٣٧٤.

حدیث ۳: ترمذی و ابوداود و نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسابقت نہیں مگر تیر اور اونٹ اور گھوڑے میں۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الجهاد، باب ماجاء في الرهان، الحديث: ١٧٠٠، ص١٨٢٥.

حدیث ٤: شرح سنہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو گھوڑوں میں ایک اور گھوڑا شامل کرلیا اور معلوم ہے کہ یہ پیچھے رہ جائے گا تو اس میں خیر نہیں اور اگر اندیشہ ہے کہ یہ آگے جاسکتا ہے تو مضایقہ نہیں۔'' "شرح السنة"، كتاب السير والجهاد، باب اخذالمال على المسابقة... إلخ، الحديث: ٢٦٤٨، ج٥، ص٥٣٧. یعنی پہلی صورت میں ناجائز ہے اور دوسری صورت میں جائز۔

حدیث ٥: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو گھوڑوں میں ایک اور گھوڑا شامل کیا اور اس کے پیچھے ہوجانے کا علم نہیں ہے تو قمار (جوا) نہیں اور معلوم ہے کہ پیچھے رہ جائے گا تو جوا ہے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في المحلل الحديث: ٢٥٧٩، ص١٤١٤

حدیث ٦: ابوداود و نسائی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جلب و جنب نہیں ہیں یعنی گھوڑ دوڑ میں یہ جائز نہیں کہ کوئی دوسرا شخص اس کے گھوڑے کو ڈانٹے اور مارے کہ یہ تیز دوڑنے لگے اور نہ یہ کہ سوار اپنے ساتھ کوتل گھوڑا (کوتل گھوڑا: یعنی خالی گھوڑا۔) رکھے کہ جب پہلا گھوڑا تھک جائے تو دوسرے پر سوار ہوجائے۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في الجلب على الخيل في السباق، الحديث: ٢٥٨١، ص١٤١٤.

حدیث ۷: ابوداود نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ یہ سفر میں تھیں۔ کہتی ہیں: میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے پیدل مسابقت کی اور میں آگے ہوگئی پھر جب میرے جسم میں گوشت زیادہ ہوگیا یعنی پہلے سے کچھ موٹی ہوگئی، میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ دوڑ کی۔ اس مرتبہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آگے ہوگئے اور یہ فرمایا: کہ یہ اس کا بدلہ ہوگیا۔ "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في السبق على الرجل، الحديث: ٢٥٧٨، ص١٤١٤

مسائل فقہیہ

مسابقت کا مطلب یہ ہے کہ چند شخص آپس میں یہ طے کریں کہ کون آگے بڑھ جاتا ہے جو سبقت لے جائے اس کو یہ دیا جائے گا یہ مسابقت صرف تیر اندازی میں ہوسکتی ہے یا گھوڑے، گدھے، خچر میں جس طرح گھوڑ دوڑ میں ہوا کرتا ہے کہ چند گھوڑے ایک ساتھ بھگائے جاتے ہیں جو آگے نکل جاتا ہے، اس کو ایک رقم یا کوئی چیز دی جاتی ہے۔ اونٹ اور آدمیوں کی دوڑ بھی جائز ہے کیونکہ اونٹ بھی اسباب جہاد میں ہے یعنی یہ جہاد کے لیے کارآمد چیز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دوڑوں سے مقصود جہاد کی طیاری ہے لہو ولعب مقصود نہیں اگر محض کھیل کے لیے ایسا کرتا ہے تو مکروہ ہے اسی طرح اگر فخر اور اپنی بڑائی مقصود ہو یا اپنی شجاعت و بہادری کا اظہار مقصود ہو تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦٣.

مسئلہ ۱: سبقت لے جانے والے کے لیے کوئی چیز مشروط نہ ہو تو ان مذکور اشیا کے ساتھ اس کا جواز خاص نہیں، بلکہ ہر چیز میں مسابقت ہوسکتی ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦٦.

مسئلہ ۲: سابق کے لیے جو کچھ ملنا طے پایا ہے وہ اس کے لیے حلال وطیب ہے مگر وہ اس کا مستحق نہیں یعنی اگر دوسرا اس کو نہ دے تو قاضی کے یہاں دعوےٰ کرکے جبراً وصول نہیں کرسکتا۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السادس في المسابقة، ج٥،

ص٣٢٤.

مسئلہ ۳: مسابقت جائز ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ صرف ایک جانب سے مال شرط ہو، یعنی دونوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ اگر تم آگے نکل گئے تو تم کو مثلاً سو روپے دوں گا اور میں آگے نکل گیا تو تم سے کچھ نہیں لوں گا۔ دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ شخص ثالث نے ان دونوں سے یہ کہا کہ تم میں جو آگے نکل جائے گا اس کو اتنا دوں گا جیسا کہ اکثر حکومت کی جانب سے دوڑ ہوتی ہے اور اس میں آگے نکل جانے والے کے لیے انعام مقرر ہوتا ہے ان لوگوں میں باہم کچھ لینا دینا طے نہیں ہوتا ہے۔ (درمختار وغیرہ) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦٥. وغيره

مسئلہ ٤: اگر دونوں جانب سے مال کی شرط ہو مثلاً تم آگے ہوگئے تو میں اتنا دوں گا اور میں آگے ہوگیا تو میں اتنا لوں گا یہ صورت جوا اور حرام ہے، ہاں اگر دونوں نے اپنے ساتھ ایک تیسرے شخص کو شامل کرلیا جس کو محلل کہتے ہیں اور ٹھہرا یہ کہ اگر یہ آگے نکل گیا تو رقم مذکور یہ لے گا اور پیچھے رہ گیا تو یہ دے گا کچھ نہیں، اس صورت میں دونوں جانب سے مال کی شرط جائز ہے۔ (عالمگیری، درمختار) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السادس في المسابقة، ج٥، ص٣٢٤.

مسئلہ ٥: محلل کے لیے یہ ضرور ہے کہ اس کا گھوڑا بھی انھیں دونوں جیسا ہو یعنی ہوسکتا ہے کہ اس کا گھوڑا آگے نکل جائے یا پیچھے رہ جائے دونوں باتوں میں سے ایک کا یقین نہ ہو اور اگر اس کا گھوڑا ان جیسا نہ ہو معلوم ہو کہ وہ پیچھے ہی رہ جائے گا یا معلوم ہو کہ یقیناً آگے نکل جائے گا تو اس کے شامل کرنے سے شرط جائز نہ ہوگی۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦٥.

مسئلہ ٦: محلل یعنی شخص ثالث کا گھوڑا اگر دونوں سے آگے نکل گیا تو دونوں نے جو کچھ دینے کو کہا تھا، یہ محلل دونوں سے لے لے گا اور اگر دونوں سے پیچھے رہ گیا تو یہ ان دونوں کو کچھ نہیں دے گا، بلکہ ان دونوں میں جو آگے ہوگیا وہ دوسرے سے وہ لے گا جس کا دینا شرط ٹھہرا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو شخصوں نے پان پانسو کی بازی لگائی اور محلل کو شامل کرلیا کہ اگر محلل آگے ہوگیا تو دونوں سے پان پانسو یعنی ایک ہزار لے لے گا اور اگر محلل آگے نہ ہوا تو ان دونوں کو وہ کچھ نہ دے گا بلکہ ان دونوں میں جو آگے ہوگا وہ دوسرے سے پان سو لے گا اور اگر دونوں کے گھوڑے ایک ساتھ پہنچے تو ان دونوں میں کوئی بھی دوسرے کو کچھ نہ دے گا، نہ محلل سے کچھ لے گا اور اگر ان دونوں میں ایک کا گھوڑا اور محلل کا گھوڑا دونوں ایک ساتھ پہنچے تو محلل اس سے کچھ نہیں لے سکتا بلکہ اس سے لے گا جس کا گھوڑا پیچھے رہ گیا اور دوسرا بھی اسی پیچھے رہ جانے والے سے لے گا۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦٥.

مسئلہ ٧: مسابقت میں شرط یہ ہے کہ مسافت اتنی ہو جس کو گھوڑے طے کرسکتے ہوں اور جتنے گھوڑے لیے جائیں، وہ سب ایسے ہوں جن میں یہ احتمال ہو کہ آگے نکل جائیں گے۔ اسی طرح تیراندازی اور آدمیوں کی دوڑ میں بھی یہی شرطیں ہیں۔ (ردالمحتار)

"ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦٥.

مسئلہ ٨: اونٹوں کی دوڑ میں آگے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شانہ آگے ہوجائے گردن کا اعتبار نہیں اور گھوڑوں کی دوڑ میں جس کی گردن آگے ہوجائے وہ آگے ہونے والا مانا جائے گا۔ (ردالمحتار) المرجع السابق. مگر اس زمانہ کا رواج یہ ہے کہ گھوڑوں میں کنوتی (یعنی گھوڑے کے کان۔) کا اعتبار کیا جاتا ہے اور کنوتی بھی جب ہی آگے ہوگی کہ گردن آگے ہوجائے۔

مسئلہ ۹: طلبہ نے کسی مسئلہ کے متعلق شرط لگائی کہ جس کی بات صحیح ہوگی اس کو یہ دیا جائے گا، اس میں بھی وہ ساری تفصیل ہے جو مسابقت میں مذکور ہوئی یعنی اگر ایک طرف سے شرط ہو تو جائز ہے دونوں طرف سے ہو تو ناجائز، مثلاً ایک طالب علم نے دوسرے سے کہا چلو استاذ سے چل کر پوچھیں اگر تمھاری بات صحیح ہو تو میں تم کو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو تم سے کچھ نہیں لوں گا کہ یہ ایک جانب سے شرط ہوئی یا ایک نے دوسرے سے کہا آؤ میں اور تم مسائل میں گفتگو کریں اگر تمھاری بات صحیح ہوئی تو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو کچھ نہ لوں گا، یہ جائز ہے۔(عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السادس في المسابقة، ج٥، ص٣٢٤.

مسئلہ ۱۰: طلبہ میں یہ ٹھہرا کہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا اس صورت میں جو درس گاہ میں پہلے آیا اس کا حق مقدم ہے اور اگر ہر ایک پہلے آنے کا مدعی (یعنی دعویٰ کرنے والا۔) ہے تو جو گواہوں سے پہلے آنا ثابت کردے وہ مقدم ہے اور اگر گواہ نہ ہوں تو قرعہ ڈالا جائے جس کا نام پہلے نکلے وہ مقدم ہے۔(خانیہ) "الفتاوى الخانية"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في التسبيح... إلخ، ج٢، ص٣٨٠.

کسب کا بیان

کسب حلال کی خوبیاں حصہ یازدہم میں احادیث سے مذکور ہوچکی ہیں۔۱۲منہ

اتنا کمانا فرض ہے جو اپنے لیے اور اہل و عیال کے لیے اور جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے نفقہ کے لیے اور ادائے دین کے لیے کفایت کرسکے اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ اتنے ہی پر بس کرے یا اپنے اور اہل و عیال کے لیے کچھ پس ماندہ رکھنے (یعنی بچا کر رکھنے۔) کی بھی سعی و کوشش کرے۔ ماں باپ محتاج و تنگدست ہوں تو فرض ہے کہ کما کر انھیں بقدرِ کفایت دے۔(عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ج٥، ص٣٤٨ ـ ٣٤٩.

دعوتِ اسلامی www.dawateislami.net

مسئلہ ۱: قدرِ کفایت سے زائد اس لیے کماتا ہے کہ فقراء و مساکین کی خبر گیری کرسکے گا یا اپنے قریبی رشتہ داروں کی مدد کرے گا یہ مستحب ہے اور یہ نفل عبادت سے افضل ہے اور اگر اس لیے کماتا ہے کہ مال و دولت زیادہ ہونے سے میری عزت و وقار میں اضافہ ہوگا، فخر و تکبر مقصود نہ ہو تو یہ مباح ہے اور اگر محض مال کی کثرت یا تفاخر مقصود ہے تو منع ہے۔(عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٤٩

مسئلہ ۲: جو لوگ مساجد اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بسر اوقات کے لیے کچھ کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالانکہ ان کی نگاہیں اس کی منتظر رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے وہ متوکل نہیں، اس سے اچھا یہ تھا کہ کچھ کام کرتے اس سے بسر اوقات کرتے۔(عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ج٥، ص٣٤٩.

اسی طرح آج کل بہت سے لوگوں نے پیری مریدی کو پیشہ بنالیا ہے، سالانہ مریدوں میں دورہ کرتے ہیں اور مریدوں سے طرح طرح سے رقمیں کھسوٹتے ہیں جس کو نذرانہ وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں اور ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو جھوٹ اور فریب سے بھی کام لیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ ۳: سب سے افضل کسب جہاد ہے یعنی جہاد میں جو مالِ غنیمت حاصل ہوا مگر یہ ضرور ہے کہ اس نے مال کے لیے جہاد نہ کیا ہو بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ مقصودِ اصلی ہو (یعنی اس کی جنگ اس لیے ہو کہ اللہ عزوجل کا کلمہ و دینِ اسلام، کفر کے دین سے سربلند ہو۔) جہاد کے بعد تجارت پھر زراعت پھر صنعت و حرفت کا مرتبہ ہے۔(عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ج٥، ص٣٤٩.

مسئلہ ٤: چرخہ کاتنا (یعنی چرخہ چلانے کا کام کرنا۔) عورتوں کا کام ہے، مرد کو چرخہ کاتنا مکروہ ہے۔(ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧١.

مسئلہ ۵: جس کے پاس اس دن کے کھانے کے لیے موجود ہوا سے سوال کرنا حرام ہے۔ سائلوں اور گداگروں نے اس طرح پر جو مال حاصل کیا اور جمع کیا وہ خبیث مال ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ج٥، ص٣٤٩

مسئلہ ٦: جو شخص علم دین و قرآن پڑھ کر کسب چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے دین کو کھاتا ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق. یعنی عالم یا قاری ہو کر بیٹھ گیا اور کمانا چھوڑ دیا یہ خیال کیے ہوئے ہے کہ لوگ مجھے عالم یا قاری سمجھ کر خود ہی کھانے کو دیں گے کمانے کی کیا ضرورت ہے، یہ ناجائز ہے۔ رہا یہ امر کہ قرآن مجید و علم دین کی تعلیم پر اجرت لینا اور اس کے پڑھانے کی نوکری کرنا، اس کو فقہائے متاخرین نے جائز بتایا ہے جس کو ہم اجارہ کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں ی (دیکھئے: بہارِ شریعت حصہ 14۔) وہ دین فروشی میں داخل نہیں۔

مسئلہ ۷: جس شخص نے حرام طریقہ سے مال جمع کیا اور مر گیا ورثہ کو اگر معلوم ہو کہ فلاں فلاں کے یہ اموال ہیں تو ان کو واپس کر دیں اور معلوم نہ ہو تو صدقہ کر دیں۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ج٥، ص٣٤٩.

مسئلہ ۸: اگر مال میں شبہہ ہو تو ایسے مال کو اپنے قریبی رشتہ دار پر صدقہ کر سکتا ہے یہاں تک کہ اپنے باپ یا بیٹے کو دے سکتا ہے، اس صورت میں یہی ضرور نہیں کہ اجنبی ہی کو دے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

امر بالمعروف و نہی عنِ المنکر کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

"اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔" پ٤، اٰل عمرٰن: ١٠٤.

اور فرماتا ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ ﴾

"تم بہتر ہو ان سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ (عزوجل) پر ایمان رکھتے ہو۔" پ٤، اٰل عمرٰن: ١١٠

اور قرآن میں ہے:

﴿ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۚ ﴾

"(لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا) اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر، بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔" پ٢١، لقمٰن: ١٧.

حدیث ۱: تم میں جو شخص بری بات دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے بدلے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے یعنی اسے دل سے برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے۔ (مسلم) "صحيح مسلم"، كتاب الايمان، باب بيان

كون النهي عن المنكر من الايمان... إلخ، الحديث: ١٧٧، ص٦٨٨.

حدیث ۲: حدوداللہ میں مداہنت کرنے والا (یعنی خلافِ شرع چیز دیکھے اور باوجود قدرت منع نہ کرے اس کی) اور حدوداللہ میں واقع ہونے والے کی مثال یہ ہے کہ ایک قوم نے جہاز کے بارے میں قرعہ ڈالا، بعض اوپر کے حصہ میں رہے بعض نیچے کے حصہ میں، نیچے والے پانی لینے اوپر جاتے اور پانی لے کر ان کے پاس سے گزرتے ان کو تکلیف ہوتی (انھوں نے اس کی شکایت کی) نیچے والے نے کلہاڑی لے کر نیچے کا تختہ کاٹنا شروع کیا۔
اوپر والوں نے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے کہ تختہ توڑ رہے ہو؟ اس نے کہا میں پانی لینے جاتا ہوں تو تم کو تکلیف ہوتی ہے اور پانی لینا مجھے ضروری ہے۔ (لہٰذا میں تختہ توڑ کر یہیں سے پانی لے لوں گا اور تم لوگوں کو تکلیف نہ دوں گا) پس اس صورت میں اگر اوپر والوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کھودنے سے روک دیا تو اسے بھی نجات دیں گے اور اپنے کو بھی اور اگر چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کیا اور اپنے کو بھی۔

(بخاری) "جامع الترمذي"، ابواب الفتن، باب ماجاء في الامر بالمعروف... إلخ، الحديث: ٢١٦٩، ص١٨٦٩.

حدیث ۳: "قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میری جان ہے! یا تو اچھی بات کا حکم کروگے اور بری بات سے منع کروگے یا اللہ تعالیٰ تم پر جلد اپنا عذاب بھیجے گا، پھر دعا کروگے اور تمھاری دعا قبول نہ ہوگی۔" (ترمذی) "جامع الترمذي"، ابواب الفتن، باب ماجاء في الامر بالمعروف... إلخ، الحديث: ٢١٦٩، ص١٨٦٩.

حدیث ٤: جب زمین میں گناہ کیا جائے تو جو وہاں موجود ہے مگر اسے برا جانتا ہے، وہ اس کی مثل ہے جو وہاں نہیں ہے اور جو وہاں نہیں ہے مگر اس پر راضی ہے، وہ اس کی مثل ہے جو وہاں حاضر ہے۔ (ابوداود) "سنن أبي داود"، كتاب الملاحم، باب الامر والنهى، الحديث: ٤٣٤٥، ٤٣٤٦، ص١٥٤٠.

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ٥: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو۔

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ؕ ﴾

"اے ایمان والو! اپنے نفس کو لازم پکڑلو، گمراہ تم کو ضرر نہ پہنچائے گا، جب کہ تم خود ہدایت پر ہو۔" پ٧، المائدة: ١٠٥.

(یعنی تم اس آیت سے یہ سمجھتے ہوگے کہ جب ہم خود ہدایت پر ہیں تو گمراہ کی گمراہی ہمارے لیے مضر نہیں ہم کو منع کرنے کی ضرورت نہیں) میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگ اگر بری بات دیکھیں اور اس کو نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایسا عذاب بھیجے گا جو سب کو گھیر لے گا۔ (ابن ماجہ، ترمذی) "سنن ابن ماجه"، ابواب الفتن، باب الامر بالمعروف والنهى عن المنكر، الحديث: ٤٠٠٥، ص٢٧١٧.

حدیث ٦: جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور وہ لوگ بدلنے پر قادر ہوں پھر نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجے۔

(ابوداود) "سنن أبي داود"، كتاب الملاحم، باب الامر والنهى، الحديث: ٤٣٣٨، ص١٥٣٩.

حدیث ۷: اچھی بات کا حکم کرو اور بری بات سے منع کرو یہاں تک کہ جب تم یہ دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے اور خواہش نفسانی کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص اپنی رائے پر گھمنڈ کرتا ہے اور ایسا امر دیکھو کہ تمھیں اس سے چارہ نہ ہو تو اپنے نفس کو لازم کرلو یعنی خود کو بری چیزوں سے بچاؤ اور عوام کے معاملہ کو چھوڑو (یعنی ایسے وقت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر ضروری نہیں۔) تمھارے آگے صبر کے دن آئیں گے جن میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے مٹھی میں انگارا لینا، عمل کرنے والے کے لیے اوس زمانہ میں پچاس شخص عمل کرنے والوں کا اجر ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان میں سے

پچاس کا اجر اس ایک کو ملے گا۔ فرمایا: کہ ''تم میں سے پچاس کی برابر اجر ملے گا۔'' (ترمذی، ابن ماجہ) "سنن أبي داود"، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، الحدیث: ٤٣٤١، ص١٥٣٩ پانچویں حدیث میں جو آیت ذکر کی گئی وہ اسی موقع اور وقت کے لیے ہے۔

حدیث ۸: لوگوں کی ہیبت حق بولنے سے نہ روکے جب معلوم ہو تو کہہ دے۔ "جامع الترمذي"، ابواب الفتن، باب ما اخبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، اصحابہ بما ھو کائن الی یوم القیامۃ،الحدیث: ٢١٩١، ص١٨٧٢ (ترمذی)

حدیث ۹: چند مخصوص لوگوں کے عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو عذاب نہیں کرے گا مگر جبکہ وہاں بری بات کی جائے اور وہ لوگ منع کرنے پر قادر ہوں اور منع نہ کریں تو اب عام و خاص سب کو عذاب ہوگا۔ (شرح سنہ) "شرح السنة"، کتاب الرقاق، باب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الحدیث: ٤٠٥٠، ج٧، ص٣٥٨.

حدیث ۱۰: بنی اسرائیل نے جب گناہ کیے ان کے علما نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر علما ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے، خدا نے علما کے دل بھی انھیں جیسے کر دیے اور داود و عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان سے ان سب پر لعنت کی۔ یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''خدا کی قسم! تم یا تو اچھی بات کا حکم کرو گے اور بری بات سے روکو گے اور ظالم کے ہاتھ پکڑ لو گے اور ان کو حق پر روکو گے اور حق پر ٹھہراؤ گے یا اللہ تعالیٰ تم سب کے دل ایک طرح کے کر دے گا پھر تم سب پر لعنت کر دے گا، جس طرح ان سب پر لعنت کی۔'' (ابوداود) "جامع الترمذي"، ابواب تفسیر القرآن، [باب] و من سورۃ المائدۃ، الحدیث: ٣٠٤٧، ص١٩٥٩. و "سنن أبي داود"، کتاب الملاحم، باب الامر و النھی، الحدیث: ٤٣٣٦، ٤٣٣٧، ص١٥٣٩.

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ۱۱: میں نے شب معراج میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا، جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ آپ کی اُمت کے واعظ ہیں، جو لوگوں کو اچھی بات کا حکم کرتے تھے اور اپنے کو بھولے ہوئے تھے۔ (شرح سنہ) "شرح السنة"، کتاب الرقاق، باب و عید من یامر بالمعروف ولا یأتیہ، الحدیث: ٤٠٥٤، ج٧، ص٣٦٢.

حدیث ۱۲: بادشاہ ظالم کے پاس حق بات بولنا، افضل جہاد ہے۔ (ابن ماجہ) "سنن ابن ماجہ"، ابواب الفتن، باب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، الحدیث: ٤٠١١، ص٢٧١٨

حدیث ۱۳: میرے بعد میں امرا ہوں گے جن کی بعض باتیں اچھی ہوں گی اور بعض بری، جس نے بری بات سے کراہت کی وہ بری ہے اور جس نے انکار کیا وہ سلامت رہا، لیکن جو راضی ہوا اور پیروی کی وہ ہلاک ہوا۔ (مسلم، ابوداود) "صحیح مسلم"، کتاب الامارۃ، باب وجوب الانکار علی الامراء... إلخ، الحدیث: ٤٨٠٠، ٤٨٠١، ص١٠١١.

حدیث ۱۴: مجھ سے پہلے جس نبی کو خدا نے کسی امت میں مبعوث کیا، اس کے لیے اُمت سے حواریین اور اصحاب ہوئے جو نبی کی سنت لیتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے پھر ان کے بعد ناخلف لوگ پیدا ہوئے کہ کہتے وہ جو کرتے نہیں اور کرتے وہ جس کا دوسروں کو حکم نہ دیتے، جس نے ہاتھ کے ساتھ ان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے زبان سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے دل سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر ایمان نہیں۔ (مسلم) "صحیح مسلم"، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان... إلخ، الحدیث: ١٧٩، ص٦٨٨.

مسائل فقہیہ

امر بالمعروف یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا مثلاً کسی سے نماز پڑھنے کو کہنا۔ اور نہی عن المنکر کا مطلب یہ ہے کہ بری باتوں سے منع کرنا۔ یہ دونوں چیزیں فرض ہیں، قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ پ ٤، الِ عمرٰن: ١١٠.

احادیث میں ان کی بہت تاکید آئی اور اس کے خلاف کرنے کی مذمت فرمائی۔

مسئلہ ۱: معصیت کا ارادہ کیا مگر اس کو کیا نہیں تو گناہ نہیں بلکہ اس میں بھی ایک قسم کا ثواب ہے، جبکہ یہ سمجھ کر باز رہا کہ یہ گناہ کا کام ہے، نہیں کرنا چاہیے۔ احادیث سے ایسا ہی ثابت ہے اور اگر گناہ کے کام کا بالکل پکا ارادہ کر لیا جس کو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تھا اسے نہ کیا ہو۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج٥، ص٣٥٢. وغيره

مسئلہ ۲: کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو نہایت متانت اور نرمی کے ساتھ اسے منع کرے اور اسے اچھی طرح سمجھائے پھر اگر اس طریقہ سے کام نہ چلا وہ شخص باز نہ آیا تو اب سختی سے پیش آئے، اس کو سخت الفاظ کہے، مگر گالی نہ دے، نہ فحش لفظ زبان سے نکالے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو جو شخص ہاتھ سے کچھ کرسکتا ہے کرے، مثلاً وہ شراب پیتا ہے تو شراب بہادے، برتن توڑ پھوڑ ڈالے، گاتا بجاتا ہے تو باجے توڑ ڈالے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج٥، ص٣٥٢.

مسئلہ ۳: امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) اگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ ان سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بری بات سے باز آجائیں گے، تو امر بالمعروف واجب ہے اس کو باز رہنا جائز نہیں اور

(۲) اگر گمان غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو ترک کرنا افضل ہے اور

(۳) اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے ماریں گے اور یہ صبر نہ کرسکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ وفساد پیدا ہوگا آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی جب بھی چھوڑنا افضل ہے اور

(۴) اگر معلوم ہو کہ وہ اگر اسے ماریں گے تو صبر کرلے گا تو ان لوگوں کو برے کام سے منع کرے اور یہ شخص مجاہد ہے اور

(۵) اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے تو اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ امر کرے۔

(عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٥٢ ـ ٣٥٣.

مسئلہ ٤: اگر اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کو امر بالمعروف کرے گا تو قتل کر ڈالیں گے اور یہ جانتے ہوئے اس نے کیا اور ان لوگوں نے مار ہی ڈالا تو یہ شہید ہوا۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٥٣.

مسئلہ ۵: امرا کے ذمہ امر بالمعروف ہاتھ سے ہے کہ اپنی قوت وسطوت (یعنی طاقت ودبدبہ۔) سے اس کام کو روک دیں اور علما کے ذمہ زبان سے ہے کہ اچھی بات کرنے کو اور بری بات سے باز رہنے کو زبان سے کہہ دیں اور عوام الناس کے ذمہ دل سے برا جاننا ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج٥، ص٣٥٣. اس کا مقصود وہی ہے جو حدیث میں فرمایا: کہ "جو بری بات دیکھے، اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر ہاتھ سے بدلنے پر قادر نہ ہو تو زبان سے بدل دے یعنی زبان سے اس

کا برا ہونا ظاہر کردے اور منع کردے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور مرتبہ ہے۔'' انظر: ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ١١٤٦٠، ج٤، ص٩٨. یہاں عوام سے مراد وہ لوگ ہیں کہ ان میں نہ ہاتھ سے روکنے کی ہمت ہے اور نہ زبان سے منع کرنے کی جرأت۔قوم کے چودھری اور زمیندار وغیرہ بہت سے عوام ایسی حیثیت رکھتے ہیں کہ ہاتھ سے روک سکتے ہیں، ان پر لازم ہے کہ روکیں ایسوں کے لیے فقط دل سے برا جاننا کافی نہیں۔

مسئلہ ٦: امر بالمعروف کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہے:

اول: علم (علم سے یہ مراد نہیں کہ وہ پورا عالم ہو، بلکہ مراد یہ ہے کہ اتنا جانتا ہو کہ یہ چیز گناہ ہے اور دوسرے کو بری بھلی بات سمجھانے کا طریقہ معلوم ہو، کہ موثر پیرایہ سے اس کو کہہ سکے۔١٢منہ) کہ جسے علم نہ ہو اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔

دوم: اس سے مقصود رضائے الٰہی اور اعلاء کلمۃ اللہ ہو۔

سوم: جس کو حکم دیتا ہے اس کے ساتھ شفقت و مہربانی کرے نرمی کے ساتھ کہے۔

چہارم: امر کرنے والا صابر اور بردبار ہو۔

پنجم: یہ شخص (اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص خود عامل نہ ہو، وہ دوسروں کو اچھی بات کا حکم ہی نہ دے بلکہ مقصد یہ ہے کہ وہ خود بھی کرے اور دوسروں کو بھی کرنے کو کہے۔١٢منہ) خود اس بات پر عامل ہو ورنہ قرآن کے اس حکم کا مصداق بن جائے گا، کیوں کہتے ہو وہ جس کو تم خود نہیں کرتے۔اللہ (عزوجل) کے نزدیک ناخوشی کی بات ہے یہ کہ ایسی بات کہو، جس کو خود نہ کرو۔ اور یہ بھی قرآن مجید میں فرمایا: کہ ''کیا لوگوں کو تم اچھی بات کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے کو بھولے ہوئے ہو۔'' (عالمگیری) ''الفتاوی الهندية''، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج٥، ص٣٥٣.

مسئلہ ٧: عامی شخص کو یہ نہ چاہیے کہ قاضی یا مفتی یا مشہور و معروف عالم کو امر بالمعروف کرے کہ یہ بے ادبی ہے۔مثل مشہور ہے، خطائے بزرگان گرفتن خطاست۔ (یعنی بزرگوں پر اعتراض کرنا بڑی نادانی وخطا ہے۔) اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی مصلحت خاص سے ایک فعل کرتے ہیں، جس تک عوام کی نظر نہیں پہنچتی اور یہ شخص سمجھتا ہے، کہ جیسے ہم نے کیا انھوں نے بھی کیا، حالانکہ دونوں میں بہت فرق ہوتا ہے۔ (عالمگیری) ''الفتاوی الهندية''، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج٥، ص٣٥٣. یہ حکم ان علما کے متعلق ہے، جو احکام شرع کے پابند ہیں اور اتفاقاً کبھی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو نظر عوام میں بری معلوم ہوتی ہے وہ لوگ مراد نہیں جو حلال و حرام کی پروا نہیں کرتے اور نام علم کو بدنام کرتے ہیں۔

مسئلہ ٨: جس نے کسی کو برا کام کرتے دیکھا اور خود یہ بھی اس برے کام کو کرتا ہے تو اس برے کام سے منع کردے کیونکہ اس کے ذمہ دو چیزیں واجب ہیں برے کام کو چھوڑنا اور دوسرے کو برے کام سے منع کرنا اگر ایک واجب کا تارک ہے تو دوسرے کا کیوں تارک بنے۔ (عالمگیری) المرجع السابق

مسئلہ ٩: ایک شخص برا کام کرتا ہے اس کے باپ کے پاس شکایت لکھ کر بھیجی جائے یا نہیں اگر معلوم ہے کہ اس کا باپ منع کرنے پر قادر ہے اور وہ منع بھی کردے گا تو لکھ کر بھیج دے ورنہ کیا فائدہ۔اسی طرح زوجین اور بادشاہ و رعیت یا آقا و ملازمین کے بارے میں اگر لکھنا مفید ہو تو لکھے۔ (خانیہ) ''الفتاوی الخانية''، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في التسبيح... إلخ، ج٢، ص٣٨٢

مسئلہ ١٠: باپ کو اندیشہ ہے کہ اگر لڑکے سے کہے گا تو اس کا حکم نہ مانے گا اور اس کا جی بھی کہنے کو چاہتا ہے تو یوں کہے اگر یہ کرتے تو خوب ہوتا اسے حکم نہ دے کہ اس صورت میں اگر اس نے نہ کیا تو عاق ہوگا جو ایک سخت کبیرہ گناہ ہے۔ (عالمگیری) ''الفتاوی

الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج٥، ص٣٥٣.

مسئلہ ۱۱: کسی نے گناہ کیا پھر سچے دل سے تائب ہوگیا، تو اسے یہ نہ چاہیے کہ قاضی یا حاکم کے پاس اپنے جرم کو اس لیے پیش کرے کہ حدِ شرع قائم کی جائے کیونکہ پردہ پوشی بہتر ہے۔(عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲: ایک شخص کو دوسرے کا مال چراتے دیکھا ہے مگر مالک کو خبر دیتا ہے تو چور اس پر ظلم کرے گا تو خاموش ہوجائے اور یہ اندیشہ نہ ہو تو خبر کردے۔(عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: مشرکین پر تنہا حملہ کرنے میں غالب گمان یہ ہے کہ قتل ہوجائے گا، مگر یہ بھی غالب گمان ہے کہ یہ بھی ان کے آدمی کو قتل کرے گا یا زخمی کردے گا یا شکست دے دے گا تو تنہا حملہ کرنے میں حرج نہیں اور غالب گمان یہ ہو کہ ان کا کچھ نہیں بگڑے گا اور یہ مارا جائے گا تو حملہ نہ کرے اور اگر فساق مسلمین کو گناہ سے روکے گا تو یہ خود قتل ہوجائے گا اور ان کا کچھ نہیں بگڑے گا، جب بھی ان کو منع کرے عزیمت یہی ہے اگرچہ منع نہ کرنے کی بھی رخصت ہے۔(عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء... إلخ، ج٥، ص٣٥٣ ـ ٣٥٤. کیونکہ اس صورت میں قتل ہوجانا فائدہ سے خالی نہیں اس وقت اگرچہ بظاہر فائدہ نہیں معلوم ہوتا مگر آئندہ اس کے نتائج بہتر نکلیں گے۔

علم و تعلیم کا بیان

علم ایسی چیز نہیں جس کی فضیلت اور خوبیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہو ساری دنیا جانتی ہے کہ علم بہت بہتر چیز ہے اس کا حاصل کرنا طغرائے امتیاز (طغرائے امتیاز: یعنی بڑائی کی علامت۔) ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ اس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے اور اسی سے دنیا و آخرت سدھرتی ہے مگر ہماری مراد اس علم سے وہ علم نہیں جو فلاسفہ سے حاصل ہوا ہو اور جس کو انسانی دماغ نے اختراع کیا ہو یا جس علم سے دنیا کی تحصیل مقصود ہو ایسے علم کی قرآن مجید نے مذمت کی بلکہ وہ علم مراد ہے جو قرآن و حدیث سے حاصل ہو کہ یہی علم وہ ہے جس سے دنیا و آخرت دونوں سنورتی ہیں اور یہی علم ذریعہ نجات ہے اور اسی کی قرآن و حدیث میں تعریفیں آئی ہیں اور اسی کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی خوبیاں صراحۃً یا اشارۃً بیان فرمائی گئیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ ﴾

"اللہ (عزوجل) سے اوس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں، جو علم والے ہیں۔" پ۲۲، فاطر: ۲۸.

اور فرماتا ہے:

﴿ یَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ۙ وَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ؕ ﴾

"اللہ (عزوجل) تمھارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ہے، درجے بلند فرمائے گا۔" پ۲۸، المجادلة: ۱۱.

اور فرماتا ہے:

﴿ فَلَوۡلَا نَفَرَ مِنۡ کُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوۡا فِی الدِّیۡنِ وَلِیُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا اِلَیۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ یَحۡذَرُوۡنَ ﴾

"کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائے، اس امید پر

کہ وہ بچیں۔'' پ ۱۱، التوبة: ۱۲۲

اور فرماتا ہے:

﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ﴾

''تم فرماؤ! کیا جاننے والے اور انجان برابر ہیں، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔'' پ ۲۳، الزمر: ۹.

احادیث علم کے فضائل میں بہت آئیں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین کا فقیہ بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ (عزوجل) دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم) ''صحيح البخاري''، كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين، الحديث: ۷۱، ص۸.

حدیث ۲: سونے چاندی کی طرح آدمیوں کی کانیں ہیں، جو لوگ جاہلیت میں اچھے تھے، اسلام میں بھی اچھے ہیں جبکہ علم حاصل کریں۔ (مسلم) ''صحيح مسلم'' ''كتاب البر و الصلة... إلخ، باب الارواح جنود مجندة، الحديث: ۶۷۰۹، ص۱۱۳۷.

حدیث ۳: انسان جب مرجاتا ہے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں (کہ مرنے کے بعد بھی یہ عمل ختم نہیں ہوتے اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں)

(۱) صدقۂ جاریہ اور

(۲) علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو اور

(۳) اولاد صالح جو اس کے لیے دعا کرتی رہتی ہے۔ (مسلم) ''صحيح مسلم''، كتاب الوصية، باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، الحديث: ۴۲۲۳، ص۹۶۳ و ''سنن أبي داود''، كتاب الوصايا، باب ماجاء في الصدقة عن الميت، الحديث: ۲۸۸۰، ص۱۴۳۸

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

حدیث ٤: جو شخص کسی راستہ پر علم کی طلب میں چلے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دے گا اور جب کوئی قوم خانۂ خدا میں مجتمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرے اور اس کو پڑھے پڑھائے تو اس پر سکینہ اترتا ہے اور رحمت ڈھانک لیتی ہے اور ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے جو اس کے مقرب ہیں اور جس کے عمل نے سستی کی تو اس کا نسب اسے تیز رفتار نہیں کرے گا۔ (مسلم) ''صحيح مسلم''، كتاب الذكر... إلخ، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن... إلخ، الحديث: ۶۸۵۳، ص۱۱۴۷.

حدیث ۵: مسجد دمشق میں ایک شخص ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں مدینۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کے پاس ایک حدیث سننے کو آیا ہوں، مجھے خبر ملی ہے کہ آپ اسے بیان کرتے ہیں کسی اور کام کے لیے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: کہ ''جو شخص علم کی طلب میں کسی راستہ کو چلے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر لے جاتا ہے اور طالب علم کی خوشنودی کے لیے فرشتے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں اور عالم کے لیے آسمان والے اور زمین کے بسنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں یہ سب استغفار کرتے ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر اور بے شک علما وارث انبیا ہیں، انبیا نے اشرفی اور روپیہ کا وارث نہیں کیا، انھوں نے علم کا وارث کیا، پس جس نے علم کو لیا اس نے پورا حصہ لیا۔'' (احمد، ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ، دارمی) ''جامع الترمذي''، ابواب العلم، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، الحديث: ۲۶۸۲، ص۱۹۲۲.

حدیث ٦: عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہے جیسی میری فضیلت تمھارے ادنیٰ پر اس کے بعد پھر فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان و زمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی اس کی بھلائی کے خواہاں ہیں، جو لوگوں کو اچھی چیز کی تعلیم دیتا ہے۔'' (ترمذی) ''جامع الترمذي''، ابواب العلم، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، الحديث: ٢٦٨٥، ص١٩٢٢

حدیث ٧: ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) ''جامع الترمذي''، ابواب العلم، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، الحديث: ٢٦٨١، ص١٩٢٢. و ''سنن ابن ماجه''، باب فضل العلماء و الحث على طلب العلم، الحديث: ٢٢٢، ص٢٤٩٠

حدیث ٨: علم کی طلب ہر مسلم پر فرض ہے اور علم کو نااہل کے پاس رکھنے والا ایسا ہے، جیسے سوئر کے گلے میں جواہر اور موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والا۔ (ابن ماجہ) ''سنن ابن ماجه''، باب فضل العلماء و الحث على طلب العلم، الحديث: ٢٢٤، ص٢٤٩١.

حدیث ٩: جو شخص طلب علم کے لیے گھر سے نکلا تو جب تک واپس نہ ہو، اللہ (عزوجل) کی راہ میں ہے۔ (ترمذی، دارمی) ''جامع الترمذي''، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم، الحديث: ٢٦٤٧، ص١٩١٨.

حدیث ١٠: مومن کبھی خیر (یعنی علم) سے آسودہ نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اس کا منتہےٰ جنت ہوتا ہے۔ (ترمذی) ''جامع الترمذي''، ابواب العلم، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، الحديث: ٢٦٨٦، ص١٩٢٢.

حدیث ١١: اللہ تعالیٰ اس بندہ کو خوش رکھے جس نے میری بات سنی اور یاد کر لی اور محفوظ رکھی اور دوسرے کو پہنچادی، کیونکہ بہت سے علم کے حامل فقیہ نہیں اور بہت سے علم کے حامل اس تک پہنچاتے ہیں، جو ان سے زیادہ فقیہ ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ، دارمی) ''مشكاة المصابيح''، كتاب العلم، الحديث: ٢٢٨، ج١، ص١١١.

حدیث ١٢: مومن کو اس کے عمل اور نیکیوں سے مرنے کے بعد بھی یہ چیزیں پہنچتی رہتی ہیں۔ علم جس کی اس نے تعلیم دی اور اشاعت کی اور اولاد صالح جسے چھوڑ مرا ہے یا مصحف جسے میراث میں چھوڑا یا مسجد بنائی یا مسافر کے لیے مکان بنادیا نہر جاری کردی یا اپنی صحت اور زندگی میں اپنے مال میں سے صدقہ نکال دیا جو اس کے مرنے کے بعد اس کو ملے گا۔ (ابن ماجہ) ''سنن ابن ماجه''، باب ثواب معلم الناس الخير، الحديث: ٢٤٢، ص٢٤٩٢.

حدیث ١٣: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا، ساری رات عبادت سے افضل ہے۔ (دارمی) ''سنن الدارمي''، باب مذاكرة العلم، الحديث: ٦١٤، ج١، ص١٥٧.

حدیث ١٤: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے، وہاں دو مجلسیں تھیں۔ فرمایا: کہ ''دونوں مجلسیں اچھی ہیں اور ایک دوسری سے افضل ہے، یہ لوگ اللہ (عزوجل) سے دعا کرتے ہیں اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں، وہ چاہے تو ان کو دے اور چاہے تو منع کردے اور یہ دوسری مجلس والے علم سیکھتے ہیں اور جاہل کو سکھاتے ہیں یہ افضل ہیں، میں معلم بنا کر بھیجا گیا۔'' اور اسی مجلس میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بیٹھ گئے۔ (دارمی) ''سنن الدارمي''، باب في فضل العلم و العالم، الحديث: ٣٤٩، ج١، ص١١١ - ١١٢.

حدیث ١٥: جس نے میری امت کے دین کے متعلق چالیس حدیثیں حفظ کیں، اس کو اللہ تعالیٰ فقیہ اٹھائے گا اور میں اس کا شافع و شہید ہوں گا۔ (بیہقی) ''شعب الإيمان''، باب في طلب العلم، فصل في فضل العلم و شرفه، الحديث: ١٧٢٦، ج٢، ص٢٧٠.

حدیث ١٦: دو حریص آسودہ نہیں ہوتے ایک علم کا حریص کہ علم سے کبھی اس کا پیٹ نہیں بھرے گا اور ایک دنیا کا لالچی کہ یہ کبھی آسودہ نہیں ہوگا۔ (بیہقی) ''شعب الإيمان''، باب في الزهد و قصر الامل، الحديث: ١٠٢٧٩، ج٧، ص٢٧١.

حدیث ۱۷: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دو حریص آسودہ نہیں ہوتے، ایک صاحب علم، دوسرا صاحب دنیا، مگر یہ دونوں برابر نہیں۔ صاحب علم اللہ (عزوجل) کی خوشنودی زیادہ حاصل کرتا رہتا ہے اور صاحب دنیا سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰىٓ ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۭ﴾ پ ٣٠، العلق: ٦ ـ ٧.

اور دوسرے کے لیے فرمایا:

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۭ﴾ پ ٢٢، فاطر: ٢٨. (دارمی) "سنن الدارمي"، باب في فضل العلم والعالم، الحديث: ٣٣٢، ج١، ص١٠٨.

حدیث ۱۸: جس علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے وہ اس خزانہ کی مثل ہے جس میں سے راہِ خدا میں خرچ نہیں کیا جاتا۔ (احمد) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، رقم: ١٠٤٨١، ج٣، ص٥٦٣.

حدیث ۱۹: سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اس کو ہوگی جسے دنیا میں طلبِ علم کا موقع ملا، مگر اس نے طلب نہیں کی اور اس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور اس سے سن کر دوسروں نے نفع اٹھایا خود اس نے نفع نہیں اٹھایا۔ (ابن عساکر) "تاريخ دمشق" لابن عساكر، حرف الميم، ج٥١، ص١٣٧ ـ ١٣٨.

حدیث ۲۰: علما کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی اور اس پر غالب ہو جائے گی۔ (خطیب) "تاريخ بغداد"، الحديث: ٦١٨، ج٢، ص١٩٠.

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

حدیث ۲۱: علما کی مثال یہ ہے جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ کا پتا چلتا ہے اور اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے۔ (احمد) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند انس بن مالك، الحديث: ١٢٦٠٠، ج٤، ص٣١٤.

حدیث ۲۲: علم تین ہیں، آیت محکمہ یا سنت قائمہ یا فریضہ عادلہ اور ان کے سوا جو کچھ ہے، وہ زائد ہے۔ (ابن ماجہ، ابوداود) "سنن أبي داود"، كتاب الفرائض، باب ماجاء في تعليم الفرائض، الحديث: ٢٨٨٥، ص١٤٣٨.

حدیث ۲۳: حضرت حسن بصری نے فرمایا علم دو ہیں ایک وہ کہ قلب میں ہو یہ علم نافع ہے دوسرا وہ کہ زبان پر ہو یہ ابن آدم پر اللہ (عزوجل) کی حجت ہے۔ (دارمی) "سنن الدارمي"، باب التوبيخ لمن يطلب العلم لغير الله، الحديث: ٣٦٤، ج١، ص١١٤.

حدیث ۲۴: جس نے علم طلب کیا اور حاصل کر لیا اس کے لیے دو چند اجر ہے اور حاصل نہ ہوا تو ایک اجر۔ (دارمی) "سنن الدارمي"، باب في فضل العلم والعالم، الحديث: ٣٣٥، ج١، ص١٠٨.

حدیث ۲۵: جس کو موت آگئی اور وہ علم کو اس لیے طلب کر رہا تھا کہ اسلام کا احیا کرے، اس کے اور انبیا کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ (دارمی) "سنن الدارمي"، باب في فضل العلم و العالم، الحديث: ٣٥٤، ج١، ص١١٢.

حدیث ۲۶: اچھا شخص وہ عالِم دین ہے کہ اگر اس کی طرف احتیاج لائی جائے تو نفع پہنچاتا ہے اور اس سے بے پروائی کی جائے تو وہ اپنے کو بے پروا رکھتا ہے۔ (رزین) "مشكاة المصابيح"، كتاب العلم، الحديث: ٢٥١، ج١، ص١١٥.

حدیث ۲۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس کو کوئی بات معلوم ہے وہ کہے اور نہ معلوم ہو تو یہ کہدے کہ اللہ اعلم، کیونکہ علم کی شان یہ ہے کہ جس چیز کو نہ جانتا ہو اس کے متعلق یہ کہدے اللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (علیہ السلام) سے

فرمایا:

﴿ قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۝ ﴾

''میں تم سے اس پر اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔'' پ۲۳، صٓ: ۸۶.

یعنی جو بات معلوم نہ ہو اس کے متعلق بولنا تکلف ہے۔ (بخاری، مسلم) ''صحیح البخاري''، کتاب التفسیر، باب قوله ﴿ وما انا من المتكلفين ﴾، الحدیث؛ ۴۸۰۹، ص۴۰۹

حدیث ۲۸: قیامت کے دن اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب سے بُرا مرتبہ اس عالم کا ہے، جو علم سے منتفع نہ ہو۔ (دارمی)

''سنن الدارمي''، باب العمل بالعلم و حسن النية فيه، الحديث: ۲۶۲، ج۱، ص۹۳

حدیث ۲۹: زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چیز ذکر کرکے فرمایا: کہ یہ اس وقت ہوگی جب علم جاتا رہے گا۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) علم کیونکر جائے گا؟ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں وہ اپنی اولاد کو پڑھائیں گے، اسی طرح قیامت تک سلسلہ جاری رہے گا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''زیاد! تجھے تیری ماں روئے، میں خیال کرتا تھا کہ تو مدینہ میں فقیہ شخص ہے، کیا یہ یہود ونصاریٰ توراۃ وانجیل نہیں پڑھتے، مگر ہے یہ کہ جو کچھ ان میں ہے اس پر عمل نہیں کرتے۔'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ) ''سنن ابن ماجه''، ابواب الفتن، باب ذهاب القرآن و العلم، الحدیث: ۴۰۴۸، ص۲۷۲۱.

حدیث ۳۰: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب احبار سے پوچھا، ارباب علم کون ہیں؟ کہا، وہ جو جانتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں۔ فرمایا: کس چیز نے علما کے قلوب سے علم کو نکال دیا؟ کہا، طمع نے۔ (دارمی) ''سنن الدارمي''، باب صيانة العلم، الحديث: ۵۸۴، ج۱، ص۱۵۲.

حدیث ۳۱: میری اُمت میں کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہم امرا کے پاس جا کر وہاں سے دنیا حاصل کرلیں اور اپنے دین کو ان سے بچائے رکھیں گے مگر ایسا نہیں ہوگا، جس طرح قتاد (ایک کانٹے والا درخت ہے) سے نہیں لیا جاتا مگر کانٹا، اسی طرح امرا کے قرب سے سوا خطا کے کچھ حاصل نہیں۔ ''سنن ابن ماجه''، باب الانتفاع بالعلم و العمل به، الحديث: ۲۵۵، ص۲۴۹۳.

حدیث ۳۲: خدا کے نزدیک بہت مبغوض قراء (علما) وہ ہیں جو امراء کی ملاقات کو جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ) ''سنن ابن ماجه''، باب الانتفاع بالعلم و العمل به، الحديث: ۲۵۶، ص۲۴۹۳.

حدیث ۳۳: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر اہلِ علم علم کی حفاظت کریں اور اس کو اہل کے پاس رکھیں تو اس کی وجہ سے اہلِ زمانہ کے سردار ہو جائیں، مگر انھوں نے علم کو دنیا والوں کے لیے خرچ کیا تاکہ ان سے دنیا حاصل کریں، لہٰذا ان کے سامنے ذلیل ہوگئے۔ میں نے تمھارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''جس نے تمام فکروں کو ایک فکر آخرت کی فکر کردیا، اللہ تعالیٰ فکرِ دنیا سے اس کی کفایت فرمائے گا اور جس کے لیے احوالِ دنیا کی فکریں متفرق رہیں، اللہ (عزوجل) کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا۔'' (ابن ماجہ) ''سنن ابن ماجه''، باب الانتفاع بالعلم و العمل به، الحديث: ۲۵۷، ص۲۴۹۳.

حدیث ۳۴: جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے نہیں بتائی، اس کے مونھ میں قیامت کے دن آگ کی لگام لگا دی جائے گی۔ (احمد، ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ) ''جامع الترمذي''، ابواب العلم، باب ماجاء في كتمان العلم، الحديث: ۲۶۴۹، ص۱۹۱۸.

حدیث ۳۵: جس نے علم کو اس لیے طلب کیا کہ علما سے مقابلہ کرے گا یا جاہلوں سے جھگڑا کرے گا یا اس لیے کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کردے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ) "جامع الترمذي"، ابواب العلم، باب فيمن يطلب بعلمه الدنيا، الحديث: ٢٦٥٤، ص١٩١٩.

حدیث ۳۶: جو علم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہے (یعنی علم دین) اس کو جو شخص اس لیے حاصل کرے کہ متاعِ دنیا مل جائے، اس کو قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں ملے گی۔ (احمد، ابوداود، ابن ماجہ) "سنن أبي داود"، كتاب العلم، باب في طلب العلم لغير الله، الحديث: ٣٦٦٤، ص١٤٩٤.

حدیث ۳۷: وعظ نہیں کہتا، مگر امیر یا مامور یا متکبر۔ یعنی وعظ کہنا امیر کا کام ہے یا وہ کسی کو حکم کردے کہ وہ کہے اور ان کے سوا جو کوئی کہتا ہے، وہ طلب جاہ وطلب دنیا کے لیے ہے۔ (ابوداود) "سنن أبي داود"، كتاب العلم، باب في القصص، الحديث: ٣٦٦٥، ص١٤٩٤.

حدیث ۳۸: جس کو بغیر علم فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ اس فتویٰ دینے والے پر ہے اور جس نے اپنے بھائی کو مشورہ دیا اور یہ جانتا ہے کہ بھلائی اس کے غیر میں ہے اس نے خیانت کی۔ (ابوداود) "سنن أبي داود"، كتاب العلم، باب التوقي في الفتيا، الحديث: ٣٦٥٧، ص١٤٩٤.

حدیث ۳۹: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی پھر یہ فرمایا: کہ "یہ وہ وقت ہے کہ لوگوں سے علم جدا کردیا جائے گا، یہاں تک کہ علم کی کسی بات پر قادر نہیں ہوں گے۔" (ترمذی) "جامع الترمذي"، ابواب العلم، باب ماجاء في ذهاب العلم، الحديث: ٢٦٥٣، ص١٩١٩.

حدیث ۴۰: اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں قبض کرے گا کہ لوگوں کے سینوں سے جدا کرلے، بلکہ علم کا قبض کرنا علما کے قبض کرنے سے ہوگا، جب عالم باقی نہ رہیں گے جاہلوں کو لوگ سردار بنالیں گے، وہ بغیر علم فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری، مسلم) "صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم، الحديث: ١٠٠، ص١١.

حدیث ۴۱: بدتر سے بدتر برے علما ہیں اور بہتر سے بہتر اچھے علما ہیں۔ (دارمی) "سنن الدارمي"، باب التوبيخ لمن يطلب العلم لغير الله، الحديث: ٣٧٠، ج١، ص١١٦.

حدیث ۴۲: علم کی آفت نسیان ہے اور نااہل سے علم کی بات کہنا علم کو ضائع کرنا ہے۔ (دارمی) "سنن الدارمي"، باب مذاكرة العلم، الحديث: ٦٢٤، ج١، ص١٥٨

حدیث ۴۳: ابن سیرین نے فرمایا: یہ علم دین ہے، تمھیں دیکھنا چاہیے کہ کس سے اپنا دین لیتے ہو۔ مقدمة الكتاب للإمام مسلم، باب بيان ان الاسناد من الدين... إلخ، الحديث: ٢٦، ص٦٧٥.

مسئلہ ۱: اپنے بچہ کو قرآن وعلم پڑھنے پر مجبور کرسکتا ہے، یتیم بچہ کو اس چیز پر مارسکتا ہے جس پر اپنے بچہ کو مارتا ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، کیونکہ اگر یتیم بچہ کو مطلق العنان (یعنی بالکل آزاد۔) چھوڑ دیا جائے تو علم وادب سے بالکل کورا رہ جائے گا اور عموماً بچے بغیر تنبیہ قابو میں نہیں آتے اور جب تک انھیں خوف نہ ہو کہنا نہیں مانتے، مگر مارنے کا مقصد صحیح ہونا ضرور ہے ایسے ہی موقع پر فرمایا گیا:

﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ط ﴾

"اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ کون مفسد ہے اور کون مصلح۔" پ٢، البقرة: ٢٢٠.

اسی طرح اساتذہ بھی بچوں کو نہ پڑھنے یا شرارت کرنے پر سزائیں دے سکتے ہیں، مگر وہ کلیہ ان کے پیش نظر بھی ہونا چاہیے کہ اپنا بچہ ہوتا

تو اسے بھی اتنی ہی سزا دیتے، بلکہ ظاہر تو یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے بچہ کی تربیت و تعلیم کا جتنا خیال ہوتا ہے دوسرے کا اتنا خیال نہیں ہوتا تو اگر اس کام پر اپنے بچہ کو نہ مارا یا کم مارا اور دوسرے بچہ کو زیادہ مارا تو معلوم ہوا کہ یہ مارنا محض غصہ اتارنے کے لیے ہے سدھارنا مقصود نہیں، ورنہ اپنے بچہ کے سدھارنے کا زیادہ خیال ہوتا۔

مسئلہ ۲: عالم اگرچہ جوان ہو بوڑھے جاہل پر فضیلت رکھتا ہے، لہٰذا چلنے اور بیٹھنے میں گفتگو کرنے میں بوڑھے جاہل کو عالم پر تقدم کرنا نہ چاہیے یعنی بات کرنے کا موقع ہو تو اس سے پہلے کلام یہ نہ شروع کرے، نہ عالم سے آگے آگے چلے، نہ ممتاز جگہ پر بیٹھے، عالم غیر قرشی قرشی غیر عالم پر فضیلت رکھتا ہے۔ عالم کا حق غیر عالم پر ویسا ہی ہے جیسا استاذ کا حق شاگرد پر ہے، عالم اگر کہیں چلا بھی جائے تو اس کی جگہ پر غیر عالم کو بیٹھنا نہ چاہیے۔ شوہر کا حق عورت پر اس سے بھی زیادہ ہے کہ عورت کو شوہر کی ہر ایسی چیز میں جو مباح ہو اطاعت کرنی پڑے گی۔ (عالمگیری) "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٣.

مسئلہ ۳: دینِ حق کی حمایت کے لیے مناظرہ کرنا جائز ہے بلکہ عبادت ہے اور اگر اس لیے مناظرہ کرتا ہے کہ کسی مسلم کو مغلوب کردے یا اس لیے کہ اس کا عالم ہونا لوگوں پر ظاہر ہو جائے یا دنیا حاصل کرنا مقصود ہے، مال ملے گا یا لوگوں میں مقبولیت حاصل ہوگی، یہ ناجائز ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج٩، ص٦٩٥.

مسئلہ ٤: مناظرہ میں اگر مناظر طلب حق کے لیے مناظرہ کرتا ہے یا اس کا یہ مقصود نہیں مگر بے جا ضد اور ہٹ نہیں کرتا انصاف پسندی سے کام لیتا ہے جب تو اس کے ساتھ حیلہ کرنا جائز نہیں اور اگر محض اس کا مقصود ہی یہ ہے کہ اپنے مقابل کو مغلوب کردے اور ہرا دے جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر بدمذہب اسی قسم کا مناظرہ کرتے ہیں تو اس کے مکر اور داؤں سے اپنے کو بچانا ہی چاہیے ایسے موقع پر اس کے کید سے بچنے کی ترکیبیں کر سکتے ہیں۔ (عالمگیری) "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٨.

www.dawateislami.net

مسئلہ ٥: منبر پر چڑھ کر وعظ و نصیحت کرنا انبیا علیہم السلام کی سنت ہے اور اگر تذکیر و وعظ سے مال و جاہ مقصود ہو تو یہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج٩، ص٦٩٥.

مسئلہ ٦: وعظ کہنے میں بے اصل باتیں بیان کردینا، مثلاً احادیث میں اپنی طرف سے کچھ جملے ملا دینا یا ان میں کچھ ایسی کمی کردینا جس سے حدیث کے معنی بگڑ جائیں، جیسا کہ اس زمانہ کے اکثر مقررین کی تقریروں میں ایسی باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں کہ مجمع پر اثر ڈالنے کے لیے ایسی حرکتیں کر ڈالتے ہیں ایسی وعظ گوئی ممنوع ہے۔

اسی طرح یہ بھی ممنوع ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور خود انھیں باتوں میں آلودہ ہے، اس کو سب سے پہلے اپنی ذات کو نصیحت کرنی چاہیے اور اگر واعظ غلط باتیں بیان نہیں کرتا اور نہ اس قسم کی کمی بیشی کرتا ہے بلکہ الفاظ و تقریر میں لطافت اور شستگی کا خیال رکھتا ہے تاکہ اثر اچھا پڑے لوگوں پر رقت طاری ہو اور قرآن و حدیث کے فوائد اور نکات کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتا ہے تو یہ اچھی چیز ہے۔

(درمختار) "الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج٩، ص٦٩٧.

مسئلہ ۷: معلم نے بچوں سے کہا کہ تم لوگ اپنے اپنے گھروں سے چٹائی کے لیے پیسے لاؤ۔ پیسے اکٹھے ہوئے، کچھ پیسوں کی چٹائیاں لایا اور کچھ خود رکھ لیے، جو اپنے کام میں صرف کرے گا ایسا کر سکتا ہے کیونکہ بچوں کے باپ وغیرہ اس قسم کے پیسے اس غرض سے دیتے ہیں کہ بچ رہے گا تو وہ میاں جی کا ہوگا، وہ ہرگز اس کے امیدوار نہیں رہتے کہ جو کچھ بچے گا واپس ملے گا اور جان بوجھ کر اس سے زیادہ دیا کرتے ہیں جتنے کی ضرورت ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصود اس رقم زائد کی تملیک ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۶۹۷.

مسئلہ ۸: عالم اگر اپنا عالم ہونا لوگوں پر ظاہر کرے تو اس میں حرج نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ تفاخر کے طور پر یہ اظہار نہ ہو کہ تفاخر حرام ہے، بلکہ محض تحدیثِ نعمت الٰہی کے لیے یہ اظہار ہو اور یہ مقصد ہو کہ جب لوگوں کو ایسا معلوم ہوگا تو استفادہ کریں گے کوئی دین کی بات پوچھے گا اور کوئی پڑھے گا۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۷.

مسئلہ ۹: طلب علم اگر اچھی نیت سے ہو تو ہر عمل خیر سے یہ بہتر ہے، کیونکہ اس کا نفع سب سے زیادہ ہے مگر یہ ضرور ہے کہ فرائض کی انجام دہی میں خلل ونقصان نہ ہو۔ اچھی نیت کا یہ مطلب ہے کہ رضائے الٰہی اور آخرت کے لیے علم سیکھے۔ طلبِ دنیا وطلب جاہ نہ ہو اور طالب کا اگر مقصد یہ ہو کہ میں اپنے سے جہالت کو دور کروں اور مخلوق کو نفع پہنچاؤں یا پڑھنے سے مقصود علم کا احیا ہے، مثلاً لوگوں نے پڑھنا چھوڑ دیا ہے میں بھی نہ پڑھوں تو علم مٹ جائے گا، یہ نیتیں بھی اچھی ہیں اور اگر تصحیح نیت پر قادر نہ ہو جب بھی نہ پڑھنے سے پڑھنا اچھا ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۸.

مسئلہ ۱۰: عالم ومتعلم (عالم وطالب علم۔) کو علم میں بخل نہ کرنا چاہیے، مثلاً اس سے عاریت کے طور پر کوئی کتاب مانگے یا اس سے کوئی مسئلہ سمجھنا چاہے، تو انکار نہ کرے کتاب دے دے مسئلہ سمجھا دے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص علم میں بخل کرے گا، تین باتوں میں سے کسی میں مبتلا ہوگا یا وہ مر جائے گا اور اس کا علم جاتا رہے گا یا بادشاہ کی طرف سے کسی بلا میں مبتلا ہوگا یا علم بھول جائے گا۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۸.

مسئلہ ۱۱: عالم ومتعلم کو علم کی توقیر کرنی چاہیے، یہ نہ ہو کہ زمین پر کتابیں رکھے، پاخانہ پیشاب کے بعد کتابیں چھونا چاہے تو وضو کر لینا مستحب ہے، وضو نہ کرے تو ہاتھ ہی دھولے اب کتابیں چھوئے اور یہ بھی چاہیے کہ عیش پسندی میں نہ پڑے، کھانے پہننے، رہنے سہنے میں معمولی حالت اختیار کرے، عورتوں کی طرف زیادہ توجہ نہ رکھے، مگر یہ بھی نہ ہو کہ اتنی کمی کر دے کہ تقلیل غذا اور کم خوابی میں اپنی جسمانی حالت خراب کر دے اور اپنے کو کمزور کر دے کہ خود اپنے نفس کا بھی حق ہے اور بی بی بچوں کا بھی حق ہے، سب کا حق پورا کرنا چاہیے۔

عالم ومتعلم کو یہ بھی چاہیے کہ لوگوں سے میل جول کم رکھیں اور فضول باتوں میں نہ پڑیں اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ برابر جاری رکھیں، دینی مسائل میں مذاکرہ کرتے رہیں، کتب بینی کرتے رہیں، کسی سے جھگڑا ہو جائے تو نرمی اور انصاف سے کام لیں جاہل اور اس میں اس وقت بھی فرق ہونا چاہیے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲: استاذ کا ادب کرے اس کے حقوق کی محافظت کرے اور مال سے اس کی خدمت کرے اور استاد سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس میں پیروی نہ کرے۔ استاذ کا حق ماں باپ اور دوسرے لوگوں سے زیادہ جانے اس کے ساتھ تواضع سے پیش آئے، جب استاذ کے مکان پر جائے تو دروازہ پر دستک نہ دے بلکہ اس کے برآمد ہونے کا انتظار کرے۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص۳۷۸ - ۳۷۹.

مسئلہ ۱۳: نااہلوں کو علم نہ پڑھائے اور جو اس کے اہل ہوں ان کی تعلیم سے انکار نہ کرے کہ نااہلوں کو پڑھانا علم کو ضائع کرنا ہے اور اہل کو نہ پڑھانا ظلم وجور ہے۔ (عالمگیری) نااہل سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نسبت معلوم ہے کہ علم کے حقوق کو محفوظ نہ رکھ سکیں گے، پڑھ کر چھوڑ دیں گے، جاہلوں کے سے افعال کریں گے یا لوگوں کو گمراہ کریں گے یا علما کو بدنام کریں گے۔

مسئلہ ۱٤: معلم اگر ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو پانچ باتیں اس پر لازم ہیں۔

(۱) تعلیم پر اُجرت لینا شرط نہ کرے، اگر کوئی خود کچھ دیدے تو لے لے، ورنہ کچھ نہ کہے۔

(۲) باوضو رہے۔

(۳) خیر خواہانہ تعلیم دے، توجہ کے ساتھ پڑھائے۔

(۴) لڑکوں میں جھگڑا ہو تو عدل وانصاف سے کام لے، یہ نہ ہو کہ مال داروں کے بچوں کی طرف زیادہ توجہ کرے اور غریبوں کے بچوں کی طرف کم۔

(۵) بچوں کو زیادہ نہ مارے، مارنے میں حد سے تجاوز کرے گا تو قیامت کے روز محاسبہ (یعنی حساب۔) دینا پڑے گا۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٩.

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے نماز وغیرہ کے مسائل اس لیے سیکھے کہ دوسرے لوگوں کو سکھائے بتائے گا اور دوسرے نے اس لیے سیکھے کہ ان پر خود عمل کرے گا، پہلا شخص اس دوسرے سے افضل ہے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٢ یعنی جبکہ پہلے کا یہ مقصد ہو کہ عمل بھی کرے گا اور تعلیم بھی دے گا یا یہ کہ محض تحصیل علم میں اول کو دوسرے پر فضیلت ہے، کیونکہ پہلے کا مقصد دوسروں کو فائدہ پہنچانا اور دوسرے کا مقصد صرف اپنے کو فائدہ پہنچانا ہے۔

مسئلہ ۱٦: گھڑی بھر علم دین کے مسائل میں مذاکرہ اور گفتگو کرنا ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٢

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

مسئلہ ۱۷: کچھ قرآن مجید یاد کر چکا ہے اور اسے فرصت ہے تو افضل یہ ہے کہ علم فقہ سیکھے، کہ قرآن مجید حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور فقہ کی ضروری باتوں کا جاننا فرض عین ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٧٢.

بہارِ شریعت
حصہ 16
مفتی محمد امجد علی اعظمی
4921389-93/4126999
4125858
Web:www.dawateislami.net, Email:maktaba@dawateislami.net

ریا وسمعہ کا بیان

ریا یعنی دکھاوے کے لیے کام کرنا اور سمعہ یعنی اس لیے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے یہ دونوں چیزیں بہت بری ہیں ان کی وجہ سے عبادت کا ثواب نہیں ملتا بلکہ گناہ ہوتا ہے اور یہ شخص مستحق عذاب ہوتا ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ ﴾

''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت دے کر باطل نہ کرو، اس شخص کی طرح جو دکھاوے کے لیے مال خرچ کرتا ہے۔'' پ۳، البقرة: ٢٦٤.

اور ارشاد ہوا:

﴿ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۠ ﴾

''جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو، اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔'' پ١٦، الكهف: ١١٠.

اس کی تفسیر میں مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ریا نہ کرے کہ وہ ایک قسم کا شرک ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَۙ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَۙ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَۙ وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۠ ﴾

''ویل ہے ان نمازیوں کے لیے جو نماز سے غفلت کرتے ہیں، جو ریا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔''

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

اور فرماتا ہے: پ٣٠، الماعون: ٤ ـ ٧.

﴿ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَؕ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُؕ ﴾

''اللہ (عزوجل) کی عبادت اس طرح کر کہ دین کو اس کے لیے خالص کر، آگاہ ہوجاؤ کہ دین خالص اللہ (عزوجل) کے لیے ہے۔'' پ٢٣، الزمر: ٢ ـ ٣.

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ وَ مَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا ﴾

''اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ (عزوجل) پر ایمان لاتے ہیں اور نہ پچھلے دن پر اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو برا ساتھی ہوا۔'' پ٥، النسآء: ٣٨.

احادیث اس کی مذمت میں بہت ہیں، بعض ذکر کی جاتی ہیں:

حدیث ۱: ابن ماجہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: ہم لوگ مسیح دجال کا ذکر کررہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہ فرمایا: کہ میں تمھیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں جس کا مسیح دجال سے بھی زیادہ میرے نزدیک تم پر خوف ہے؟ ہم نے کہا، ہاں یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، ارشاد فرمایا: ''وہ شرک خفی ہے، آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اور اس وجہ سے زیادہ کرتا ہے کہ یہ دیکھتا ہے کہ دوسرا شخص اسے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے۔'' "سنن ابن ماجه"، أبواب الزهد، باب الرياء

والسمعة، الحديث: ٤٢٠٤، ص٢٧٣٢. و "مشكاة المصابيح"، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، الحديث: ٥٣٣٣، ج٣، ص١٤٠

حدیث ۲: امام احمد نے محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس چیز کا تم پر زیادہ خوف ہے، وہ شرکِ اصغر ہے۔'' لوگوں نے عرض کی، شرک اصغر کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: کہ '' ریا ہے۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث محمود بن لبيد، الحديث: ٢٣٦٩٢، ج٩، ص١٦٠.

بیہقی نے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا کہ جس دن بندوں کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، ریا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''ان کے پاس جاؤ جن کے دکھاوے کے لیے کام کرتے تھے، جا کر دیکھو کہ وہاں تمھیں کوئی بدلا اور خیر ملتا ہے۔'' "شعب الإيمان"، باب في اخلاص العمل... إلخ، الحديث: ٦٨٣١، ج٥، ص٣٣٣.

حدیث ۳: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابوسعید ابن ابی فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو اس دن میں جمع فرمائے گا جس میں شک نہیں، تو ایک منادی ندا کرے گا، جس نے کوئی کام اللہ (عزوجل) کے لیے کیا اور اس میں کسی کو شریک کرلیا وہ اپنے عمل کا ثواب اسی شریک سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے بالکل بے نیاز ہے۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي سعيد بن أبي فضالة، الحديث: ١٥٨٣٨، ج٥، ص٣٦٩.

حدیث ٤: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں تمام شرکا میں شرکت سے بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کیا، میں اس کو شرک کے ساتھ چھوڑ دوں گا۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الزهد، باب تحريم الرياء، الحديث: ٧٤٧٥، ص١١٩٥ یعنی اس کا کچھ ثواب نہ دوں گا اور ایک روایت میں ہے، کہ فرماتا ہے: ''میں اس سے بَری ہوں، وہ اسی کے لیے ہے جس کے لیے عمل کیا۔'' "شعب الإيمان"، باب في إخلاص العمل لله... إلخ، الحديث: ٦٨١٥، ج٥، ص٣٢٩.

حدیث ٥: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور تمھارے اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا، وہ تمھارے دل اور تمھارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب البر... إلخ، باب تحريم ظلم المسلم... إلخ، الحديث: ٦٥٤٣، ص١١٢٧.

حدیث ٦: صحیح بخاری و مسلم میں جندب یعنی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو سنانے کے لیے کام کرے گا، اللہ (عزوجل) اس کو سنائے گا یعنی اس کی سزا دے گا اور جو ریا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ریا کی سزا دے گا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، الحديث: ٦٤٩٩، ص٥٤٥.

حدیث ۷: طبرانی و حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ریا کا ادنیٰ مرتبہ بھی شرک ہے اور تمام بندوں میں خدا کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں، جو پرہیزگار ہیں جو چھپے ہوئے ہیں اگر وہ غائب ہوں تو انھیں کوئی تلاش نہ کرے اور گواہی دیں تو پہچانے نہ جائیں، وہ لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔'' "المستدرك"، كتاب معرفة الصحابة رضى الله تعالى عنهم، الحديث: ٥٢٣١، ج٤، ص٣٠٦.

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

حـــــدیـــــث ۸: ابن ماجہ نے روایت کی، کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے، معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس روتا ہوا پایا۔ حضرت عمر نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ حضرت معاذ نے کہا، ایک بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی تھی، وہ مجھے رلاتی ہے۔ میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو یہ فرماتے سنا: کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور جو شخص اللہ (عزوجل) کے ولی سے دشمنی کرے، وہ اللہ (عزوجل) سے لڑائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکوں، پرہیزگاروں، چھپے ہوؤں کو دوست رکھتا ہے وہ کہ غائب ہوں تو ڈھونڈیں نہ جائیں، حاضر ہوں تو بلائے نہ جائیں اور ان کو نزدیک نہ کیا جائے، ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں، ہر غبار آلود تاریک سے نکل جاتے ہیں۔ "سنن ابن ماجه"، ابواب الفتن، باب من ترجى له... إلخ، الحديث: ٣٩٨٩، ص٢٧١٦. و "مشكاة المصابيح"، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، الحديث: ٥٣٢٨، ج٣، ص١٣٩. **یعنی مشکلات اور بلاؤں سے الگ ہوتے ہیں۔**

حـــــدیـــــث ۹: امام بخاری نے ابو تمیمہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ صفوان اور ان کے ساتھیوں کے پاس میں حاضر تھا، جندب ان کو نصیحت کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا، تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہو تو بیان کرو۔ جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: جو سنانے کے لیے عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے سنائے گا یعنی سزا دے گا اور جو مشقت ڈالے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا۔ انھوں نے کہا، ہمیں وصیت کیجیے۔ فرمایا: ''سب سے پہلے انسان کا پیٹ سڑے گا، لہٰذا جس سے ہو سکے کہ پاکیزہ مال کے سوا کچھ نہ کھائے، وہ یہی کرے اور جس سے ہو سکے کہ اس کے اور جنت کے درمیان چلو بھر خون حائل نہ ہو وہ یہ کرے یعنی کسی کو ناحق قتل نہ کرے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الأحكام، باب من شاق شق الله عليه، الحديث: ٧١٥٢، ص٥٩٦.

www.dawateislami.net

حـــــدیـــــث ۱۰: امام احمد نے شداد بن اوس سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: کہ ''جس نے ریا کے ساتھ نماز پڑھی، اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کے ساتھ روزہ رکھا، اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کے ساتھ صدقہ دیا، اس نے شرک کیا۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث شداد بن اوس، الحديث: ١٧١٤٠، ج٦، ص ٨١-٨٢.

حـــــدیـــــث ۱۱: امام احمد نے شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ یہ روئے، کسی نے پوچھا کیوں روتے ہیں؟ کہا کہ ایک بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی تھی وہ یاد آ گئی اس نے مجھے رلا دیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ ''میں اپنی امت پر شرک اور شہوت خفیہ کا اندیشہ کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ فرمایا: ہاں مگر وہ لوگ آفتاب و ماہتاب اور پتھر اور بت کو نہیں پوجیں گے، بلکہ اپنے اعمال میں ریا کریں گے اور شہوت خفیہ یہ کہ صبح کو روزہ رکھے گا پھر کسی خواہش سے روزہ توڑ دے گا۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث شداد بن اوس، الحديث: ١٧١٢٠، ج٦، ص٧٧.

حـــــدیـــــث ۱۲: امام احمد و مسلم و نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے پہلے قیامت کے دن ایک شخص کا فیصلہ ہوگا جو شہید ہوا ہے وہ حاضر کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا یعنی اقرار کرے گا، ارشاد فرمائے گا: کہ ان نعمتوں کے مقابل میں تو نے کیا عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا، میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تو نے اس لیے قتال کیا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں سو کہہ لیا گیا، حکم

ہوگا اس کو مونھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

اور ایک وہ شخص جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پڑھا، وہ حاضر کیا جائے گا اس سے نعمتوں کو دریافت کرے گا، وہ نعمتوں کو پہچانے گا فرمائے گا: ان نعمتوں کے مقابل میں تو نے کیا عمل کیا ہے؟ کہے گا، میں نے تیرے لیے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا، فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تو نے علم اس لیے پڑھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو تجھے کہہ لیا گیا، حکم ہوگا مونھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر ایک تیسرا شخص لایا جائے گا، جس کو خدا نے وسعت دی ہے اور ہر قسم کا مال دیا ہے، اس سے اپنی نعمتیں دریافت فرمائے گا، وہ نعمتوں کو پہچانے گا، فرمائے گا: تو نے ان کے مقابل کیا کیا؟ عرض کرے گا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے محبوب ہے، مگر میں نے اس میں تیرے لیے خرچ کیا۔ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے، تو نے اس لیے خرچ کیا کہ سخی کہا جائے سو کہہ لیا گیا، اس کے متعلق بھی حکم ہوگا مونھ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' "صحیح مسلم"، کتاب الإمارة، باب من قاتل للریاء والسمعة استحق النار، الحدیث: ٤٩٢٣، ص١٠١٨.

حدیث ۱۳: بخاری نے تاریخ میں اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ (عزوجل) کی پناہ مانگو 'جبّ الحزن' سے یہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ جہنم بھی ہر روز چار سو مرتبہ اس سے پناہ مانگتا ہے، اس میں قاری داخل ہوں گے جو اپنے اعمال میں ریا کرتے ہیں اور خدا کے بہت زیادہ مبغوض وہ قاری ہیں، جو امرا کی ملاقات کو جاتے ہیں۔'' "کنزالعمال"، کتاب الأخلاق، رقم: ٧٤٧٧، ج٣، ص١٩٠. و "جامع الترمذي"، أبواب الزهد، باب ماجاء في الریاء والسمعة، الحدیث: ٢٣٨٣، ص١٨٩١.

www.dawateislami.net

حدیث ۱۴: طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص آخرت کے عمل سے آراستہ ہو اور وہ نہ آخرت کا ارادہ کرتا ہے، نہ آخرت کا طالب ہے، اس پر آسمان و زمین میں لعنت ہے۔'' "المعجم الأوسط"، باب العین، الحدیث: ٤٧٧٦، ج٣، ص٣٣٨. و "الترغیب و الترهیب" للمنذري، الترهیب من الریاء... إلخ، الحدیث: ١٢، ج١، ص٣٢.

حدیث ۱۵: حکیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے، جو چکنے پتھر پر چلتی ہے۔'' "نوادر الأصول في معرفة أحادیث الرسول"، الأصل الرابع و السبعون والمئتان... إلخ، الحدیث: ١٩٠١، ص٦٧٢.

حدیث ۱۶: امام احمد و طبرانی نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! شرک سے بچو کیونکہ وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کس طرح شرک سے بچیں؟ ارشاد فرمایا: کہ یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ اَنْ نُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَعْلَمُهٗ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُهٗ .

الٰہی! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ جان کر ہم تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور ہم اس سے استغفار کرتے ہیں جس کو نہیں جانتے۔'' "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أبي موسى الاشعری، الحدیث: ١٩٦٢٥، ج٧، ص١٤٦.

حدیث ۱۷: طبرانی نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگوں کو جنت کا حکم ہوگا، جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنت میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لیے سامان طیار کررکھا ہے، دیکھیں گے۔ پکارا جائے گا کہ انھیں واپس کرو جنت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔ یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب! اگر تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کردیا ہوتا، ہمیں تو نے ثواب اور جو کچھ اپنے اولیا کے لیے جنت میں مہیا کیا ہے نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہم پر آسان ہوتا۔

ارشاد فرمائے گا: ''ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بدبختو! جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے، لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی، لوگوں کے لیے گناہ چھوڑے میرے لیے نہیں چھوڑے، لہٰذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا اور ثواب سے محروم کروں گا۔'' "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ١٩٩، ج١٥، ص٨٥ و "مجمع الزوائد"، كتاب الزهد، باب ماجاء في الرياء، الحديث: ١٧٦٤٩، ج١٠، ص٣٧٧.

حدیث ۱۸: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی نیت طلبِ آخرت ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غنا پیدا کردے گا اور اس کی حاجتیں جمع کردے گا اور دنیا ذلیل ہوکر اس کے پاس آئے گی اور طلب دنیا جس کی نیت ہو اللہ تعالیٰ فقر و محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کردے گا اور اس کے کاموں کو متفرق کردے گا اور ملے گا وہی جو اس کے لیے لکھا جاچکا ہے۔'' "مشكاة المصابيح"، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، الحديث: ٥٣٢٠، ج٣، ص١٣٨.

حدیث ۱۹: صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یہ فرمایئے کہ آدمی اچھا کام کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں (یہ ریا ہے یا نہیں)؟ فرمایا: ''یہ مومن کے لیے جلد یعنی دنیا میں بشارت ہے۔''

"صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة والادب، باب إذا أثني على الصالح... إلخ، الحديث: ٦٧٢١، ص١١٣٨.

حدیث ۲۰: ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنے مکان کے اندر نماز کی جگہ میں تھا، ایک شخص آگیا اور یہ بات مجھے پسند آئی کہ اس نے مجھے اس حال میں دیکھا (یہ ریا تو نہ ہوا)۔ ارشاد فرمایا: ''ابوہریرہ! تمھارے لیے دو ثواب ہیں، پوشیدہ عبادت کرنے کا اور علانیہ کا بھی۔'' "شرح السنة"، كتاب الرقاق، باب من عمل لله فحمد عليه، الحديث: ٤٠٣٦، ج٧، ص٣٤٦

یہ اس صورت میں ہے کہ عبادت اس لیے نہیں کی کہ لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ عابد سمجھیں، عبادت خالصاً اللہ (عزوجل) کے لیے ہے، عبادت کے بعد اگر لوگوں پر ظاہر ہوگئی اور طبعاً یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے نے اچھی حالت پر پایا، اس طبعی مسرت سے ریا نہیں۔

حدیث ۲۱: بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کی برائی کے لیے یہ کافی ہے کہ دین و دنیا میں اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے، مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچائے۔'' "شعب الإيمان"، باب في اخلاص العمل... إلخ، الحديث: ٦٩٧٨، ج٥، ص٣٦٧. یعنی جسے لوگ اچھا سمجھتے ہوں، اس کو ریا و عجب سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے، مگر خدا کی خاص مہربانی جس پر ہو وہی بچتا ہے۔

مسئلہ ۱: روزہ دار سے پوچھا، کیا تمہارا روزہ ہے؟ اسے کہہ دینا چاہیے کہ ہاں ہے، کہ روزہ میں ریا کو دخل نہیں، یہ نہ کہے کہ دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے، یعنی ایسے الفاظ نہ کہے جن سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ اپنے روزہ کو چھپاتا ہے کہ یہ بے وقوفی کی بات ہے کہ چھپاتا ہے مگر اس طرح جس سے اظہار ہوجاتا ہے یہ منافقین کا طریقہ ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ بتانا چاہتا ہے کہ اپنے عمل کو چھپاتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص ۷۰۰.

مسئلہ ۲: عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الٰہی کے لیے عمل کرنا ضرور ہے۔ دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالاجماع حرام ہے، بلکہ حدیث میں ریا کو شرک اصغر فرمایا اخلاص ہی وہ چیز ہے کہ اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے، ہوسکتا ہے کہ عمل صحیح نہ ہو مگر جب اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو تو اس پر ثواب مرتب ہو مثلاً لاعلمی میں کسی نے نجس پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھ لی اگرچہ یہ نماز صحیح نہ ہوئی کہ صحت کی شرط طہارت تھی وہ نہیں پائی گی مگر اس نے صدقِ نیت اور اخلاص کے ساتھ پڑھی ہے تو ثواب کا ترتب ہے یعنی اس نماز پر ثواب پائے گا مگر جبکہ بعد میں معلوم ہوگیا کہ ناپاک پانی سے وضو کیا تھا تو وہ مطالبہ جو اس کے ذمہ ہے ساقط نہ ہوگا، وہ بدستور قائم رہے گا اس کو ادا کرنا ہوگا۔

اور کبھی شرائطِ صحت پائے جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا مثلاً نماز پڑھی تمام ارکان ادا کیے اور شرائط بھی پائے گئے، مگر ریا کے ساتھ پڑھی تو اگرچہ اس نماز کی صحت کا حکم دیا جائے مگر چونکہ اخلاص نہیں ہے ثواب نہیں۔

ریا کی دو صورتیں ہیں، کبھی تو اصل عبادت ہی ریا کے ساتھ کرتا ہے کہ مثلاً لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو پڑھتا ہی نہیں یہ ریائے کامل ہے کہ ایسی عبادت کا بالکل ثواب نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اصل عبادت میں ریا نہیں، کوئی ہوتا یا نہ ہوتا بہرحال نماز پڑھتا مگر وصف میں ریا ہے کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا جب بھی پڑھتا مگر اس خوبی کے ساتھ نہ پڑھتا۔ یہ دوسری قسم پہلی سے کم درجہ کی ہے اس میں اصل نماز کا ثواب ہے اور خوبی کے ساتھ ادا کرنے کا جو ثواب ہے وہ یہاں نہیں کہ یہ ریا سے ہے اخلاص سے نہیں۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص ۷۰۱

مسئلہ ۳: کسی عبادت کو اخلاص کے ساتھ شروع کیا مگر اثنائے عمل میں ریا کی مداخلت ہوگئی تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ ریا سے عبادت کی بلکہ یہ عبادت اخلاص سے ہوئی، ہاں اس کے بعد جو کچھ عبادت میں حسن وخوبی پیدا ہوگئی وہ ریا سے ہوگی اور یہ ریا کی قسم دوم میں شمار ہوگی۔ (ردالمحتار) المرجع السابق.

مسئلہ ٤: روزہ کے متعلق بعض علما کا یہ قول ہے کہ اس میں ریا نہیں ہوتا اس کا غالباً یہ مطلب ہوگا کہ روزہ چند چیزوں سے باز رہنے کا نام ہے اس میں کوئی کام نہیں کرنا ہوتا جس کی نسبت کہا جائے کہ ریا سے کیا، ورنہ یہ ہوسکتا ہے کہ لوگوں کو جتانے کے لیے یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں یا لوگوں کے سامنے مونھ بنائے رہتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کا بھی روزہ ہے اس طور پر روزہ میں بھی ریا کی مداخلت ہوسکتی ہے۔ (ردالمحتار) المرجع السابق. ص۷۰۲.

مسئلہ ۵: ریا کی طرح اُجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے کہ کسی میت کے لیے بغرض ایصالِ ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے کہ یہاں اخلاص کہاں بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھتا بھی نہیں، اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں پھر میت کے لیے ایصالِ ثواب کا نام لینا غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائے گا کیا۔ اس صورت میں نہ پڑھنے والے کو ثواب، نہ میت کو بلکہ اجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار۔ (ردالمحتار) المرجع السابق. ہاں اگر اخلاص کے ساتھ کسی نے تلاوت کی تو اس پر ثواب بھی

ہے اوراس کا ایصال بھی ہوسکتا ہے اور میت کواس سے نفع بھی پہنچے گا۔

بعض مرتبہ پڑھنے والوں کو پیسے نہیں دیے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے۔ اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک قسم کی اجرت ہی ہے کہ جب ایک چیز مشہور ہو جاتی ہے تو اسے بھی مشروط ہی کا حکم دیا جاتا ہے، اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہو چکا، ہاں جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مٹھائی نہیں ملتی جب بھی میں پڑھتا وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور اس بات کا خود وہ اپنے ہی دل سے فیصلہ کرسکتا ہے کہ میرا پڑھنا مٹھائی کے لیے ہے یا اللہ عزوجل کے لیے۔

پنج آیت (یعنی سورۂ فاتحہ اور چاروں قل، جو فاتحہ میں پڑھتے ہیں۔) پڑھنے والا اپنا دوہرا حصہ لیتا ہے یعنی ایک حصہ خاص پنج آیت پڑھنے کا ہوتا ہے اور نہ ملے تو جھگڑتا ہے گویا یہ زائد حصہ پنج آیت کا معاوضہ ہے اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ جس طرح اجیر کو اجرت نہ ملے تو جھگڑ کر لیتا ہے، اسی طرح یہ بھی لیتا ہے، لہٰذا بظاہر اخلاص نظر نہیں آتا، واللہ اعلم بالصواب۔

میلادخوان اور واعظ بھی دو حصے لیتے ہیں جب کہ وعظ میں مٹھائی تقسیم ہوتی ہے جس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ایک حصہ اپنے پڑھنے اور تقریر کرنے کا لیتے ہیں، اگر وہی حصہ یہ بھی لیتے جو عام طور پر تقسیم ہوتا ہے تو بہت خوب ہوتا کہ ذرا سی مٹھائی کے بدلے اجر عظیم کے ضائع ہونے کا شبہہ نہ ہوتا۔

بعض جگہ خصوصیت کے ساتھ ان کی دعوتیں بھی ہوتی ہیں کہ ان کو اسی حیثیت سے کھانا کھلایا جاتا ہے کہ یہ پڑھیں گے بیان کریں گے یہ مخصوص دعوت بھی اسی اجرت ہی کی حد میں آتی ہے، ہاں اگر اور لوگوں کی دعوت بھی ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وعظ وتقریر کا معاوضہ ہے۔

اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں جن کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں، یہ مختصر بیان دین دار متبع شریعت کے لیے کافی ووافی ہے وہ خود اپنے دل میں انصاف کرسکتا ہے کہ کہاں عمل خیر کی اجرت ہے اور کہاں نہیں۔

مسئلہ ۶: جو شخص حج کو گیا اور ساتھ میں اموال تجارت بھی لے گیا، اگر تجارت کا خیال غالب ہے یعنی تجارت کرنا مقصود ہے اور وہاں پہنچ جاؤں گا حج بھی کرلوں گا یا دونوں پہلو برابر ہیں یعنی سفر ہی دونوں مقصد سے کیا تو ان دونوں صورتوں میں ثواب نہیں یعنی جانے کا ثواب نہیں اور اگر مقصود حج کرنا ہے اور یہ کہ موقع مل جائے گا تو مال بھی بیچ لوں گا تو حج کا ثواب ہے۔ اسی طرح اگر جمعہ پڑھنے گیا اور بازار میں دوسرے کام کرنے کا بھی خیال ہے، اگر اصلی مقصود جمعہ ہی کو جانا ہے تو اس جانے کا ثواب ہے اور اگر کام کا خیال غالب ہے یا دونوں برابر تو جانے کا ثواب نہیں۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۷۰۲.

مسئلہ ۷: فرائض میں ریا کو دخل نہیں۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج۹، ص۷۰۳. اس کا یہ مطلب نہیں کہ فرائض میں ریا پایا ہی نہیں جاتا اس لیے کہ جس طرح نوافل کو ریا کے ساتھ ادا کرسکتا ہے، ہوسکتا ہے کہ فرائض کو بھی ریا کے طور پر ادا کرے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ فرض اگر ریا کے طور پر ادا کیا جب بھی اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، اگرچہ اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ثواب نہ ملے۔

اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اگر کسی کو فرض ادا کرنے میں ریا کی مداخلت کا اندیشہ ہو تو اس مداخلت کو اعتبار کر کے فرض کو ترک نہ کرے بلکہ فرض ادا کرے اور ریا کو دور کرنے کی اور اخلاص حاصل ہونے کی کوشش کرے۔

دعوتِ اسلامی www.dawateislami.net

زیارتِ قبور کا بیان

(زیارت کے متعلق مسائل حصہ چہارم میں ذکر کیے گئے ہیں۔ وہاں سے معلوم کریں۔۱۲منہ)

حدیث ۱: صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو اور میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت کی تھی اب جب تک تمھاری سمجھ میں آئے رکھ سکتے ہو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الجنائز، باب استئذان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم ربه عزوجل... إلخ، الحديث: ٢٢٦٠، ص ٨٣١

حدیث ۲: ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کرو، کہ وہ دنیا میں بے رغبتی کا سبب ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے۔'' "سنن ابن ماجه"، ابواب ماجاء في الجنائز، باب ما جاء في زيارة القبور، الحديث: ١٥٧١، ص ٢٥٧٠.

حدیث ۳: صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ جب قبروں کے پاس جائیں یہ کہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ .

"صحيح مسلم"، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور... إلخ، الحديث: ٢٢٥٧، ص ٨٣١. و "سنن ابن ماجه"، ابواب ماجاء في الجنائز، باب ما جاء فيما يقال اذا دخل المقابر، الحديث: ١٥٤٧، ص ٢٥٦٩.

دعوت اسلامی www.dawateislami.net

حدیث ۴: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ میں قبور کے پاس گزرے تو ادھر کو مونھ کر لیا اور یہ فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ .

"جامع الترمذي"، ابواب الجنائز، باب ما يقول الرجل اذا دخل المقابر، الحديث: ١٠٥٣، ص ١٧٥٢.

حدیث ۵: صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہتی ہیں: کہ جب میری باری کی رات ہوتی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آخر شب میں بقیع کو جاتے اور یہ فرماتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَ هْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ . "صحيح مسلم"، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور... إلخ، الحديث: ٢٢٥٥، ص ٨٣٠.

حدیث ۶: بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن نعمان سے مرسلاً روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اپنے والدین کی دونوں یا ایک کی ہر جمعہ میں زیارت کرے گا، اس کی مغفرت ہو جائے گی اور نیکو کار لکھا جائے گا۔'' "شعب الإيمان"، باب في بر الوالدين، فصل في حفظ حق الوالدين بعد موتهما، الحديث: ٧٩٠١، ج٦، ص ٢٠١.

حدیث ۷: خطیب نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص ایسے کی قبر پر گزرے جسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مُردہ اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔'' "تاريخ بغداد"، رقم: ٣١٧٥، ج٦، ص ١٣٥.

حدیث ۸: امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں میں اپنے گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں (یعنی روضۂ اطہر میں) داخل ہوتی تو اپنے کپڑے اوتار دیتی (یعنی زائد کپڑے جو غیروں کے سامنے ہونے میں ستر پوشی کے لیے ضروری ہیں) اور اپنے دل میں یہ کہتی کہ یہاں تو صرف میرے شوہر اور میرے والد ہیں پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں مدفون ہوئے تو حضرت عمر کی حیا کی وجہ سے خدا کی قسم! میں وہاں نہیں گئی مگر اچھی طرح اپنے اوپر کپڑوں کو لپیٹ کر۔

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند السيدة عائشة رضى الله عنها، الحديث: ٢٥٧١٨، ج١٠، ص١٢.

مسئلہ ۱: زیارت قبور جائز و مسنون ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور ان کے لیے دعا کرتے۔ انظر: "الدرالمنثور" للسيوطي، سورة الرعد، تحت الآية: ٢٤، ج٤، ص٦٤٠ ـ ٦٤١.

اور یہ فرمایا بھی ہے کہ "تم لوگ قبروں کی زیارت کرو۔" "صحيح مسلم"، كتاب الجنائز، باب استئذان النبى صلى الله عليه وسلم ربه عزوجل... إلخ،

الحديث: ٢٢٦٠، ص٨٣١.

مسئلہ ۲: جس کی قبر کی زیارت کو گیا ہے اس کی زندگی میں اگر اس کے پاس ملاقات کو آتا تو جتنا نزدیک یا دور ہوتا اب بھی قبر کی زیارت میں اسی کا لحاظ رکھے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبور، ج٥، ص٣٥٠.

مسئلہ ۳: قبر کی زیارت کو جانا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز نفل پڑھے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور قل ہو اللہ تین بار پڑھے اور اس نماز کا ثواب میت کو پہنچائے، اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں نُور پیدا کرے گا اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا، اب قبرستان کو جائے راستہ میں لا یعنی باتوں میں مشغول نہ ہو جب قبرستان پہنچے جوتیاں اوتار دے اور قبر کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرہ کی طرف مونھ اور اس کے بعد یہ کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَر .

اور سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی و سورۂ اذا زلزلت و الھٰکم التکاثر پڑھے، سورہ ملک اور دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ (عالمگیری)

المرجع السابق.

مسئلہ ۴: چار دن زیارت کے لیے بہتر ہیں، دوشنبہ (پیر۔)، پنج شنبہ (جمعرات۔)، جمعہ، ہفتہ، جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ افضل ہے اور ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک اور پنج شنبہ کو دن کے اول وقت میں اور بعض علما نے فرمایا کہ پچھلے وقت میں افضل ہے، متبرک راتوں میں زیارت قبور افضل ہے، مثلاً شب براءت، شب قدر، اسی طرح عیدین کے دن اور عشرہ ذی الحجہ میں بھی بہتر ہے۔ (عالمگیری)

"الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبور، ج٥، ص٣٥٠.

مسئلہ ۵: قبرستان کے درخت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ درخت قبرستان سے پہلے کا ہے یعنی زمین کو جب قبرستان بنایا گیا اس وقت وہ درخت وہاں موجود تھا، تو جس کی زمین ہے اسی کا درخت ہے وہ جو چاہے کرے اور اگر وہ زمین بنجر تھی کسی کی ملک نہ تھی تو درخت اور زمین کا وہ حصہ جس میں درخت ہے اسی پہلی حالت پر ہے کہ کسی کی ملک نہیں اور اگر قبرستان ہونے کے بعد کا درخت ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص نے لگایا ہے تو جس نے لگایا ہے اس کا ہے مگر اسے یہ چاہیے کہ صدقہ کردے اور معلوم نہ ہو کہ کس نے لگایا ہے بلکہ وہ خود ہی وہاں جم گیا ہے تو قاضی کو اس کے متعلق اختیار ہے اگر قاضی کی یہ رائے ہو کہ درخت کٹوا کر قبرستان پر خرچ کردے تو کر سکتا ہے۔

(عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثانى عشر فى الرباطات والمقابر، ج٢، ص٤٧٣ـ٤٧٤

مسئلہ ٦: بزرگانِ دین اولیاو صالحین کے مزاراتِ طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے، جبکہ یہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کی وقعت نظر عوام میں پیدا ہو، ان کا ادب کریں ان کے برکات حاصل کریں۔ (ردالمختار) "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص ٥٩٩.

ایصالِ ثواب

مسئلہ ١: ایصال ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمۂ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عباداتِ مالیہ یا بدنیہ فرض و نفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جا سکتا ہے، زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کتب فقہ وعقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے، ہدایہ انظر: "الهداية"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ج ١، ص ١٧٨ اور شرح عقائد نسفی انظر: "شرح العقائد النسفية"، مبحث دعاء الاحياء للاموات... إلخ، ص ١٧٢. میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی ہے۔ حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا، انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: پانی۔ انھوں نے کوآں کھودا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في فضل سقى الماء، الحديث: ١٦٨١، ص ١٣٤٨. معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو ثواب ملتا اور فائدہ پہنچتا ہے۔

اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے، یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے کر رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں، یہ محض افترا ہے جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا ہے اور زندوں مُردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے، پس جبکہ ہم اصل کلی بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اسی کلیہ سے معلوم ہو گئے۔

سوم یعنی تیجہ جو مرنے سے تیسرے دن کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید پڑھوا کر یا کلمۂ طیبہ پڑھوا کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور بچوں اور اہلِ حاجت کو چنے، بتاسے یا مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں اور کھانا پکوا کر فقرا و مساکین کو کھلاتے ہیں یا ان کے گھروں پر بھیجتے ہیں جائز و بہتر ہے، پھر ہر پنج شنبہ کو حسبِ حیثیت کھانا پکا کر غربا کو دیتے یا کھلاتے ہیں، پھر چالیسویں دن کھانا کھلاتے ہیں، پھر چھ مہینے پر ایصال کرتے ہیں، اس کے بعد برسی ہوتی ہے۔ یہ سب اسی ایصال ثواب کی فروع ہیں اسی میں داخل ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ یہ سب کام اچھی نیت سے کیے جائیں نمائشی نہ ہوں، نمود مقصود نہ ہو، ورنہ نہ ثواب ہے نہ ایصالِ ثواب۔

بعض لوگ اس موقع پر عزیز و قریب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں، یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے۔ اسی طرح شب براءت میں حلوا پکتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے، حلوا پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ بھی اسی ایصالِ ثواب میں داخل۔

ماہ رجب میں بعض جگہ سورۂ ملک چالیس مرتبہ پڑھ کر روٹیوں یا چھوہاروں پر دم کرتے ہیں اور ان کو تقسیم کرتے ہیں اور ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ اسی ماہ رجب میں حضرت جلال بخاری علیہ الرحمہ کے کونڈے ہوتے ہیں کہ چاول یا کھیر پکوا کر کونڈوں

میں بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ بھی جائز ہے، ہاں ایک بات مذموم ہے وہ یہ کہ جہاں کونڈے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے، یہ ایک لغو حرکت ہے مگر یہ جاہلوں کا طریق عمل ہے، پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔ اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب کے لیے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کر رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے۔اس کونڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستانِ عجیب ہے، اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھواتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کریں۔

ماہ محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصال ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیر برنج (چاولوں کی کھیر۔) پر، کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر، جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ جائز ہے، ان کو جس طرح ایصال ثواب کرو مندوب ہے۔ بہت سے پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں، جاڑوں (یعنی سردیوں۔) میں چائے پلاتے ہیں، کوئی کھچڑا پکواتا ہے جو کارِ خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ ہوسکتا ہے، ان سب کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔بعض جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے ان کا یہ خیال غلط ہے، جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہوسکتی ہے، ان دنوں میں بھی ہوسکتی ہے۔

ماہ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی گیارہویں کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے، یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے بلکہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے کسی تاریخ میں ہو، عوام اسے گیارہویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔

www.dawateislami.net

ماہ رجب کی چھٹی تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی چھٹی تاریخ کو حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ بھی ایصال ثواب میں داخل ہے۔اصحابِ کہف کا توشہ یا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا حضرت شیخ احمد عبدالحق رُدولوی قدس سرہ العزیز کا توشہ (یعنی کسی ولی یا بزرگ کی فاتحہ کا کھانا، جو عرس کے دن تقسیم کیا جاتا ہے۔) بھی جائز ہے اور ایصال ثواب میں داخل ہے۔

مسئلہ ۲: عرس بزرگانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو ہر سال ان کے وصال کے دن ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے، کہ اس تاریخ میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اور ثواب اون بزرگ کو پہنچایا جاتا ہے یا میلاد شریف پڑھا جاتا ہے یا وعظ کہا جاتا ہے، بالجملہ ایسے امور جو باعث ثواب و خیر و برکت ہیں جیسے دوسرے دنوں میں جائز ہیں ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے اول یا آخر میں شہدائے احد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ انظر: "الدرالمنثور" للسيوطي، سورة الرعد، تحت الآية: ٢٤، ج٤، ص٦٤٠ ـ ٦٤١. ہاں یہ ضرور ہے کہ عرس کو لغو و خرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے، جاہلوں کو نامشروع حرکات سے روکا جائے، اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں تو ان افعال کا گناہ ان کے ذمہ۔

مجالسِ خیر

مسئلہ ۱: میلاد شریف یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کا بیان جائز ہے۔اسی کے ضمن میں اس مجلس پاک میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے فضائل و معجزات و سیر و حالات حیاۃ و رضاعت و بعثت کے واقعات بھی بیان ہوتے ہیں، ان چیزوں کا ذکر احادیث میں بھی ہے اور قرآن مجید میں بھی۔ اگر مسلمان اپنی محفل میں بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے

کے لیے محفل منعقد کریں تو اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس مجلس کے لیے لوگوں کو بلانا اور شریک کرنا خیر کی طرف بلانا ہے، جس طرح وعظ اور جلسوں کے اعلان کیے جاتے ہیں، اشتہارات چھپوا کر تقسیم کیے جاتے ہیں، اخبارات میں اس کے متعلق مضامین شائع کیے جاتے ہیں اور ان کی وجہ سے وہ وعظ اور جلسے ناجائز نہیں ہوجاتے، اسی طرح ذکر پاک کے لیے بلاوا دینے سے اس مجلس کو ناجائز و بدعت نہیں کہا جاسکتا۔

اسی طرح میلاد شریف میں شیرینی بانٹنا بھی جائز ہے، مٹھائی بانٹنا بر وصلہ ہے، جب یہ محفل جائز ہے تو شیرینی تقسیم کرنا جو ایک جائز فعل تھا اس مجلس کو ناجائز نہیں کردے گا، یہ کہنا کہ لوگ اسے ضروری سمجھتے ہیں اس وجہ سے ناجائز ہے یہ بھی غلط ہے کوئی بھی واجب یا فرض نہیں جانتا، بہت مرتبہ میں نے خود دیکھا ہے کہ میلاد شریف ہوا اور مٹھائی نہیں تقسیم ہوئی۔ اور بالفرض اسے کوئی ضروری سمجھتا بھی ہو، تو عرفی ضروری کہتا ہوگا نہ کہ شرعاً اس کو ضروری جانتا ہوگا۔

اس مجلس میں بوقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا ہے یعنی کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں علمائے کرام نے اس قیام کو مستحسن فرمایا ہے۔ کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھنا بھی جائز ہے۔

بعض اکابر کو اس مجلس پاک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے اگرچہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس موقع پر ضرور تشریف لاتے ہی ہیں، مگر کسی غلام پر اپنا کرم خاص فرمائیں اور تشریف لائیں تو مستبعد بھی نہیں۔

مسئلہ ۲: مجلس میلاد شریف میں یا دیگر مجالس میں وہی روایات بیان کی جائیں جو ثابت ہوں، موضوعات اور گڑھے ہوئے قصے ہرگز ہرگز بیان نہ کیے جائیں، کہ بجائے خیر و برکت ایسی باتوں کے بیان کرنے میں گناہ ہوتا ہے۔

www.dawateislami.net

مسئلہ ۳: معراج شریف کے بیان کے لیے مجلس منعقد کرنا، اس میں واقعۂ معراج بیان کرنا جس کو رجبی شریف کہا جاتا ہے جائز ہے۔

مسئلہ ۴: یہ مشہور ہے کہ شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر گئے اور واعظین اس کے متعلق ایک روایت بھی بیان کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ برہنہ پا تھے، لہٰذا اس کے متعلق سکوت کرنا مناسب ہے۔

مسئلہ ۵: خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات کی تاریخوں میں مجلس منعقد کرنا اور ان کے حالات وفضائل وکمالات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا بھی جائز ہے، کہ وہ حضرات مقتدایان اہلِ اسلام ہیں، ان کی زندگی کے کارنامے مسلمانوں کے لیے مشعل ہدایت ہیں اور ان کا ذکر باعث خیر و برکت اور سبب نزول رحمت ہے۔

مسئلہ ۶: رجب کی ۲۶ و ۲۷ کو روزے رکھتے ہیں، پہلے کو ہزاری اور دوسرے کو لکھی کہتے ہیں یعنی پہلے میں ہزار روزے کا ثواب اور دوسرے میں ایک لاکھ کا ثواب بتاتے ہیں۔ ان روزوں کے رکھنے میں مضایقہ نہیں، مگر یہ جو ثواب کے متعلق مشہور ہے اس کا ثبوت نہیں۔

مسئلہ ۷: عشرۂ محرم میں مجلس منعقد کرنا اور واقعات کربلا بیان کرنا جائز ہے جبکہ روایات صحیحہ بیان کی جائیں، ان واقعات میں صبر و تحمل رضا و تسلیم کا بہت مکمل درس ہے اور پابندی احکام شریعت و اتباع سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دین حق کی حفاظت میں تمام

اعزہ واقربا ورفقا اور خود اپنے کو راہِ خدا میں قربان کیا اور جزع وفزع کا نام بھی نہ آنے دیا، مگر اس مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی ذکر خیر ہوجانا چاہیے تاکہ اہل سنت اور شیعوں کی مجالس میں فرق وامتیاز رہے۔

مسئلہ ۸: تعزیہ داری کہ واقعات کربلا کے سلسلہ میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے اور ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ پاک کی شبیہ کہتے ہیں، کہیں تخت بنائے جاتے ہیں، کہیں ضریح بنتی ہے (یعنی ایک قسم کا تعزیہ جو گنبد نما ہوتا ہے۔) اور علم اور شدے (یعنی جھنڈے یا نشان جو محرم میں شہدائے کربلا کی یاد میں تعزیوں کے ساتھ۔) نکالے جاتے ہیں، ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں، تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے، آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں، کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتیں ہیں، کہیں چبوترے کھودوائے جاتے ہیں، تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں، سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں، ہار پھول ناریل چڑھاتے ہیں، وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے چھتری لگانے کو بہت برا جانتے ہیں۔

تعزیوں کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں، ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں، سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر یا شبیہ قبر بتاتے ہیں اور وہاں شربت مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں۔ یہ تصور کرکے کہ حضرت امام عالی مقام کے روضہ اور مواجہۂ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جاکر دفن کرتے ہیں گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے پھر تیجہ دسواں چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہندی نکالتے ہیں گویا ان کی شادی ہورہی ہے اور مہندی رچائی جائے گی اور اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں کوئی پیک (یعنی قاصد۔) بنتا ہے جس کے کمر سے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں گویا یہ حضرت امام عالی مقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔

کسی بچہ کو فقیر بنایا جاتا ہے اوس کے گلے میں جھولی ڈالتے اور گھر گھر اس سے بھیک منگواتے ہیں، کوئی سقہ (سقہ: یعنی پانی بھر کر لانے والا۔) بنایا جاتا ہے، چھوٹی سی مشک اس کے کندھے سے لٹکتی ہے گویا یہ دریائے فرات سے پانی بھر کر لائے گا، کسی علم پر مشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے، گویا یہ حضرت عباس علم دار ہیں کہ فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھید دیا ہے، اسی قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں یہ سب لغو خرافات ہیں ان سے ہرگز سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نہیں یہ تم خود غور کرو کہ انھوں نے احیائے دین وسنت کے لیے یہ زبردست قربانیاں کیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو بدعات کا ذریعہ بنالیا۔

بعض جگہ اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں براق بنایا جاتا ہے جو عجب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا۔ شاید یہ حضرت امام عالی مقام کی سواری کے لیے ایک جانور ہوگا۔ کہیں دلدل بنتا ہے، کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں، بعض جگہ آدمی ریچھ، بندر، لنگور بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی ایسی بری حرکت، اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔ افسوس کہ محبت اہلِ بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں یہ واقعہ تمھارے لیے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشہ بنالیا۔

اسی سلسلے میں نوحہ وماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے، اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہوجاتا ہے، سینہ سرخ ہوجاتا ہے بلکہ

بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے۔ تعزیوں کے پاس مرثیہ (مرثیہ: یعنی وہ نظم جس میں شہدائے کربلا کے مصائب اور شہادت کا ذکر ہو۔) پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے، مرثیہ میں غلط واقعات نظم کیے جاتے ہیں، اہل بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے اور چونکہ اکثر مرثیہ رافضیوں ہی کے ہیں، بعض میں تبرا بھی ہوتا ہے مگر اس رو میں سنّی بھی اسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انھیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں، یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔

مسئلہ ۹: اظہارِ غم کے لیے سر کے بال بکھیرتے ہیں، کپڑے پھاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے اور بھوسا اڑاتے ہیں، یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں، ان سے بچنا نہایت ضروری ہے، احادیث میں ان کی سخت ممانعت آئی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے امور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ (عزوجل) اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہوں کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔

مسئلہ ۱۰: تعزیوں اور علم کے ساتھ بعض لوگ لنگر لٹاتے ہیں یعنی روٹیاں یا بسکٹ یا اور کوئی چیز اونچی جگہ سے پھینکتے ہیں یہ ناجائز ہے، کہ رزق کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے، یہ چیزیں کبھی نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور اکثر لوٹنے والوں کے پاؤں کے نیچے بھی آتی ہیں اور بہت کچھ کچل کر ضائع ہوتی ہیں۔ اگر یہ چیزیں انسانیت کے طریق پر فقرا کو تقسیم کی جائیں تو بے حرمتی بھی نہ ہو اور جن کو دیا جائے انھیں فائدہ بھی پہنچے، مگر وہ لوگ اس طرح لٹانے ہی کو اپنی نیک نامی تصور کرتے ہیں۔

آدابِ سفر کا بیان

سفر کے متعلق بہت سی باتیں حصۂ ششم میں بیان کی گئی ہیں۔ وہاں سے معلوم کریں۔۱۲منہ

حدیث ۱: صحیح بخاری میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کو پنجشنبہ کے روز روانہ ہوئے اور پنجشنبہ کے دن روانہ ہونا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پسند تھا۔ سفر کے متعلق بہت سی باتیں حصۂ ششم میں بیان کی گئی ہیں۔ وہاں سے معلوم کریں۔۱۲منہ

حدیث ۲: ترمذی و ابوداود نے صخر بن وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: الٰہی! تو میری امت کے لیے صبح میں برکت دے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب سریہ یا لشکر بھیجتے تو صبح کے وقت میں بھیجتے اور صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجر تھے، یہ اپنی تجارت کا مال صبح کو بھیجتے، یہ صاحبِ ثروت ہوگئے اور ان کا مال زیادہ ہوگیا۔ "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في الابتكار في السفر، الحديث: ٢٦٠٦، ص ١٤١٥

حدیث ۳: صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تنہائی کی خرابیوں کو جو کچھ میں جانتا ہوں، اگر دوسرے لوگ جانتے تو کوئی سوار رات میں تنہا نہ جاتا۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب السير وحده، الحديث: ٢٩٩٨، ص ٢٤١.

حدیث ۴: امام مالک و ترمذی و ابوداود بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک سوار شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہے۔'' "جامع الترمذي"، ابواب الجهاد، باب ماجاء في كراهية أن يسافر الرجل وحده، الحديث: ١٦٧٤، ص ١٨٢٣

حدیث ۵: ابوداود نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب سفر میں تین شخص ہوں تو ایک کو امیر یعنی اپنا سردار بنالیں۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في القوم يسافرون يؤمرون أحدهم، الحديث: ٢٦٠٩، ص١٤١٦

حدیث ٦: بیہقی نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''سفر میں قوم کا سردار وہ ہے جو ان کی خدمت کرے، جو شخص خدمت میں سبقت لے جائے گا تو شہادت کے سوا کسی عمل سے دوسرے لوگ اس پر سبقت نہیں لے جاسکتے۔'' "شعب الإيمان"، باب في حسن الخلق، فصل في ترك الغضب، الحديث: ٨٤٠٧، ج٦، ص٣٣٤.

حدیث ۷: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سفر عذاب کا ٹکڑا ہے، سونا اور کھانا پینا سب کو روک دیتا ہے، لہٰذا جب کام پورا کرلے جلدی گھر کو واپس ہو۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الامارة، باب السفر قطعة من العذاب... إلخ، الحديث: ٤٩٦١، ص١٠٢١.

حدیث ۸: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رات میں منزل پر اترو تو راستہ سے بچ کر ٹھہرو، کہ وہ جانوروں کا راستہ ہے اور زہریلے جانوروں کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔'' "صحيح مسلم"، كتاب الإمارة، باب مراعاة مصلحة الدواب... إلخ، الحديث: ٤٩٥٩، ٤٩٦٠، ص١٠٢١

حدیث ۹: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جانوروں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ یعنی جب سواری رکی ہوئی ہو تو اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر باتیں نہ کرو، کیونکہ اللہ (عزوجل) نے سواریوں کو تمھارے لیے اس لیے مسخر کیا ہے کہ تم ان کے ذریعہ سے ایسے شہروں کو پہنچو، جہاں بغیر مشقت نفس نہیں پہنچ سکتے تھے اور تمھارے لیے زمین کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے، اس پر اپنی حاجتیں پوری کرو یعنی باتیں کرنی ہوں تو زمین پر اتر کر کرو۔'' "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في الوقوف على الدابة، الحديث: ٢٥٦٧، ص١٤١٣.

حدیث ۱۰: ابوداود نے ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ لوگ جب منزل میں اُترتے تو متفرق ٹھہرتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا متفرق ہوکر ٹھہرنا شیطان کی جانب سے ہے۔'' اس کے بعد صحابہ جب کسی منزل میں اُترتے تو مل کر ٹھہرتے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب مايؤمرمن انضمام العسكرو سعته، الحديث: ٢٦٢٨، ص١٤١٧.

حدیث ۱۱: ابوداود نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات میں چلنے کو لازم کرلو (یعنی فقط دن ہی میں نہیں بلکہ رات کے کچھ حصہ میں بھی چلا کرو) کیونکہ رات میں زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في الدلجة، الحديث: ٢٥٧١، ص١٤١٣. یعنی رات میں چلنے سے راستہ جلد طے ہوتا ہے۔

حدیث ۱۲: ابوداود نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ جب ہم منزل میں اُترتے تو جب تک کجاوے کھول نہ لیتے نماز نہیں پڑھتے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في نزول المنازل، الحديث: ٢٥٥١، ص١٤١٢.

حدیث ۱۳: ترمذی و ابوداود نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدل تشریف لے جارہے تھے۔ ایک شخص گدھے پر سوار آیا اور عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سوار ہوجائیے اور خود پیچھے سرکا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یوں نہیں، جانور کی صدر جگہ بیٹھنے میں تمہارا حق ہے مگر جبکہ یہ حق تم مجھے دیدو۔'' انھوں

نے کہا میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دیا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سوار ہو گئے۔ "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب رب الدابة أحق بصدرها، الحديث: ٢٥٧٢، ص ١٤١٤.

حدیث ۱٤: ابن عساکر نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب سفر سے کوئی واپس آئے تو گھر والوں کے لیے کچھ ہدیہ لائے، اگرچہ اپنی جھولی میں پتھر ہی ڈال لائے۔'' "كنز العمال"، كتاب السفر، رقم: ١٧٥٠٢، ج٦، ص ٣٠١.

حدیث ۱۵: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اہل کے پاس سفر سے رات میں نہیں تشریف لاتے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) صبح کو آتے یا شام کو۔ "صحيح مسلم"، كتاب الإمارة، باب كراهة الطروق وهو الدخول ليلا... إلخ، الحديث: ٤٩٦٢، ص ١٠٢١ و "صحيح البخاري"، كتاب العمرة، باب الدخول بالعشى، الحديث: ١٨٠٠، ص ١٤١.

حدیث ۱٦: صحیح بخاری و مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کے غائب ہونے کا زمانہ طویل ہو یعنی بہت دنوں کے بعد مکان پر آئے تو زوجہ کے پاس رات میں نہ آئے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب لايطرق اهله ليلا... إلخ، الحديث: ٥٢٤٤، ص٤٥٣

دوسری روایت میں ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ان سے فرمایا: ''اگر رات میں مدینہ میں داخل ہوئے تو بی بی کے پاس نہ جانا، جب تک وہ بناؤ سنگار کر کے آراستہ نہ ہو جائے۔'' "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب طلب الولد، الحديث: ٥٢٤٦، ص٤٥٣.

حدیث ۱۷: صحیح بخاری و مسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے۔ تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر لوگوں کے لیے مسجد ہی میں بیٹھ جاتے۔ "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتين في المسجد... إلخ، الحديث: ١٦٥٩، ص ٧٩٠ و "سنن الدارمي"، كتاب الصلاة، باب في صلاة الرجل إذا قدم من سفره الحديث: ١٥٢٠، ج١، ص٤٢٨

حدیث ۱۸: صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا، جب ہم مدینہ میں آ گئے تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مجھ سے فرمایا: ''مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو۔'' "صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب الصلاة اذا قدم من سفر، الحديث: ٣٠٨٧، ص٢٤٨.

مسائل فقہیہ

عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے تین دن (اعلیٰ حضرت، امامِ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے **ایک دن** کا بھی سفر کرنا **حرام** ہے۔'' (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ٦٥٧) صدر الشریعہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی **''بہارِ شریعت''** حصہ 4، نماز مسافر کا بیان صفحہ 101 پر فرماتے ہیں: کہ ''عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا ناجائز ہے بلکہ **ایک دن** کی راہ جانا بھی۔'' (عالمگیری وغیرہ)) یا زیادہ کا سفر کرنا ناجائز ہے اور تین دن سے کم کا سفر اگر کسی مرد صالح یا بچہ کے ساتھ کرے تو جائز ہے۔ باندی کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص ٦٤٢.

مسئلہ ۱: جہاد کے سوا کسی کام کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے مثلاً تجارت یا حج یا عمرہ کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے اس کے لیے والدین سے اجازت حاصل کرے، اگر والدین اس سفر کو منع کریں اور اس کو اندیشہ ہو کہ میرے جانے کے بعد ان کی کوئی خبر گیری نہ کرے گا اور اس

کے پاس اتنا مال بھی نہیں ہے کہ والدین کو بھی دے اور سفر کے مصارف (یعنی سفر کے اخراجات۔) بھی پورے کرے، ایسی صورت میں بغیر اجازت والدین سفر کو نہ جائے اور اگر والدین محتاج نہ ہوں، ان کا نفقہ (یعنی روٹی، کپڑے وغیرہ کا خرچ۔) اولاد کے ذمہ نہ ہو مگر وہ سفر خطرناک ہے ہلاکت کا اندیشہ ہے، جب بھی بغیر اجازت سفر نہ کرے اور ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو تو بغیر اجازت سفر کر سکتا ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السادس والعشرون، ج٥، ص٣٦٥.

مسئلہ ۲: بغیر اجازت والدین علم دین پڑھنے کے لیے سفر کیا اس میں حرج نہیں اور اس کو والدین کی نافرمانی نہیں کہا جائے گا۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٦٦.

متفرقات

مسئلہ ۱: یادداشت کے لیے یعنی اس غرض سے کہ بات یاد رہے بعض لوگ رومال یا کمر بند میں گرہ لگا لیتے ہیں یا کسی جگہ اونگلی وغیرہ پر ڈورا باندھ لیتے ہیں یہ جائز ہے اور بلا وجہ ڈورا باندھ لینا مکروہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٥٩٩.

مسئلہ ۲: گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے، جبکہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیات قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا گیا ہو اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے، اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں، جو زمانۂ جاہلیت میں کیے جاتے تھے۔ اسی طرح تعویذات اور آیات واحادیث وادعیہ (یعنی دعائیں۔) رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز ہے۔ جنب (یعنی جس پر جماع یا احتلام یا شہوت کے ساتھ مَنی خارِج ہونے کی وجہ سے غُسل فرض ہوگیا ہو۔) وحائض (یعنی حیض والی۔) ونفسا (یعنی نفاس والی۔) بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں، بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ تعویذات غلاف میں ہوں۔ (درمختار، ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٠٠.

مسئلہ ۳: بچھونے یا مصلّے پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اس کو استعمال کرنا ناجائز ہے، یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کاڑھی گئی ہو یا روشنائی سے لکھی ہو اگرچہ حروف مفردہ لکھے ہوں کیونکہ حروف مفردہ (یعنی جدا جدا لکھے ہوئے حروف۔) کا بھی احترام ہے۔ (ردالمحتار) "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٦٠٠.

اکثر دسترخوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دسترخوانوں کو استعمال میں لانا ان پر کھانا کھانا نہ چاہیے۔ بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں ان کا بھی استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ ٤: وعدہ کیا مگر اس کو پورا کرنے میں کوئی شرعی قباحت تھی اس وجہ سے پورا نہیں کیا تو اس کو وعدہ خلافی نہیں کہا جائے گا اور وعدہ خلاف کرنے کا جو گناہ ہے اس صورت میں نہیں ہوگا، اگرچہ وعدہ کرنے کے وقت اس نے استثنا نہ کیا ہو کہ یہاں شریعت کی جانب سے استثنا موجود ہے، اس کو زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں مثلاً وعدہ کیا تھا کہ میں فلاں جگہ آؤں گا اور وہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کروں گا مگر جب وہاں گیا تو دیکھتا ہے کہ ناچ رنگ اور شراب خواری وغیرہ میں لوگ مشغول ہیں وہاں سے یہ چلا آیا، یہ وعدہ خلافی نہیں ہے یا اس کے انتظار کرنے کا وعدہ کیا تھا اور انتظار کر رہا تھا کہ نماز کا وقت آ گیا یہ چلا آیا، وعدہ کے خلاف نہیں ہوا۔ (مشکل الآثار امام طحاوی)

"مشكل الآثار"، ج٢، ص٦.

www.dawateislami.net

مسئلہ ۵: بعض کاشت کار اپنے کھیتوں میں کپڑا لپیٹ کر کسی لکڑی پر لگا دیتے ہیں اس سے مقصود نظر بد سے کھیتوں کو بچانا ہوتا ہے، کیونکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے گی اس کے بعد زراعت پر پڑے گی اور اس صورت میں زراعت کو نظر نہیں لگے گی ایسا کرنا ناجائز نہیں کیونکہ نظر کا لگنا صحیح ہے، احادیث سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرے یہ کہے:

تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحسَنُ الْخَالِقِیْنَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْہِ .

"ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج٩، ص٦٠١.

یا اردو میں یہ کہدے کہ اللہ (عزوجل) برکت کرے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ٦: مشرکین کے برتنوں میں بغیر دھوئے کھانا پینا مکروہ ہے، یہ اس وقت ہے کہ برتن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو اور معلوم ہو تو اس میں کھانا پینا حرام ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في اهل الذمة والاحكام، ج٥، ص٣٤٧

مسئلہ ۷: عجیب و غریب قصے کہانی تفریح کے طور پر سننا جائز ہے، جبکہ ان کا جھوٹا ہونا یقینی نہ ہو بلکہ جو یقیناً جھوٹ ہوں ان کو بھی سنا جاسکتا ہے، جبکہ بطورِ ضرب مثل ہوں یا ان سے نصیحت مقصود ہو جیسا کہ مثنوی شریف وغیرہ میں بہت سے فرضی قصے وعظ و پند کے لیے درج کیے گئے ہیں۔ اسی طرح جانوروں اور کنکر پتھر وغیرہ کی باتیں فرضی طور پر بیان کرنا یا سننا بھی جائز ہے مثلاً گلستان میں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے لکھا۔ ؎

گلے خوشبوئے در حمام روزے الخ (درمختار وغیرہ)

"الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٦٧. وغيره

www.dawateislami.net

مسئلہ ۸: تمام زبانوں میں عربی زبان افضل ہے ہمارے آقا و مولےٰ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہی زبان ہے قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا، اہل جنت کی جنت میں عربی ہی زبان ہوگی، جو اس زبان کو خود سیکھے یا دوسروں کو سکھائے اسے ثواب ملے گا۔ (درمختار) المرجع السابق، ص٦٩١ یہ جو کہا گیا صرف زبان کے لحاظ سے کہا گیا ورنہ ایک مسلم کو خود سوچنے کی ضرورت ہے کہ عربی زبان کا جاننا مسلمانوں کے لیے کتنا ضروری ہے، قرآن و حدیث اور دین کے تمام اصول و فروع اسی زبان میں ہیں اس زبان سے ناواقفی کتنی کمی اور نقصان کی چیز ہے۔

مسئلہ۹: عورت رخصت ہو کر آئی اور عورتوں نے کہہ دیا، کہ یہ تمھاری عورت ہے اُس سے وطی جائز ہے، اگرچہ یہ خود اُسے پہچانتا نہ ہو۔ (درمختار) المرجع السابق، ص٦٩٤ اسی طرح عورتوں نے شبِ زفاف میں اُس کے کمرہ میں جس عورت کو دولھن بنا کر بھیج دیا اگرچہ یہ نہیں کہا کہ یہ تمھاری عورت ہے اوس سے وطی جائز ہے، کہ اس کو ہیأت مخصوصہ کے ساتھ یہاں پہنچانا ہی اس کی دلیل ہے، کیونکہ دوسری عورت کو اس طرح ہرگز نہیں بھیجا جاتا۔

مسئلہ ۱۰: جس کے ذمہ اپنا حق ہو اور وہ نہ دیتا ہو تو اگر اس کی ایسی چیز مل جائے جو اسی جنس کی ہے جس جنس کا حق ہے تو لے سکتا ہے۔ اس معاملہ میں روپیہ اور اشرفی ایک جنس کی چیزیں ہیں، یعنی اس کے ذمہ روپیہ تھا اور اشرفی مل گئی تو بقدر اپنے حق کے لے سکتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص٦٩٧.

مسئلہ ۱۱: لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آنا، نرم باتیں کرنا، کشادہ روئی سے کلام کرنا مستحب ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ

مداہنت نہ پیدا ہو۔ بدمذہب سے گفتگو کرے تو اس طرح نہ کرے کہ وہ سمجھے میرے مذہب کو اچھا سمجھنے لگا برا نہیں جانتا ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٩

مسئلہ ١٢: مکان کرایہ پر دیا اور کرایہ دار اس میں رہنے لگا اگر مکان دیکھنے کو جانا چاہتا ہے، کہ دیکھیں کس حالت میں ہے اور مرمت کی ضرورت ہو تو مرمت کرادی جائے تو کرایہ دار سے اجازت لے کر اندر جائے، یہ خیال نہ کرے کہ مکان میرا ہے مجھے اجازت کی کیا ضرورت، کہ مکان اگرچہ اس کا ہے مگر سکونت (یعنی رہائش۔) دوسرے کی ہے اور اجازت لینے کا حکم اسی سکونت کی وجہ سے ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٩.

مسئلہ١٣: حمام میں جائے تو تہبند باندھ کر نہائے لوگوں کے سامنے برہنہ ہونا ناجائز ہے۔ تنہائی میں جہاں کسی کی نظر پڑنے کا احتمال نہ ہو برہنہ ہو کر بھی غسل کرسکتا ہے۔ اسی طرح تالاب یا دریا میں جبکہ ناف سے اونچا پانی ہو برہنہ نہا سکتا ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب الرابع والعشرون في دخول الحمام، ج٥، ص٣٦٣.

مگر جبکہ پانی صاف ہو اور دوسرا کوئی شخص نزدیک ہو کہ اس کی نظر مواضع ستر پر پڑے گی، تو ایسے موقع پر پانی میں بھی برہنہ ہونا، جائز نہیں۔

مسئلہ١٤: اہلِ محلّہ نے امام مسجد کے لیے کچھ چندہ جمع کرکے دے دیا یا اسے کھانے پہننے کے لیے سامان کردیا، یہ ان لوگوں کے نزدیک بھی جائز ہے جو اجرت پر امامت کو ناجائز فرماتے ہیں، کہ یہ اجرت نہیں بلکہ احسان ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ کرنا ہی چاہیے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج٩، ص٦٩٩.

مسئلہ ١٥: جو شخص مقتدیٰ (یعنی جس کی پیروی کی جائے۔) اور مذہبی پیشوا ہو اوس کے لیے اہل باطل اور برے لوگوں سے میل جول رکھنا منع ہے اور اگر اس وجہ سے مدارات کرتا ہے کہ ایسا نہ کرنے میں وہ ظلم کرے گا، تو مضایقہ نہیں جبکہ یہ غیر معروف شخص ہو۔ (عالمگیری)

"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب الرابع عشر في اھل الذمة، ج٥، ص٣٤٦.

مسئلہ ١٦: کسی نے کٹکھنا کتا (یعنی کاٹ کھانے والا کتا۔) پال رکھا ہے جو راہ گیروں کو کاٹ کھاتا ہے، تو بستی والے ایسے کتے کو قتل کر ڈالیں۔ بلی اگر ایذا (یعنی تکلیف۔) پہنچاتی ہے تو اسے تیز چھری سے ذبح کر ڈالیں، اسے ایذا دے کر نہ ماریں۔ (عالمگیری) "الفتاوی الھندیة"، کتاب الکراھیة، الباب الحادی والعشرون فیما یسع من جراحات بنی آدم، ج٥، ص٣٦٠ ـ ٣٦١.

مسئلہ ١٧: ٹڈی حلال جانور ہے اسے کھانے کے لیے مار سکتے ہیں اور ضرر سے بچنے کے لیے بھی اسے مار سکتے ہیں۔ چیونٹی نے ایذا پہنچائی اور مار ڈالی تو حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے، جوں کو مار سکتے ہیں اگرچہ اوس نے کاٹا نہ ہو اور آگ میں ڈالنا مکروہ ہے، جوں کو بدن یا کپڑوں سے نکال کر زندہ پھینک دینا طریق ادب کے خلاف ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٦١. کھٹمل کو مارنا جائز ہے کہ یہ تکلیف دہ جانور ہے۔

مسئلہ ١٨: جس کے پاس مال کی قلت ہے اور اولاد کی کثرت اسے وصیت نہ کرنا ہی افضل ہے اور اگر ورثہ اغنیا (یعنی مالدار۔) ہوں یا مال کی دو تہائیاں بھی ان کے لیے بہت ہوں گی، تو تہائی کی وصیت کر جانا بہتر ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج٩، ص٧٠١.

مسئلہ ۱۹: مرد کو اجنبیہ عورت کا جھوٹا اور عورت کو اجنبی مرد کا جھوٹا مکروہ ہے، زوجہ ومحارم کے جھوٹے میں حرج نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۷۰۳. کراہت اس صورت میں ہے جب کہ تلذذ (تلذذ: یعنی لذّت۔) کے طور پر ہو اور اگر تلذذ مقصود نہ ہو بلکہ تبرک کے طور پر ہو جیسا کہ عالم باعمل اور باشرع پیر کا جھوٹا کہ اسے تبرک سمجھ کر لوگ کھاتے پیتے ہیں اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۰: بی بی نماز نہ پڑھے تو شوہر اس کو مار سکتا ہے، اسی طرح ترکِ زینت پر بھی مار سکتا ہے اور گھر سے باہر نکل جانے پر بھی مار سکتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج۹، ص۷۰٤.

مسئلہ ۲۱: بی بی بے ہودہ بلکہ فاجرہ ہو تو شوہر پر یہ واجب نہیں کہ اسے طلاق ہی دے ڈالے۔ یوہیں اگر مرد فاجر ہو تو عورت پر یہ واجب نہیں کہ اس سے پیچھا چھڑائے، ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ وہ دونوں حدوداللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے، حکم شرع کی پابندی نہ کریں گے تو جدائی میں حرج نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۲: حاجت کے موقع پر قرض لینے میں حرج نہیں، جبکہ ادا کرنے کا ارادہ ہو اور اگر یہ ارادہ ہو کہ ادا نہ کرے گا تو حرام کھاتا ہے اور اگر بغیر ادا کیے مر گیا مگر نیت یہ تھی کہ ادا کر دے گا، تو امید ہے کہ آخرت میں اس سے مواخذہ نہ ہو۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب السابع والعشرون في القرض و الدین، ج٥، ص٣٦٦.

مسئلہ ۲۳: جس کا حق اس کے ذمہ تھا وہ غائب ہو گیا پتا نہیں کہ وہ کہاں ہے نہ یہ معلوم کہ زندہ ہے یا مر گیا تو اس پر یہ واجب نہیں کہ شہروں شہروں اُسے تلاش کرتا پھرے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۲٤: جس کا دَین تھا وہ مر گیا اور مدیون (یعنی دَین لینے والا۔قرض دار۔) دَین سے انکار کرتا ہے ورثہ اس سے وصول نہ کر سکے، تو اس کا ثواب دائن (یعنی دَین دینے والا۔قرض دینے والا۔) کو ملے گا اس کے ورثہ کو نہیں اور اگر مدیون نے اس کے ورثہ کو دَین ادا کر دیا تو بری ہو گیا۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب السابع والعشرون في القرض و الدین، ج٥، ص٣٦٦ - ٣٦٧.

مسئلہ ۲۵: جس کے ذمہ دَین تھا وہ مر گیا اور وارث کو معلوم نہ تھا کہ اس کے ذمہ دَین ہے تاکہ ترکہ سے ادا کرے، اس نے ترکہ کو خرچ کر ڈالا تو وارث سے دَین کا مؤاخذہ نہیں ہوگا اور اگر وارث کو معلوم ہے کہ میت کے ذمہ دَین ہے تو اس پر ادا کرنا واجب ہے اور اگر وارث کو معلوم تھا مگر بھول گیا، اس وجہ سے ادا نہ کیا، جب بھی آخرت میں مؤاخذہ نہیں۔ ودیعت ک (ودیعت خاص اس مال کو کہتے ہیں جو حفاظت کے لیے دوسرے کے سپرد کی جاتی ہے۔)(تفصیلی معلومات کے لیے دیکھئے: بہارِ شریعت، حصہ 14، ودیعت کا بیان) ابھی یہی حکم ہے کہ بھول گیا اور جس کی چیز تھی اسے نہیں دی تو مؤاخذہ نہیں۔ (عالمگیری)

"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکراهیة، الباب السابع والعشرون في القرض و الدین، ج٥، ص٣٦٧.

مسئلہ ۲٦: مدیون اور دائن جا رہے تھے راستہ میں ڈاکوؤں نے گھیرا، مدیون یہ چاہتا ہے کہ اسی وقت میں دَین ادا کردوں تاکہ ڈاکو اس کا مال چھینیں اور میں بچ جاؤں، آیا اس حالت میں دائن لینے سے انکار کر سکتا ہے یا اس کو لینا ہی ہوگا؟ فقیہ ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ دائن لینے سے انکار کر سکتا ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٦٧.

مسئلہ ۲۷: کسی نے کہا فلاں شخص کی کچھ چیزیں میں نے کھا لی ہیں، اسے پانچ روپے دے دینا وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو دینا وارث نہ ہو تو خیرات کر دینا، اس شخص کی صرف بی بی ہے کوئی دوسرا وارث نہیں ہے اگر عورت یہ کہتی ہے کہ میرا دَین مہر اس کے ذمہ ہے

جب تو روپے اسی کو دیے جائیں، ورنہ صرف اسے چہارم دیا جائے یعنی سوا روپیہ جبکہ عورت یہ کہے کہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ (عالمگیری) المرجع السابق، ص٣٦٨.

مسئلہ ۲۸: اگر جان مال آبرو کا اندیشہ ہے ان کے بچانے کے لیے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمہ اپنا حق ہے جو بغیر رشوت دیے وصول نہیں ہوگا اور یہ اس لیے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہو جائے یہ دینا جائز ہے یعنی دینے والا گنہگار نہیں مگر لینے والا ضرور گنہگار ہے اس کو لینا جائز نہیں۔

اسی طرح جن لوگوں سے زبان درازی کا اندیشہ ہو جیسے بعض لچے شہدے (یعنی شریر۔ بدمعاش۔) ایسے ہوتے ہیں کہ سر بازار کسی کو گالی دے دینا یا بے آبرو کر دینا ان کے نزدیک معمولی بات ہے، ایسوں کو اس لیے کچھ دے دینا تاکہ ایسی حرکتیں نہ کریں یا بعض شعرا ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں اگر نہ دیا جائے، تو مذمت میں قصیدے کہہ ڈالتے ہیں ان کو اپنی آبرو بچانے اور زبان بندی کے لیے کچھ دے دینا جائز ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج٩، ص٦٩٩.

مسئلہ ۲۹: بھیڑ بکریوں کے چرواہے کو اس لیے کچھ دے دینا کہ وہ جانوروں کو رات میں اس کے کھیت میں رکھے گا کیونکہ اس سے کھیت درست ہو جاتا ہے، یہ ناجائز و رشوت ہے اگرچہ یہ جانور خود چرواہے کے ہوں اور اگر کچھ دینا نہیں ٹھہرا ہے جب بھی ناجائز ہے کیونکہ اس موقع پر عرفاً دیا ہی کرتے ہیں، تو اگرچہ دینا شرط نہیں مگر مشروط ہی کے حکم میں ہے۔

اس کے جواز کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ مالک سے ان جانوروں کو عاریت لے لے اور مالک چرواہے سے یہ کہہ دے کہ تو اس کے کھیت میں جانوروں کو رات میں ٹھہرانا۔ اب اگر چرواہے کو احسان کے طور پر دینا چاہے تو دے سکتا ہے ناجائز نہیں اور اگر مالک کے کہنے کے بعد بھی چرواہا مانگتا ہے اور جب تک اسے کچھ نہ دیا جائے ٹھہرانے پر راضی نہ ہو، تو یہ پھر ناجائز و رشوت ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٦.

مسئلہ ۳۰: باپ کو اس کا نام لے کر پکارنا مکروہ ہے، کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ اسی طرح عورت کو یہ مکروہ ہے، کہ شوہر کو نام لے کر پکارے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في البیع، ج٩، ص٦٩٠. بعض جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر شوہر کا نام لے لے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ غلط ہے شاید اسے اس لیے گڑھا ہو کہ اس ڈر سے کہ طلاق ہو جائے گی شوہر کا نام نہ لے گی۔

مسئلہ ۳۱: مرنے کی آرزو کرنا اور اس کی دعا مانگنا مکروہ ہے، جبکہ کسی دنیوی تکلیف کی وجہ سے ہو، مثلاً تنگی سے بسر اوقات ہوتی ہے یا دشمن کا اندیشہ ہے مال جانے کا خوف ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ لوگوں کی حالتیں خراب ہو گئیں معصیت میں مبتلا ہیں اسے بھی اندیشہ ہے کہ گناہ میں پڑ جائے گا تو آرزوئے موت مکروہ نہیں۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، کتاب الکراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص٣٧٩.

مسئلہ ۳۲: زلزلہ کے وقت مکان سے نکل کر باہر آجانا جائز ہے۔ اسی طرح اگر دیوار جھکی ہوئی ہے گرنا چاہتی ہے، اس کے پاس سے بھاگنا جائز ہے۔ (عالمگیری) المرجع السابق

مسئلہ ۳۳: طاعون جہاں ہو وہاں سے بھاگنا جائز نہیں اور دوسری جگہ سے وہاں جانا بھی نہ چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کمزور اعتقاد کے ہوں اور ایسی جگہ گئے اور مبتلا ہو گئے، ان کے دل میں بات آئی کہ یہاں آنے سے ایسا ہوا نہ آتے تو کاہے کو اس

بلا میں پڑتے اور بھاگنے میں بچ گیا، تو یہ خیال کیا کہ وہاں ہوتا تو نہ بچتا بھاگنے کی وجہ سے بچا ایسی صورت میں بھاگنا اور جانا دونوں ممنوع۔

طاعون کے زمانہ میں عوام سے اکثر اسی قسم کی باتیں سننے میں آتی ہیں اور اگر اس کا عقیدہ پکا ہے جانتا ہے کہ جو کچھ مقدر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے، نہ وہاں جانے سے کچھ ہوتا ہے نہ بھاگنے میں فائدہ پہنچتا ہے تو ایسے کو وہاں جانا بھی جائز ہے، نکلنے میں بھی حرج نہیں کہ اس کو بھاگنا نہیں کہا جائے گا اور حدیث میں مطلقاً نکلنے کی ممانعت نہیں بلکہ بھاگنے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ ۳۴: کافر کے لیے مغفرت کی دعا ہرگز ہرگز نہ کرے، ہدایت کی دعا کرسکتا ہے۔ (عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في اهل الذمة، ج٥، ص٣٤٨.

مسئلہ ۳۵: ایک شخص مرا جس کا کافر ہونا معلوم تھا، مگر اب ایک مسلمان اس کے مسلمان ہونے کی شہادت دیتا ہے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اور مسلمان مرا اور ایک شخص اس کے مرتد ہونے کی شہادت دیتا ہے، تو محض اس کے کہنے سے اسے مرتد نہیں قرار دیا جائے گا اور جنازہ کی نماز ترک نہیں کی جائے گی۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

مسئلہ ۳۶: مکان میں پرندے گھونسلا لگایا اور بچے بھی کیے، بچھونے اور کپڑوں پر بیٹ گرتی ہے، ایسی حالت میں گھونسلا بگاڑنا اور پرند کو بھگا دینا نہیں چاہیے، بلکہ اس وقت تک انتظار کرے کہ بچے بڑے ہو کر اڑ جائیں۔

(عالمگیری) "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص ٣٨٠. وغيره

مسئلہ ۳۷: جماع کرتے وقت کلام کرنا مکروہ ہے اور طلوع فجر سے نماز فجر تک بلکہ طلوع آفتاب تک خیر کے سوا دوسری بات نہ کرے۔ (عالمگیری) المرجع السابق.

www.dawateislami.net

مسئلہ ۳۸: ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں، خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔

حدیث میں فرمایا: کہ "صفر کوئی چیز نہیں۔" "صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب لا هامة، الحديث: ٥٧٥٧، ص ٤٩٢. یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے۔ اسی طرح ذیقعدہ کے مہینہ کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں ۳، ۱۳، ۲۳، ۸، ۱۸، ۲۸ کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لغو بات ہے۔

مسئلہ ۳۹: قمر در عقرب یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو برا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب برج اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے اور سلوانے کو برا جانتے ہیں۔ ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے، یہ باتیں خلاف شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔

مسئلہ ۴۰: نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں، کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی، یہ بھی خلاف شرع ہے۔ اس طرح نچھتروں کا حساب کے فلاں نچھتر سے بارش ہوگی یہ بھی غلط ہے، حدیث میں اس پر سختی سے انکار فرمایا۔

مسئلہ ۴۱: ماہ صفر کا آخر چہارشنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے، لوگ اپنے کاروبار بند کردیتے ہیں، سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں، پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینۂ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اصل ہیں، بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرض شدت کے ساتھ تھا، وہ باتیں خلاف واقع ہیں۔
اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں سب بے ثبوت ہیں، بلکہ حدیث کا یہ ارشاد **لاصفر**. "صحيح البخاري"، كتاب الطب، باب لاهامة، الحديث: ٥٧٥٧، ص ٤٩٢ یعنی صفر کوئی چیز نہیں۔ ایسی تمام خرافات کو رد کرتا ہے۔

مسئلہ ۴۲: ایک شخص نے کسی کو اذیت پہنچائی اس سے معافی مانگنا چاہتا ہے مگر جانتا ہے کہ ابھی اسے غصہ ہے معاف نہیں کرے گا، لہٰذا معافی مانگنے میں تاخیر کی اس تاخیر میں یہ معذور نہیں۔ ظالم نے مظلوم کو بار بار سلام کیا اور وہ جواب بھی دیتا رہا اور اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آیا یہاں تک کہ ظالم نے سمجھ لیا کہ اب وہ مجھ سے راضی ہوگیا، یہ کافی نہیں ہے بلکہ معافی مانگنی چاہیے۔ (عالمگیری) "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ج٥، ص ٣٧٥ ـ ٣٧٦.

مسئلہ ۴۳: عمامہ کھڑے ہوکر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے۔ جس نے اس کا الٹا کیا وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جس کی دوا نہیں۔ انظر: "كشف الالتباس في استحباب اللباس" للشيخ المحقق عبدالحق، ذكر شمله، ص ٣٩

مسئلہ ۴۴: کپڑا پہنے تو داہنے سے شروع کرے یعنی پہلے دہنی آستین یا دہنے پائنچہ میں ڈالے پھر بائیں میں۔ انظر: "كشف الالتباس في استحباب اللباس" للشيخ المحقق عبدالحق، ذكر جيب، ص ٤٣.

www.dawateislami.net

مسئلہ ۴۵: پاجامہ کا تکیہ نہ بنائے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تکیہ نہ بنائے۔ (اعلیٰ حضرت)

مسئلہ ۴۶: بیل پر سوار ہونا اور اس پر بوجھ لادنا اور گدھے سے ہل جوتنا جائز ہے یعنی یہ ضرور نہیں کہ بیل سے صرف ہل جوتنے کا کام لیا جائے اس پر بوجھ نہ لادا جائے اور گدھے پر صرف بوجھ ہی لادا جائے ہل نہ جوتا جائے۔ (درمختار) "الدرالمختار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص ٦٦٢.

مسئلہ ۴۷: جانور سے کام لینے میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ اتنا نہ لیا جائے کہ وہ مصیبت میں پڑ جائے جتنا بوجھ اٹھا سکتا ہے اتنا ہی اس پر لادا جائے یا جتنی دور جاسکے وہیں تک لے جایا جائے یا جتنی دیر تک کام کرنے کا متحمل ہوسکے اتنا ہی لیا جائے۔ بعض یکہ تانگہ والے اتنی زیادہ سواریاں بٹھا لیتے ہیں کہ گھوڑا مصیبت میں پڑ جاتا ہے یہ ناجائز ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ بلاوجہ جانور کو نہ مارے اور سر یا چہرہ پر کسی حالت میں ہرگز نہ مارے کہ یہ بالاجماع ناجائز ہے۔ جانور پر ظلم کرنا ذمی کافر پر ظلم کرنے سے زیادہ برا ہے اور ذمی پر ظلم کرنا مسلم پر ظلم کرنے سے بھی برا کیونکہ جانور کا کوئی معین و مددگار اللہ (عزوجل) کے سوا نہیں اس غریب کو اس ظلم سے کون بچائے۔ (درمختار، ردالمحتار) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ج٩، ص ٦٦٢.

وصلى الله علىٰ خير خلقهٖ محمد و اٰلهٖ وصحبهٖ اجمعين والحمد للّٰه رب العالمين .

عبرت ناک موت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ ایک نصرانی مسلمان ہوگیا اور اس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھ لی۔ پس وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کتابت کرتا تھا، اس کے بعد وہ پھر نصرانی ہوگیا اور کہا کرتا تھا:

مَا یَدْرِیْ مُحَمَّدٌ اِلَّا مَا کَتَبْتُ لَہٗ. محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہی جانتے ہیں جو میں نے ان کے لیے لکھ دیا ہے۔ تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن توڑ دی یعنی اس کی موت غیر فطری طریقے سے ہوئی۔

اس کے آدمیوں نے گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا، لیکن صبح کے وقت زمین نے اس کو نکال کر باہر پھینک دیا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں نے کیا ہوگا، کیونکہ یہ ان کے پاس سے بھاگ کر آیا تھا، اس لیے ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی۔ دوسری مرتبہ انہوں نے اس کے لیے اور گہرا گڑھا کھودا، لیکن صبح وہ پھر باہر زمین پر پڑا ہوا تھا، کہنے لگے کہ یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں نے کیا ہوگا، کیونکہ یہ ان کے پاس سے بھاگ کر آیا تھا، لہٰذا ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی۔ تیسری دفعہ انہوں نے اس کے لیے گڑھا کھودا اور جتنا گہرا کھود سکتے تھے اتنا گہرا کھودا، لیکن صبح کے وقت اسے زمین کے اوپر پڑا ہوا پایا۔

اب انہوں نے جانا کہ ان کے ساتھ یہ سلوک انسانوں کی جانب سے نہیں ہے، پھر انہوں نے اس کو اسی طرح باہر پڑا ہوا چھوڑ دیا۔

("صحیح البخاري"، کتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، الحدیث: ٣٦١٧، ص ٢٩٤.

و "صحیح مسلم"، کتاب صفات المنافقین و أحکامهم، باب صفات المنافقین و أحکامهم، الحدیث: ٧٠٤٠، ص ١١٦٣ . ملتقطاً من الحدیثین)

دعوتِ اسلامی
www.dawateislami.net

بہارِ شریعت
حصہ 16
مفتی محمد امجد علی اعظمی
4921389-93/4126999
4125858
Web:www.dawateislami.net, Email:maktaba@dawateislami.net

ماٰخذ و مراجع

کتب احادیث

نمبرشمار	نام کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعات
1	الموطأ	امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ	دارالمعرفۃ، بیروت
2	مسند الطيالسي	امام سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی، متوفی ۲۰۳ھ	مکتبہ حسینیہ، گوجرانوالہ
3	المصنف	امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
4	المصنف	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، متوفی ۲۳۵	دارالفکر، بیروت
5	المسند	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دارالفکر، بیروت
6	سنن الدارمي	امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن، متوفی ۲۵۵ھ	باب المدینہ، کراچی
7	صحيح البخاري	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دارالسلام، ریاض
8	الادب المفرد	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
9	صحيح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دارالسلام
10	سنن ابن ماجه	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دارالسلام
11	سنن أبي داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دارالسلام
12	جامع الترمذي	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دارالسلام
13	سنن الدار قطني	امام علی بن عمر دار قطنی، متوفی ۲۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
14	البحر الزخار	امام احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورہ
15	سنن النسائي	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورہ
16	مسند أبي يعلىٰ	امام احمد بن علی مثنی تمیمی، متوفی ۳۰۷ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
17	صحيح ابن خزيمة	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت
18	نوادر الاصول	امام ابوعبداللہ محمد حکیم ترمذی، متوفی ۳۲۰ھ	دارالجیل، بیروت
19	شرح معاني الآثار	امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
20	المعجم الكبير	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت
21	المعجم الأوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
22	المعجم الصغير	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت

www.dawateislami.net

23	الكامل في الضعفاء الرجال	امام ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی، متوفی ۳۶۵ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
24	المستدرك	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دارالمعرفۃ، بیروت
25	حلية الاولياء	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، متوفی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
26	السنن الكبرى	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
27	شعب الإيمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
28	تاريخ بغداد	حافظ ابوبکر احمد علی بن خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
29	الفردوس بمأثور الخطاب	حافظ ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
30	شرح السنة	امام حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
31	تاريخ دمشق	علامہ علی بن حسن، متوفی ۵۷۱ھ	دارالفکر، بیروت
32	الاحاديث المختارة	امام ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد مقدسی، متوفی ۶۴۳ھ	دارخضر، بیروت
33	الترغيب والترهيب	امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری، متوفی ۶۵۶ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
34	الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
35	مشكاة المصابيح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دارالفکر، بیروت
36	مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر، متوفی ۸۰۷ھ	دارالفکر، بیروت
37	كنزالعمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
38	مرقاة المفاتيح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دارالفکر، بیروت
39	اشعة اللمعات	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ

دعوت اسلامی
www.dawateislami.net

کتب فقه حنفی

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف	مطبوعات
1	الفتاوى الخانية	علامہ حسین بن منصور اوزجندی، متوفی ۵۹۲ھ	پشاور
2	الهداية	علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ	دارالاحیاء التراث العربی
3	تبيين الحقائق	علامہ عثمان بن علی، متوفی ۷۴۳ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
4	العناية	علامہ محمد بن محمود بابرتی، متوفی ۷۸۶ھ	کوئٹہ
5	البزازية	علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردی، متوفی ۸۲۷ھ	کوئٹہ
6	الدرر الحكام	ملا احمد بن فراموز خسرو، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
7	الدرالمختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دارالمعرفۃ، بیروت
8	الفتاوى الهندية	ملا نظام الدین، متوفی ۱۱۶۱ھ، وعلمائے ہند	کوئٹہ
9	حاشية الطحطاوي على الدرالمختار	علامہ احمد بن محمد طحطاوی، متوفی ۱۲۳۱ھ	کوئٹہ
10	ردالمحتار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دارالمعرفۃ، بیروت
11	الفتاوى الرضوية	مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور

www.dawateislami.net